

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فِطْرَتِ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا (روم ۳۰)

# دینِ فطرت

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
ایم اے، پی ایچ ڈی

ادارہ مسعودیہ  
۵۶۶/۲-ای، ناظم آباد کراچی (سٹی)  
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۷۴۲۲۲/۱۴۰۰۱

## حقوق طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں

- عنوان کتاب ----- دینِ فطرت  
مصنف ----- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
نظر ثانی ----- علامہ رضوان احمد نقشبندی  
حروف ساز ----- سید شعیب افتخار مسعودی  
جیلانی پرنٹ انٹرپرائز، کراچی، فون ۵۶۹۳۳۲۷  
طابع ----- حاجی محمد الیاس مسعودی  
مطبع ----- برکت پریس، کراچی  
طباعت ----- ۱۳۲۳ھ / ۲۰۰۳ء  
اشاعت ----- اول  
ناشر ----- ادارہ مسعودیہ، کراچی  
تعداد ----- ایک ہزار  
قیمت ----- ۷۵ روپے (آفسٹ)، ۴۰ روپے (نیوز پرنٹ)

## ملنے کے پتے

- ۱- ادارہ مسعودیہ، ۵۶/۲-ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون ۶۶۱۳۷۴۷
- ۲- ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔ اے۔ جناح روڈ، کراچی فون نمبر ۳۲۱۳۹۷
- ۳- مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی فون: ۳۹۲۶۱۱۰-۳۹۱۰۵۸۴
- ۴- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴- انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی، ۲۶۳۰۴۱۱
- ۵- فرید بک اسٹال، ۳۸- اردو بازار لاہور، فون نمبر۔ ۷۲۲۴۸۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 حَمْدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُصَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## حرف اول

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہم کو انسان بنایا، چھوٹا سا جہاں بنایا، دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں، سننے کے لئے کان دیئے، سونگھنے کے لئے ناک دی، چکھنے کے لئے زبان دی، پکڑنے کے لئے ہاتھ دیئے، چلنے کے لئے پیر دیئے، سوچنے سمجھنے کے لئے دماغ دیا..... پھر دل دیا گویا سب کچھ دیا..... چاروں طرف ہی نہیں، شش جہات میں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں۔ گنتے گنتے تھک جائیں، نعمتیں ختم ہو کر نہ دیں..... کیسا کرم فرمایا، پھر راہ دکھائی اور راہ پر چلایا، امام و مقتدا بنایا..... کرم پر کرم فرمایا..... مگر بہت سے انسانوں نے اس کا احسان نہ مانا، اپنی اپنی راہیں خود چن لیں، حالت یہ ہو گئی۔

جاتا ہوں تھوڑی دور ہر اک رھرو کے ساتھ  
 پہچانتا نہیں ہوں ابھی منزل کو میں

اللہ نے زندگی دی، بے آسرا نہ رکھا، دستور حیات بھی عطا فرمایا، دین فطرت سے

بھی سرفراز فرمایا۔

دین فطرت ابتدائے آفرینش سے موجود ہے۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں پیغمبروں نے اللہ کی مخلوق کو اس کی تعلیم دی انسان کے اس دھرتی پر قدم رکھتے ہی دین فطرت، اسلام بھی نازل ہو گیا تھا۔ یہ دنیا کے سب معلوم خطوں میں پہنچا اور اب نامعلوم

خطوں میں بھی پہنچ گیا۔ یہ کہنا کہ دین فطرت دنیا میں ساتویں صدی عیسوی میں آیا اور اسی صدی میں برصغیر میں بھی آیا، تاریخی حیثیت سے صحیح نہیں، اسی مغالطے کو دور کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے چند کائناتی حقائق کا جاننا بھی ضروری ہے جس کے لئے ہم قرآن حکیم سے رجوع کریں گے۔ کیونکہ یہ دنیا کی واحد سب سے سچی اور کھری کتاب ہے، جس میں سارے جہاں کی باتیں ہیں، کائناتی تاریخ کا یہ ایک اہم ماخذ ہے جس کو بلا امتیاز مذہب و ملت دنیا کے اکثر دانشوروں نے تسلیم کیا ہے جس کی تفصیل اسی کتاب میں آگے آتی ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسانوں سے اپنی بناگی کا عہد و اقرار لیا (اعراف: ۱۷۲) اس لئے اللہ کے سب رسولوں نے یہی پیغام دیا اور یہی تعلیم دی کہ اللہ کی عبادت کرو (نحل: ۳۶)..... بندوں سے عہد لینے کے بعد رسولوں سے اپنے خاص محبوب نبی پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیا۔ بشرطیکہ کہ وہ ان رسولوں کے سامنے آجائیں۔ (آل عمران: ۸۱)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہدایت کے لئے نبیوں اور رسولوں کا ایک سلسلہ قائم کیا۔ جوں جوں دنیا پھیلتی گئی اور انسانی معاشرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا تو اس سلسلے کو ایک ذات پر ختم کیا جو ساری دنیا کے لئے اور سارے انسانوں کے لئے کافی ہے..... سب رسول دین فطرت کا پیغام لے کر آتے گئے اور اپنی اپنی زبانوں میں (ابراہیم: ۴) اپنی اپنی امتوں کو بتاتے گئے کہ وہ آنے والا اپنے وقت پر آئے گا (نحل: ۳۶) کوئی امت باقی نہ رہی۔ (قصص: ۵۹) سب نے یاد رکھا، یاد کرتے رہے اور اس آنے والے محبوب کی دہائی دیتے رہے۔ (بقرہ: ۸۹)..... ہر الہامی کتاب میں آپ کا ذکر موجود ہے اس لئے ہر امت کے لوگ آپ کے آنے سے پہلے آپ کو اس طرح جانتے پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ (بقرہ: ۱۳۶، انعام: ۲) مگر جب ساتویں صدی عیسوی میں وہ

ظاہر ہوئے اور اعلان فرمایا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا

(اعراف: ۱۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں  
آپ ﷺ نے سب انسانوں سے خطاب فرمایا، ہر رنگ کے انسان، ہر نسل کے انسان،  
ہر قبیلے کے انسان، سب کو ان کے گرد جمع ہونا تھا مگر بہت سوں نے پیٹھ پھیر لی..... یہ کیا  
ہوا؟..... ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس کے ذکر اذکار صدیوں سے چلے آ رہے تھے، جس پر  
ایمان لانے کے لئے ہر نبی اپنی امت کو ہدایت کر رہا تھا، سب کو اس نبی پر ایمان لے آنا  
چاہئے تھا مگر جو سعادت مند تھے وہی ایمان لائے باقی نہیں.....

زمانہ گزرتا گیا سچی باتیں، چھپائی جاتی رہیں، مگر سچی باتیں چھپا نہیں کرتیں، وہ ظاہر ہو کر  
رہتی ہیں..... جب وہ ظاہر ہوئیں تو نیپولین نے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک لائٹانی  
نظام حکومت قائم کرنے کی بات کی جو انسانوں کو مسرتوں سے روشناس کرا سکتی ہے اور جارح  
برنارڈ شاہ نے کہا۔

I Prophecied about the faith of  
Muhammad that it would be acceptable  
tomorrow as it is being acceptable to  
the Europe of to day<sup>1</sup>

ترجمہ: میں نے دین محمد ﷺ کے لئے یہ پیشن گوئی کی ہے کہ جس  
طرح آج یورپ کے لئے یہ قابل قبول ہونے لگا ہے اسی

1. A collection of Writings of Some of the eminent Scholars  
Voking Muslim Mission 1935`p.77. Ref Islām the  
religion of all Prophets, 1990, p.57

طرح کل بھی قابل قبول ہوگا.....

اور رابندرانا تھ ٹیگور نے تو صاف لفظوں میں کہہ دیا:

”وہ زمانہ بھی دور نہیں جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آ جائے گا۔“<sup>۱</sup>

۱۹۴۷ء میں برصغیر میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً گیارہ کروڑ تھی اور اب ۲۰۰۲ء میں برصغیر (پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش) میں مسلمانوں کی تعداد پچاس کروڑ سے بھی زیادہ ہوگی۔ خالص ہندو مذہب کے ماننے والے شاید اب اس تعداد میں مسلمانوں کے برابر ہوں۔ اگر ترقی کی یہی رفتار رہی تو ٹیگور کی پیش گوئی سچ ثابت ہو سکتی ہے.....

راقم نے عرض کیا کہ سچی باتیں چھپائے نہیں چھپتیں، سنسکرت کے فاضل برہمن، دور جدید کے فاضل دانشور اور الہ آباد یونیورسٹی (بھارت) کے پنڈت دید پرکاش اپادھیائے نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں اور ویدوں کو کھنگھالا تو وہ عظیم حقیقت کھل کر سامنے آ گئی جس کو صدیوں سے چھپایا جا رہا تھا۔ انہوں نے کالکی اوتار (ہادی عالم) کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ لکھا اور اس میں ہندوؤں کو دعوت دی۔

ہندو مذہب کے ماننے والے جس کالکی اوتار (ہادی عالم)

کا انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت محمد ﷺ کی ذات

اقدس ہے۔ جس کا ظہور آج سے چودہ سو سال قبل ہو چکا

ہے۔ لہذا ہندوؤں کو اب کسی ”کالکی اوتار“ کے انتظار میں

وقت ضائع نہ کرنا چاہئے اور فوراً اسلام قبول کر لینا

چاہئے۔<sup>۲</sup>

دور جدید کے ہر دانشور کا یہی فیصلہ ہے کہ ہمیں اسلام قبول کر لینا چاہئے گویا اس دین

۱۔ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) قرآن نمبر، اپریل ۱۹۷۰ء، ص ۳۷،

۲۔ روزنامہ نوائے وقت (ملتان)، شمارہ ۱۹ دسمبر ۱۹۹۷ء

فطرت کو جو سب انسانوں کے لئے ہے۔ اس فیصلے پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ یہ دعوت کسی سچائی کو چھوڑنے کی بات نہیں کر رہی بلکہ ایک بڑی سچائی کو قبول کر کے اپنے گھر میں آنے کی بات کر رہی ہے، اپنے وطن میں رہنے کی بات کر رہی ہے مگر فرزانگی کی جتنی ضرورت ہے دیوانگی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ ایک امریکی صحافی نے تو یہاں تک تجویز دی کہ مکہ مکرمہ پر ایٹم بم گرا دیا جائے! (نعوذ باللہ) مکہ مکرمہ پر تو ایٹم بم کیا گرایا جاتا صحافی کے جسم پر ایسا فاج لگے گا کہ ڈاکٹر حیران رہ گئے۔

کتاب لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم حقائق سے منہ نہ موڑیں، سچائیوں کو تسلیم کریں اور دین فطرت میں داخل ہونے کے لئے غور و فکر کریں، تعصبات اور جذبات سے بالاتر ہو کر سوچیں اور سمجھیں۔

اس کتاب کو مندرجہ ذیل گیارہ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔

- ۱۔ دین فطرت قبل تخلیق انسان (افتتاحیہ) مذہب کی ضرورت
- ۲۔ دین فطرت بعد تخلیق انسان
- ۳۔ دین فطرت قبل بعثت حضرت محمد ﷺ
- ۴۔ دین فطرت اور حضرت محمد ﷺ
- ۵۔ دین فطرت بعد بعثت حضرت محمد ﷺ
- ۶۔ دین فطرت اور قرآن حکیم
- ۷۔ دین فطرت اور مذاہب عالم
- ۸۔ دین فطرت۔۔۔۔۔ اسلام
- ۹۔ دین فطرت کے خلاف تحریکیں
- ۱۰۔ دین فطرت کی چند جھلکیاں
- ۱۱۔ دین فطرت..... صلائے عام

اس کتاب میں راقم کا محور فکر دین فطرت یعنی اسلام ہی ہے۔ کیونکہ دیگر الہامی ادیان کا وجود اسی سے ٹوٹ کر بنا ہے کوشش کی گئی ہے کہ بغیر کسی تعصب و تنگ دلی یا جانبداری و طرفداری کے دین فطرت کے بارے میں قارئین کرام کے سامنے حقائق پیش کر دیئے جائیں۔ اب قبول کرنا نہ کرنا ان کا کام ہے۔

کچھ عمر کا تقاضا ہے کہ ۷۲ سال عمر ہو چکی ہے، پے در پے بیماریاں اور اس پر گونا گوں مصروفیات نے اتنی مہلت نہ دی کہ جس طرح دل چاہتا تھا اس طرح کتاب لکھی جاتی، جو خامیاں رہ گئی ہیں وہ آنے والے پوری کر سکتے ہیں۔ کتاب میں شاید بعض باتیں دوبارہ آگئی ہوں۔ جب بات سنانی ہو تو ایک بار کافی ہے مگر جب دماغ میں جمائی ہو اور دل میں بٹھانی ہو تو دوبار آ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ۱۹۹۷ء میں کتاب کا مواد جمع کیا پھر ۱۹۹۸ء میں برادر ممولوی محمد سرفراز احمد صاحب نے مبیضہ تیار کیا پھر کچھ مواد اور مل گیا اس لئے برادر م جناب مقصود حسین صاحب اویسی زید مجدد نے ۲۰۰۲ء میں مقالے کا دوسرا مبیضہ تیار کیا اور علامہ رضوان احمد نقشبندی، پروفیسر حافظ سید مقصود علی اور مولانا اقبال احمد صاحب نے نظر ثانی فرمائی فجز اہم اللہ احسن الجزاء۔ برادر م شعیب افتخار صاحب نے اس کی کمپوزنگ کی اور جناب حاجی محمد الیاس صاحب ادارہ مسعودیہ کراچی کی طرف سے اس کو شائع کر رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو فقیر کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

کراچی۔ سندھ

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

۲۴ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

۱۶ اپریل ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## درتے

- |                               |                  |
|-------------------------------|------------------|
| مذہب کی ضرورت                 | ۱۔ افتتاحیہ      |
| دین فطرت قبل تخلیق انسان      | ۲۔ پہلا باب      |
| دین فطرت بعد تخلیق انسان      | ۳۔ دوسرا باب     |
| دین فطرت قبل بعثت حضرت محمد ﷺ | ۴۔ تیسرا باب     |
| دین فطرت اور حضرت محمد ﷺ      | ۵۔ چوتھا باب     |
| دین فطرت بعد بعثت حضرت محمد ﷺ | ۶۔ پانچواں باب   |
| دین فطرت اور قرآن کریم        | ۷۔ چھٹا باب      |
| دین فطرت اور مذاہب عالم       | ۸۔ ساتواں باب    |
| دین فطرت۔۔۔۔۔ اسلام           | ۹۔ آٹھواں باب    |
| دین فطرت کے خلاف تحریکیں      | ۱۰۔ نواں باب     |
| دین فطرت کی چند جھلکیاں       | ۱۱۔ دسواں باب    |
| دین فطرت صلائے عام            | ۱۲۔ گیارھواں باب |
|                               | ۱۳۔ حرفِ آخر     |

The prophecy runs as follows:

ORIGINAL SANSKRIT TEXT

एतन्मित्रन्तरे श्लेष्य आचार्येण समन्वितः ॥ महामद इति ख्यातः सिन्धुशाखासमन्वितः ॥ ५ ॥ दृषन्ते महादेव महस्वल्पनिवासिनम् ॥  
गंगानलेभ्य संसाप्य पंचगव्यसमन्वितः ॥ चंदनार्धिभिर्भ्यर्च्य मुष्टान् मनसा इत्थं ॥ ६ ॥ ॥ भोजराज उवाच ॥ ॥ नमस्ते गिरिजनाय  
महस्वल्पनिवासिने ॥ त्रिगुणानुनायाय बहुमायाप्रवर्तिने ॥ ७ ॥ श्लेष्यर्गुणाय बुद्धाय सखिदानन्दरूपिणे ॥ त्वे मां हि किञ्चन विद्धि शरणाय  
युवात्मन ॥ ८ ॥

Translation:

Just then an illiterate man with the epithet of Teacher, Mahammad by name, came along with his companions, Raja (Bhoja in a vision) to that Great Deva, the denizen of Arabia, purifying with the Ganges water and with the five things of cow offered sandal wood and pay worship to him. O denizen of Arabia and Lord of the Holies to thee is my adoration. O thou who has found many ways and means to destroy all the devils of the world! O pure one from among the illiterates, O sinless one, the spirit of truth and absolute master, to thee is my adoration! Accept me at thy feet. (Bhavishya Puráná Parv 3, Khand 3, Adhya 3, Shalok 5-8.)

And again,

ORIGINAL SANSKRIT TEXT

॥ अथर्ववेदे २०।११७ ॥

॥ यत्र मुक्तापमुक्ताणि ॥

इदं जना उपं श्रुतं नारायणसंख्यविषयते । ११७  
षष्टिं सहस्रां नवतिं च कौरमसा रुशमेषु दृष्टहे ॥ १ ॥

उद्गा यस्व प्रवाहिषोः ऋषुमन्तो विदेशं ।  
यस्यो रषस्य नि जिहीषते दिव ईषंमाख उपस्मृशः ॥ २ ॥  
एव श्रुपये मामहे यतं निष्कान्दश स्रवं ।  
वीथिं यतान्यर्बतां सहस्रा दश गोनाम् ॥ ३ ॥ (१)

Translation:

O people, listen to this emphatically! The man of praise [Muhammad] will be raised among the people. We take the emigrant in our shelter from sixty thousand and ninety enemies whose conveyances are twenty camels and she camels, whose loftiness of position touches the heaven and lowers it.

He gave to Mamah Rishi hundreds of gold coins, ten circles, three hundred Arab horses and ten thousand cows. (Atharva Veda, Kanda 20, Sukta 127, Mantra 1-3.)

(بھو شید پران۔۔۔۔۔ اٹھروید (کانڈ ۲۰، سکت ۱۲۷، منتر ۱-۳) حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وسلم کی آمد اور آپ کی شان کا ذکر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## انتساب

انسان کے نام

جس کے لئے دھرتی بنائی گئی

جس کے لئے آکاش سجایا گیا

جس کے لئے دریا بہائے گئے

جس کے لئے بوٹے لگائے گئے

جو نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا، اللہ ہی اللہ ہوتا

جو نہ ہوتا تو بلبل کے چہچہے کون سنتا؟

رنگ برنگ دھنک کون دیکھتا؟

لالہ زاروں کا نظارہ کون کرتا؟

کوہساروں کی ہوا کون کھاتا؟

جو نہ ہوتا تو ہر موجود پریشان ہوتا

ستارے ترستے رہتے

برگ و بار پھڑکتے رہتے

پانی برستار ہتا

ندی نالے بہتے رہتے

جو نہ ہوتا تو ویرانے آباد نہ ہوتے

جو نہ ہوتا تو زندگی کا لطف نہ آتا  
 جو نہ ہوتا تو ہر چیز بے مقصد، بے معنی نظر آتی  
 جس کے دم سے رونق ہے  
 جس کے دماغ سے علوم پھوٹتے اور فنون جنم لیتے ہیں  
 جس کے حوصلوں کے سامنے شمس و قمر زیر ہیں  
 جس کی ہمتوں کے سامنے بحر و بر سجدہ ریز ہیں  
 جس کے دم سے جنت بھی آباد ہے، دوزخ بھی آباد ہے  
 جس نے رازوں سے پردہ اٹھایا  
 جس نے مدفون خزانوں کو نکالا  
 جس نے نظر نہ آنے والی حقیقتوں کو نظر کے سامنے لاکھڑا کیا  
 جس کی پیشانی میں سجدے کی تڑپ ہے  
 جس کے دل میں دردِ محبت کی کسک ہے  
 جس کی آنکھوں میں سوزِ دروں کے آنسو ہیں  
 جو کچھ نہیں سب کچھ ہے  
 جو علم کی کان ہے، جو فن کی شان ہے  
 جو ہنر کی آن ہے  
 جس کے لئے اللہ نے کعبہ بنایا  
 جس کے لئے اللہ نے دینِ فطرت بنایا  
 جس کو سیدھے راستے پر چلایا  
 جس کو قائدِ رہبر بنایا

لعل و گوہر جس سے شرماتے ہیں  
 سیم و زر جس کے پیروں تلے پامال ہوتے ہیں  
 جو فقیری میں بھی شاہی کرتا ہے  
 جو قوتوں کا سرچشمہ ہے  
 جو رفعتوں کا مینارہ ہے

جس کے علم کی پرواز نے دنیا کو حیران کر دیا  
 جس کے فن کی نمائش نے حسن و جمال کا گلشن کھلا دیا  
 جس کی کاریگری نے جہاں میں غلغلہ بپا کر دیا  
 جو نیکی پر آئے تو ابر باراں ہے

جو بدی پر آئے تو آتش سوزاں ہے  
 جس کے سامنے کوہ گراں خاک رہ گزر ہے

جو سنور جائے تو ایک جہاں سنور جائے  
 جو بگڑ جائے تو ایک جہاں بگڑ جائے

ہاں اے انسان!

تو کہاں در بدر پھر رہا ہے؟

تو کہاں بھٹکتا پھر رہا ہے؟

دین فطرت تیرے انتظار میں راہ تک رہا ہے

## **Authenticity of the Qur'an**

Thanks to its undisputed authenticity, the text of the Qur'an holds a unique place among the books of Revelation, shared neither by the old nor the New Testament.

(Maurice Bucaille: The Bible, The Qur'an, and Science, p.126)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## افتتاحیہ

تدہیب کی ضرورت

دکھی انسانیت کو کوئی غم خوار چاہئے، کوئی درد مند چاہئے، کوئی ہمدرد چاہئے..... کوئی نمخوار نہیں، کوئی درد مند نہیں، کوئی ہمدرد نہیں..... جائیں تو کہاں جائیں، کس کو دل کا حال سنائیں؟..... کوئی نہیں سنتا، سب اپنی اپنی میں لگے ہیں..... تن پرستی کے اس دور میں محبت ناپید ہو گئی، خلوص عنقا ہو گیا۔

اٹھ گئی یوں وفا زمانے سے  
کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

حیوانوں کا بھی معاشرہ ہے، انسانوں کا بھی معاشرہ ہے۔ وہاں دستور حیات کی ضرورت نہیں..... یہاں دستور حیات کے بغیر چارہ نہیں..... وہاں اقدار نہیں، یہاں قدروں کے بغیر گزارہ نہیں..... یہی وہ فرق ہے جو دونوں معاشروں کو الگ الگ کر دیتا ہے..... اللہ کی مخلوق بہت ہے لیکن مخلوقات کا سر تاج انسان ہے..... ہم قرآن سے جی چراتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی کتاب ہے، نہیں نہیں وہ تو سب کی

کتاب ہے اگر ہم قرآن کھول کر دیکھیں تو اس میں انسانی عظمت کی بہاریں نظر آتی ہیں۔ اسی قرآن میں یہ فرمایا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ<sup>۱</sup>

ترجمہ: (بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا)

سب سے اچھا بنایا اور سارے عالم کو اس کا دست نگر بنایا۔ دل کھول دیئے دماغ روشن کر دیئے وہ انسان جو جمادات نباتات اور سموات کے آگے جھکتا تھا اس کو اس کی عظمت سے آگاہ کیا اور اعلان کر دیا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ<sup>۲</sup>

ترجمہ: اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ<sup>۳</sup>

ترجمہ: اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے۔

۱۔ قرآن کریم کی صداقت اور عظمت کا بہت سے غیر مسلموں نے اعتراف کیا ہے جس کی کچھ تفصیل آگے آئے گی۔ سر دست چند حوالے پیش کرتا ہوں:-

1. Palmer: The Quran -- English Translation, Introduction, P. LIX.
2. Wherry: Commentry on the Kuran, Vol. 1, P-349.
3. Snock Hurgrongi: Muhammedenism, P.18.
4. Millian Mur: Life of Muhammad` Introduction, p. xxiii
5. Philip K. Hitti: History of Arabs, P. 123.
6. Torrey: Jewish Foundation of Islam, P.2.
7. Bosworth Smith: Muhammad & Muhammadanism, P.22  
(Ref: Minaret (Karachi) Oct. 1998 p. 17)

۲۔ قرآن کریم سورۃ التین، آیت نمبر ۴۔ قرآن کریم سورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۳۳

۳۔ قرآن کریم سورۃ ابراہیم، آیت نمبر ۳۳

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ<sup>۱</sup>

ترجمہ: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ<sup>۲</sup>

ترجمہ: اور تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے۔

انسان پر اللہ کا خاص کرم ہے زمین پیروں تلے ہے، پانی بھی پیروں تلے ہے اور اوپر سے برس بھی رہا ہے۔ جڑی بوٹیاں بھی پیروں میں لوٹ رہی ہیں، ہر بوٹی ہزار مرضوں کا علاج اور ہزار مریضوں کا مداوا ہے۔ ہم بھول جاتے ہیں، نعمتوں کو نہیں دیکھتے، ادھر ادھر دیکھتے ہیں، سب کی نعمتیں دیکھتے ہیں مگر اپنی نعمتیں نہیں دیکھتے..... ہمارے اندر نعمتیں، باہر نعمتیں آگے نعمتیں، پیچھے نعمتیں، دائیں نعمتیں، بائیں نعمتیں، اوپر نعمتیں، نیچے نعمتیں، نعمتیں ہی نعمتیں ہیں پھر بھی ہمیں نظر نہیں آتیں، ہوس اور حسد نے ہماری بینائی چھین لی، کاش ہم دیکھتے، کاش ہم اپنے من میں اس کو پالیتے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

ہر انسان اللہ کا بندہ ہے، ہر انسان آدم کی اولاد ہے، ہر انسان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہے..... گویا ہر انسان کے انسان سے تین رشتے تو ہیں..... یہ بڑے دائرے ہیں پھر ملک و وطن، رنگ و نسل، قبیلوں، برادریوں اور خاندانوں کے چھوٹے چھوٹے دائرے

۱۔ قرآن کریم، سورہ حج، آیت نمبر ۶۵

۲۔ قرآن کریم، سورہ جاثیہ، آیت نمبر ۱۳

ہیں..... حضرت محمد ﷺ نے بڑے دائروں کا خیال رکھا اور عین جنگ میں اپنے دشمنوں کے لئے دعا فرمائی۔

اللهم اهد قومی فانہم لا یعلمون<sup>۱</sup>

ترجمہ: ”اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے، وہ مجھے جانتی نہیں۔“

آپ نے دشمنوں کے لئے اسی لئے دعا کی کہ وہ اللہ کے بندے تھے، آدم کی اولاد تھے اور آپ کے امتی تھے۔ اسی لئے وہ ایک اعتبار سے رحم و کرم کے مستحق تھے۔



بے شمار لوگ مذہب کی بات کرتے ہیں..... مذہب کیا ہے؟..... ایک راستہ، ایک طریقہ اور ایک منزل ہے..... راستے کے بغیر چل نہیں سکتے، ٹھوکریں کھا کھا کر گرتے ہیں..... جب راستہ مل جاتا ہے، چلتے چلے جاتے ہیں، منزل تک پہنچ جاتے ہیں..... عقل والوں نے مذہب کی تعریف کی ہے، مگر نا تمام اور ناقص<sup>۲</sup>.....

سیدھی سیدھی بات یہ ہے ایسا راستہ جو منزل تک پہنچا دے..... اب دیکھنا یہ ہے کہ مذہب کو ہماری ضرورت ہے یا ہم کو مذہب کی ضرورت؟ جس طرح اچھی حکومت وہ ہے

۱۔ (۱) اتحاد سادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین نقلاً از دلائل النبوة للبیہقی، مطبوعہ بیروت، ج۔ ۸، ص ۲۵۸

(ب) ملا معین واعظ کاشفی: معارج النبوة، ص ۲۵۲

۲۔ مندرجہ ذیل حوالے ملاحظہ فرمائیں:-

1. E.S. Brightman: A Philosophy of Religion, p. 18.
  2. J. Huxley: Religion without Revelation, p.40.
  3. A.C. Compbell: On Selfhood and Godhood, p.248.
- (Ref: S. Anwar Ali: Religion the Science of Life pp. 150 - 151)

جس کی انسانوں کو ضرورت ہو اسی طرح اچھا مذہب وہ ہے جس کی انسانوں کو ضرورت ہو وہ اچھا کیسے ہو سکتا ہے جس کو انسانوں کی ضرورت ہو جس مذہب کو ہماری ضرورت ہے وہ ہماری رہنمائی نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ خود محتاج ہے محتاج کسی کی کیا مدد کر سکتا ہے..... جب ہم دین فطرت کی بات کرتے ہیں تو انسان کے عالمی مذہب کی بات کرتے ہیں جو بغیر لالچ کے خود بخود پھیلتا چلا جاتا ہے..... گوتم بدھ نے جب ایک ہزار برس پہلے حضرت محمد (ﷺ) کی بات کی تھی تو اسی دین فطرت کی بات کی تھی اور کسی دل لگتی بات کہی تھی۔

”اسکا مذہب اس طرح پھیلے گا جس طرح اولے میں آگ پھیلتی ہے۔“

یعنی جس طرح اینٹوں کے بھٹے میں اندر ہی اندر آگ سلگتی ہے اور اس کی گرمی اور حرارت سے اینٹیں پکتی چلی جاتی ہیں، کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اندر کیا ہو رہا ہے، پھر وہی کچی اینٹیں پک پک کر باہر نکلتی چلی جاتی ہیں اور مکانات و محلات بناتی چلی جاتی ہیں..... جس خاموشی سے بھٹے کی آگ اینٹوں پر اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح خاموشی سے دین فطرت انسانوں پر اثر انداز ہوتا ہے..... یہاں زن، زر، زمین کی لالچ کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ دین فطرت انسان کا اپنا دین ہے اور اپنی چیز کسی لالچ کے بغیر اپنالی جاتی ہے..... دین فطرت سارے انسانوں کا دین ہے۔ وہ دین فطرت قبول کر کے کسی اور کے گھر میں نہیں جاتے، اپنے ہی گھر میں آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سچائی خود بخود پھیلتی ہے اور سچے دین کی نشانی یہی ہے کہ وہ خود بخود پھیلے..... جھوٹی چیزوں کو اشتہار کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور جھوٹ سچ ملانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن سچائی روکے نہیں رکھتی، دلوں میں گھر کرتی اور اترتی چلی جاتی ہے..... ہم دیکھتے ہیں عالمی سطح پر پڑھے لکھے لوگ دین فطرت میں داخل ہو رہے ہیں گویا اپنے گھر واپس آ رہے ہیں..... یہ کسی کی فتح نہیں، یہ حق کی فتح ہے یہ سچائی کی فتح ہے۔ رب ایک ہے، دین ایک ہے، دین فطرت انسانوں کا اپنا دین ہے۔

دین فطرت سب کا دین ہے اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں..... اللہ کے بندے اللہ کے دین کو قبول کر لیں تو دنیا کا سارا فساد ایک آن میں تم ہو سکتا ہے..... المیہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھر کو چھوڑ کر اس کو غیروں کا گھر سمجھنے لگے۔ جب اپنے گھر میں آئیں گے گھر آباد ہوں گے، گلی کوچے آباد ہوں گے، شہر آباد ہوں گے، ملک آباد ہوں گے، دنیا آباد ہوگی..... اور پھر برسوں کے پچھڑے ہوئے گلے مل کے درندوں اور حیوانوں کی سی زندگی سے نجات حاصل کر کے انسانوں کی طرح رہنے لگیں گے، ایک دوسرے سے محبت کرنے لگیں گے، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے لگیں گے، تنگ نظر رہنماؤں کی تنگ نظری سے نجات حاصل کر کے کھلی فضا میں سانس لینے لگیں گے، رنگ و نسل اور زبان وغیرہ کے سارے تفرقے مٹا کر انسانی وحدت میں گم ہو جائیں گے..... ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ ہم ہر کام میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، لکھنے پڑھنے، کام کاج کرنے، الغرض ہر چیز میں اپنے فائدے پر نظر رہتی ہے، جب ہم دنیا کے معاملات میں اپنے فائدے پر نظر رکھتے ہیں تو پھر مذہب کے انتخاب میں ہمارا طرز عمل مختلف کیوں ہو جاتا ہے، ہم اپنے فائدے پر کیوں نظر نہیں رکھتے.....؟ ہمیں مذہب کے معاملے میں بھی وہی طرز عمل اختیار کرنا چاہئے جو دنیا کے ہر معاملے میں ہم اختیار کرتے ہیں۔

ہمارا جسم بھی ہے اور جسم کے اندر ایک روح بھی ہے..... جسم فنا ہو نیوالا ہے، ہم اپنی آنکھوں سے فنا ہوتے دیکھتے ہیں، روح فنا نہیں ہوتی وہ ہماری یادوں میں بھی زندہ رہتی ہے، مگر ہمیں ہر وقت جسم کی فکر رہتی ہے، روح سے بے خبر ہیں، ہمیں روح کی خبر لینا چاہئے اور وہ دین فطرت ہے جو ہمارے جسم کے ساتھ ساتھ ہماری روح کو بھی جلا دیتا ہے، ہمیں یہاں بھی کامیاب کرتا ہے اور وہاں بھی..... آنکھ بند ہو کر ایک نئے جہاں میں کھلے گی وہاں کا بھی تو ساز و سامان ہونا چاہئے، ہمیں عقل و دانائی سے کام لینا چاہئے اور دونوں جہان میں کامیابی کے لئے قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ ہم کو خانہ بدوشی کی زندگی ترک کر کے اپنے وطن میں اور اپنے گھر میں آنا چاہئے اور دین فطرت کو گلے لگانا چاہئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## پہلا باب

### دین فطرت قبل تخلیق انسان

اس کائنات میں انسان سے پہلے کیا تھا؟ انسان کب وجود میں آیا..... پہلے انوار تھے ارواح تھیں، پھر انسان وجود میں آیا اس سے پہلے کہ ہم دین فطرت کی بات کریں ہم کچھ ارواح کی بات کرتے ہیں کچھ آدم کی بات کرتے ہیں کچھ کائنات کی بات کرتے ہیں پھر کچھ انوار کی باتیں کریں گے، پھر پہلے انسان اور پہلے نبی کے نور کی باتیں کریں گے..... پھر دین فطرت کی باتیں کریں گے۔

جسموں کے پیدا کرنے سے پہلے روہیں وجود میں آئیں اور ان روہوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا پھر خاص روہوں سے ایک اور عہد و پیمان لیا<sup>۱</sup> ارواح کا وجود اس ایک مثال سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ جب ہم کچھ ایجاد کرنا یا بنانا چاہتے ہیں تو ہمارے دماغ میں اشیاء کی تصویریں آتی ہیں جو ہم بنانا چاہتے ہیں، اشیاء کے وجود سے پہلے ان کی صورتیں ہمارے دماغ میں ہوتی ہیں، ہم ان کا انکار نہیں کر سکتے، اگر انکار کریں تو نہ کچھ ایجاد کر سکتے ہیں نہ کچھ بنا سکتے ہیں۔ ہمارا دماغ عالم برزخ ہوتا ہے اسی طرح بغیر کسی تشبیہ و تمثیل کے امرحق روح کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پھر جس کو چاہتا ہے وہ

۱۔ قرآن حکیم، سورہ اعراف، ۱۸۲

۲۔ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، ۱۸۱

وجود عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا آپ کی ولادت کا ذکر اکثر الہامی کتابوں میں ہے قرآن اور حدیث میں بھی ہے۔

ہندوستان کے ایک مشہور صوفی اور ولی کامل شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مخلص خواجہ محمد تقی نے تحریر فرمایا۔

”شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ایک حدیث

نقل کی ہے کہ آں سرور علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔“

ان اللہ خلق مائة الف آدم<sup>۲</sup>

”اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے۔“

اور ایک حکایت نقل کی ہے جو عالم مثال کے بعض مکاشفات سے ہے ابن العربی فرماتے ہیں۔

”جبکہ میں کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا ایسا ظاہر ہوا کہ میرے ہمراہ ایک زائد از ضرورت جماعت طواف کر رہی ہے اور اثنائے طواف میں عربی کے دو شعر پڑھے ان دو شعروں میں سے ایک بیت یہ ہے۔

لقد طفنا كما طفتم سنینا

بهذا البيت اجمعینا

ترجمہ: جس طرح برسوں تم نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے ہم نے بھی

کیا ہے۔

۱۔ قرآن کریم سورہ حج ۲۹

۲۔ احمد سرہندی، شیخ: مکتوبات، جلد دوم (ترجمہ اردو)، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء، ص ۳۱۰-۳۱۲

جب میں نے یہ بیت سنی تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ سب عالم  
مثال کے ابدال ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی ان میں سے ایک نے  
میری جانب دیکھا۔ اور فرمایا۔

”میں تمہارے اجداد میں سے ہوں۔“

میں نے دریافت کیا کہ آپ کو فوت ہوئے کتنا عرصہ ہوا۔ انہوں  
نے فرمایا۔ مجھے فوت ہوئے چالیس ہزار سال سے زیادہ ہو گئے  
ہیں۔ میں نے تعجب سے کہا۔ ابوالبشر (حضرت آدم علیہ السلام)  
کی ابتدائے پیدائش سے اس وقت سات ہزار سال سے زیادہ  
نہیں ہوئے انہوں نے کہا کہ۔ ”تم کون سے آدم کی بات کرتے  
ہو وہ آدم جس کا تم ذکر کرتے ہو وہ تو اس سات ہزار سال کے  
دورہ اول میں پیدا شدہ ہیں.....“ شیخ اکبر نے فرمایا کہ اس وقت  
وہ حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اوپر آچکی ہے میرے دل  
میں گزری جس سے قول کی تائید ہوتی ہے.....

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (علیہ الرحمہ) نے ابن عربی کے اس مشاہدے

پر یہ تبصرہ فرمایا۔

۱۔ رومرے۔ ایس (Romer A.S) نے کہا ہے:-

A type of man definitely assignable to our own species  
Homo Spiens appeared in Europe well toward the end  
of the last glaciation not more than 50,000 years or 50  
ago, where and how did the modren type originate?  
The answers are still none to clear.

(Romer A.S verteberate paleontology, The Universty of  
Chicago Press Chicago, 3rd ed. 1966 p.277)

یہ سب آدم، علی نبینا وعلیہ السلام کے وجود سے پیشتر گزر چکے ہیں۔ ان کا وجود عالم مثال میں ہوا نہ کہ عالم شہادت میں۔ وہ تو وہی حضرت آدم صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و تسلیماً سبحانہ، علی نبینا وعلیہم اجمعین ہیں جو عالم شہادت میں موجود ہوئے ہیں اور زمین میں خلافت پا کر مسجود ملائک ہوئے ہیں..... اگر ایک لاکھ آدم بھی ہوں تو وہ سب اسی آدم کے اجزاء ہیں اور اسی کے دست و بازو ہیں اور اسی وجود کے مبادی و مقدمات ہیں..... اس فقیر نے اس بارے میں دور دور تک نظر دوڑائی اور بہت غور کیا لیکن عالم شہادت میں کوئی دوسرا آدم نظر نہیں آتا۔

اس ساری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ آدم ایک ہی ہیں، سارے انسان انہیں کی اولاد ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آدم سے بہت پہلے اپنے نور سے حضرت محمد ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔ اس لئے ان کے ذکر اذکار ہر الہامی کتاب کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں آپ کے ذکر اذکار ہیں، اگر اللہ تعالیٰ آپ کے نور کو سب سے پہلے پیدا نہ فرماتا تو آپ کا ذکر اس کثرت سے کیوں ہوتا؟



دین فطرت کے بارے میں ہمیں صحیح اطلاعات قرآن حکیم اور حضرت محمد (ﷺ) کی باتوں سے ملتی ہیں، تاریخی نقطہ نظر سے ایسی سچی باتیں کسی اور کتاب میں نہیں ملتیں اس لئے جب ہم قرآن کی بات کریں گے یا حضرت محمد ﷺ کی باتوں کی بات کریں گے تو عظیم تاریخی مآخذ کی بات کریں گے

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:-

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي  
فَطَّرَ النَّاسَ عَلَيْهَا <sup>۱</sup>

ترجمہ: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی  
کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔

یعنی اسلام وہ دینِ فطرت ہے جس پر انسان کی فطرت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ یہ عالم  
گیر ہے، یہ ہمہ گیر ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں اس کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:-

انی خلقت عبادی حنفاء فاجتاثهم الشيطان <sup>۲</sup>

ترجمہ: میں نے اپنے بندوں کو سیدھے راستے پر پیدا کیا پھر انہیں  
شیطان نے بہکا دیا۔

اس حقیقت کو قرآن حکیم میں یوں فرمایا:-

لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ  
لَا يَعْلَمُونَ <sup>۳</sup>

ترجمہ: اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ہے یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ  
نہیں جانتے

اور اس حقیقت کو حدیث شریف میں یوں بیان کیا گیا:-

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَوْاهُ يَهُودًا اَوْ نَصْرَانًا اَوْ  
يُمَجَّسَانًا <sup>۴</sup>

۱- قرآن حکیم سورہ روم، آیت نمبر ۳۰

۲- ابن کثیر، ج ۳، ص ۲۷۶

۳- (۱) سورہ روم، آیت نمبر ۳۰۔ (ب) تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۳۳۲

۴- الجامع الصغیر للسيوطی، ج ۱، ص ۹۳

ترجمہ: ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے (پھر جب وہ بولنے لگتا ہے) تو اس کے والدین اس کو یہودی بنا لیتے ہیں، عیسائی بنا لیتے ہیں، مجوسی بنا لیتے ہیں۔

اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا:-

يا معشر الانبياء ديننا واحد<sup>۱</sup>

ترجمہ: اے اللہ کے نبیو! ہمارا دین ایک ہے۔

اب ہم کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتے ہیں کیوں کہ آپ ہی آخری نبی ہیں۔

ہمیں حضرت محمد ﷺ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے

نور سے آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اس وقت نہ کائنات تھی اور نہ انسان چنانچہ آپ کے ایک

۱۔ بخاری شریف، ج ۳، ص ۴۷۶

۲۔ عبدالرزاق..... المصنف

اسی کتاب سے بہت سے محدثین اور علما نے اس حدیث کو نقل کیا ہے مثلاً

۱۔ شیخ اسماعیل بن محمد العمونی (۱۱۶۲ھ)، کشف الخفاء، مزمل الالباس، عماد شتھر من الاحادیث علی

النتۃ الناس، المجلد الاول، ص ۱۲-۱۳، حدیث نمبر ۸۲۷، مکتبہ تراث الاسلامی، حلب

۲۔ نظام الدین حسن نیشاپوری، تفسیر نیشاپوری، ج ۱، ص ۵۵، ج ۸، ص ۶۶

۳۔ تفسیر عرائس البیان، ج ۱، ص ۲۳۸

۴۔ تفسیر روح البیان، ج ۱، ص ۵۴۸

۵۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ مدارج النبوة، ج ۲، ص ۲، مطبوعہ سکھر

۶۔ علامہ قاسمی، مطالع السرات، ص ۲۷

۷۔ عبدالعزیز دباغ، ابریز، ص ۲۲۶

۸۔ احمد قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۹

۹۔ زرقاتی شرح المواہب اللدنیہ، جلد اول، ص ۵۶، مطبع عامرہ

۱۰۔ اشرف علی تھانوی، نشر الطیب

صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہم کو ملتی ہے ۲۔

”و عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت  
 یارسول اللہ بابی انت وامی أخبرنی عن اول شئی  
 خلقه اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ  
 قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل  
 ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء اللہ تعالیٰ ولم  
 یکن فی ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار  
 ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر  
 لا جنی ولا انسی. فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق  
 قسم ذلك النور أربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول  
 القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم  
 الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش  
 ومن الثانی الكرسي ومن الثالث باقی الملكة ثم قسم  
 الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السموات ومن الثانی  
 الارضین ومن الثالث الجنة والنار.

(سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۳۱ مطبوعہ لبنان)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

آپ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میرے  
 ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ تو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب  
 سے پہلے کیا چیز پیدا کی؟..... آپ نے فرمایا اے جابر! بیشک  
 اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے  
 نور کو پیدا کیا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چکر لگاتا رہا۔ اس

وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے نہ آسمان وزمین اور نہ چاند اور سورج، جن و بشر..... جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنا چاہی تو اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم، دوسرے حصے سے لوح، تیسرے حصے سے عرش، پھر چوتھے حصے کے چار حصے کئے تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے پیدا کئے، دوسرے حصے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے، پھر چوتھے حصے کے چار حصے کئے تو پہلے حصے سے آسمان پیدا کیا، دوسرے حصے سے زمین اور تیسرے حصے سے جنت اور دوزخ۔

حضرت محمد ﷺ کی تصدیق آپکی مندرجہ ذیل باتوں سے بھی ہوتی ہے۔

۱..... کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق آدم علیہ السلام

باربعة عشر الف عام (السیرة الحلبیة، جلد اول، ص ۳۰)

ترجمہ: میں آدم کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور نور تھا۔ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔<sup>۱</sup>

۲..... ”جب آدم جنت میں تھے میں ان کی پشت میں تھا۔“<sup>۲</sup>

۳..... ”جب نوح کشتی میں سوار تھے میں ان کی پشت میں تھا۔“<sup>۳</sup>

۴..... ”جب ابراہیم آگ میں ڈالے گئے میں ان کی پشت میں تھا۔“<sup>۴</sup>

۱۔ احمد رضا خاں بریلوی، صلوة الصغائی نوراً لمصطفیٰ، مطبوعہ لاہور ص ۲۱

۲۔ اے کے پاٹولی۔ آدم سے پہلے آدم کے بعد، حیدرآباد سندھ، ص ۳۱

۳۔ ایضاً، السیرة الحلبیة جلد اول ص

۴۔ اے کے پاٹولی: آدم سے پہلے آدم کے بعد، حیدرآباد سندھ، ص ۳۵

ایک حدیث میں یوں بھی آیا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان قریشاً کانت نورا بین  
یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق آدم علیہ السلام بالفی  
عام یسبح ذلک النور وتسبح الملائکة تسبیحه فلما  
خلق اللہ تعالیٰ ادم علیہ السلام القی ذلک النور فی  
صلبه قال ﷺ فاهبتنی اللہ تعالیٰ الی الارض فی  
صلب ادم وجعلنی فی صلب نوح وقذفنی فی  
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم لم یزل ینقلنی فی  
الاصلاب الکریمہ والارحام الطاهرۃ حتی اخرجنی  
من بین ابوی لم یلتقیاعلی سفاح قط

(سیرت حلبیہ، ج ۱)

حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں نے آپ کے وجود سے نور  
حاصل کیا۔ قرآن کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے جب فرشتوں نے  
سجدہ کیا تو وہ اسی نور کو سجدہ کیا جو ان کی پشت میں جلوہ گر تھا۔ چونکہ حضرت محمد ﷺ کا  
نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا اسلئے آپ تمام نبیوں اور رسولوں سے پہلے پیدا ہوئے  
آپ خود فرماتے ہیں۔

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”میں تخلیق میں انبیاء سے مقدم ہوں اور بعثت میں سب سے  
آخر ہوں۔“

۱۔ قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۱۱..... بقرہ آیت نمبر ۳۴..... کہف آیت نمبر ۵..... طہ آیت  
نمبر ۱۱۶..... اسراء، آیت نمبر ۶  
۲۔ امام ابن جوزی: کتاب الوفاء، ص ۲۰۶

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ معبودیت میں اول و آخر ہے اور حضرت محمد (ﷺ) عبدیت میں اول و آخر ہیں..... ایک بار اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے آپ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

”السلام علیک یا اول“

”السلام علیک یا آخر“

”السلام علیک یا ظاہر“

”السلام علیک یا باطن“

اس پر حضرت محمد (ﷺ) نے فرمایا۔ کہ یہ صفات تو میرے رب عزوجل کی ہیں..... عرض کی یقیناً یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں لیکن اس نے حضور (ﷺ) کو اعزاز بخشا ہے..... مسلمانوں کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمہ) نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کو۔ ہو الاول والاخر والظاهر والباطن وہو بکل شئی علیم کو حمد بھی فرمایا ہے۔ اور نعت مصطفیٰ (ﷺ) بھی.....

حضرت محمد (ﷺ) اول بھی ہیں کہ پہلے آپ کا نور پیدا کیا گیا آخر بھی ہیں کہ سب نبیوں سے آپ کی نصرت و اطاعت کا عہد لیا گیا..... اباطن بھی ہیں کہ تخلیق کے بعد کروڑوں سال آپ کا نور نظروں سے اوجھل گردش کرتا رہا..... ظاہر بھی ہیں کہ ایک مدت کے بعد دنیا میں تشریف لائے اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، حضرت رضا بریلوی نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:-

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

۱۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۸۱

۲۔ محمد ریاض الرحیم، گنی کاراز، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں ایک لفظ ”اگنی“ آیا ہے۔<sup>۲</sup> چنانچہ آریاسماجی اور سنان دھرمی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اس کا مطلب ہے سب سے اول اور سب سے آگے یعنی جس کے آگے کوئی نہ ہو یہ اشارہ بھی حضرت محمد ﷺ کی طرف ہے.....

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ان کی عمر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا۔

فی الحجاب الرابع نجم يطلع في كل سبعين الف  
سنة مدة رايته اثنين وسبعين الف مدة فقال يا جبريل  
!وعزة ربي جل جلاله أنا ذالك الكوكب.

ترجمہ: حجاب رابع میں ایک ستارہ ہر ستر ہزار سال کے بعد ظاہر ہوتا تھا میں نے اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اپنے رب کے عزت و جلال کی قسم! وہ ستارہ میں ہی ہوں.....“<sup>۱</sup>

جب حضرت محمد ﷺ اللہ کی پہلی مخلوق ہیں تو اللہ کے پہلے ماننے والے بھی آپ ہی ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے۔

وَأَمْرٌ لَّأَنَّ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ<sup>۲</sup>

ترجمہ: اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔

لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذَلِكَ أَمْرٌ وَأَنَا أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ<sup>۳</sup>

ترجمہ: اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب

۱۔ جواہر البحار، ج ۲۔ ص ۴۰۸، روح البیان ج ۲۔ ص ۶۱۸، سیرت حلبیہ ج ۱۔ ص ۳۳

۲۔ قرآن حکیم، سورۃ الزمر، آیت نمبر ۱۲

۳۔ قرآن حکیم سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۶۳

سے پہلا مسلمان ہوں۔

اسی طرح سورہ اعراف میں ”اول المؤمنین“ بھی آیا ہے..... حضرت محمد ﷺ کی اولیت اس اعتبار سے ہے کہ اللہ کی مخلوق میں اول ہیں تو ضرور مسلمانوں میں بھی اول ہوئے..... سورہ انعام میں ایک جگہ یوں بھی ارشاد فرمایا۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ ۝۱

ترجمہ: مجھے حکم ہوا ہے میں گردن رکھنے والوں میں سب سے پہلا بنوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں نہ ہوں۔

اسلام کے معنی ہیں اللہ کے حکم کے آگے بلاچوں وچراسر جھکا دینا۔

اللہ تعالیٰ خالقیت میں اول و آخر ہے اور حضرت محمد ﷺ مخلوقیت میں اول و آخر ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے فرمایا۔

انا سید ولد آدم فی الدنيا و فی الآخرة و لا فخر. ۲

ترجمہ: میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔

ایک جگہ آپ نے فرمایا۔

و اول من امن بالله و بذلک امرت و انا اول المسلمین. ۳

ترجمہ: اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لایا اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلا مومن ہوں۔

۱۔ قرآن حکیم سورہ الانعام آیت نمبر ۱۳

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۱ ص ۲۱۱، مطبوعہ بیروت..... اصفہانی دلائل النبوة ج ۱ ص ۱۳، مطبوعہ

بیروت..... المستدرک ج ۲ ص ۶۰۲، ترمذی شریف، مطبوعہ بیروت حدیث نمبر ۳۱۴۸

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة، مطبوعہ لاہور، جلد اول،

حضرت محمد ﷺ کے ایک صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے سوال کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب عطا فرمائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ”اس وقت جب آدم جسم و روح کے درمیان تھے۔“

قال و آدم بين الروح والجسد.....<sup>۱</sup>

ترجمہ: آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نبوت و رسالت میں اول و آخر ہونا شاید بعض لوگوں کے سمجھ میں نہ آئے ان کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں اس کا تعلق دور جدید سے ہے، جس نے یہ منظر دیکھا ہے اس کی سمجھ میں یہ حقیقت ضرور آ جائے گی۔

یونیورسٹیوں میں ڈگریوں کی تقسیم کے لئے کانوکیشن ہوتے ہیں جب چانسلر، وائس چانسلر اور اساتذہ و طلبہ جلوس کی شکل میں کانوکیشن ہال کی طرف چلتے ہیں تو سب سے پیچھے چانسلر ہوتا ہے، پھر وائس چانسلر، پھر اساتذہ، پھر طلبہ۔ اسی ترتیب سے یہ جلوس ہال میں داخل ہوتا ہے، پھر باری باری سب بیٹھتے چلے جاتے ہیں اور آخر میں بیچ والی اور سب سے اول کرسی پر چانسلر بیٹھتا ہے، جو سب سے پیچھے تھا مجلس سخن کے بعد اب وہ سب سے آگے ہوتا ہے۔ بیٹھنے کے بعد اس کو کسی اور بیٹھنے والے کا انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ چانسلر اول بھی ہوتا ہے اور آخر بھی۔ اس طرح بغیر کسی تشبیہ و تمثیل کے حضرت محمد ﷺ رسولوں کی طویل قطار میں اول بھی ہیں اور آخر بھی۔ آپ کا اول ہونا قرآن سے بھی ثابت ہے اور تاریخ سے بھی ثابت ہے..... دین فطرت کا آغاز آپ کی نوری تخلیق سے ہوا اور دین فطرت کی تکمیل آپ کی بشری تخلیق سے ہوئی..... آپ اول بھی ہیں اور آخر بھی.....

نکاح عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن، وہی فرقان، وہی یسین، وہی طہ

۱۔ ترمذی شریف، مطبوعہ بیروت، ج ۶، ص ۵۸۴ کنز العمال، ج ۱۰، ص ۴۰۹ المستدرک امام حاکم، ج

۲، ص ۶۰۹ مستدرک امام محمد، ج ۴، ص ۶۶

## PROPHECIES IN HINDU SCRIPTURES

Likewise in Hindu scriptures too there are a good many prophecies about the Holy Prophet Muhammad. A few of these are in the Puranas. The one in the Bhavishya Purana is the clearest of all. The fifth word from left to right is the name of our Holy Prophet. It gives even the name of the country of the Prophet "Marusthalnivasinan denizen of the desert (Arabia)". For this reason the Arya Samaj has tried to cast doubt on the authenticity of this Purana. Their argument is that it contains a reference to the Prophet. According to Sanatanist Pandits and the vast bulk of Hindus, nevertheless, it is considered very authentic. The prophecy runs as follows.

### Original Sanskrit Text

एतस्मिन्नन्तिरे म्लेच्छ आचार्येण समन्वितः ।  
 महामद इति ख्यातः शिष्यशास्त्रसमन्वितः ॥ ५ ॥  
 नृपश्चैव महादेवं मरुस्थलनिवासिनम् ।  
 गङ्गाजलैश्च संस्नाप्य पञ्चगव्यसमन्वितैः ।  
 चंदनादिभिरभ्यर्च्य तुष्टाव मनसा हरम् ॥ ६ ॥  
 भोजराज उवाच—नमस्ते गिरिजानाथ मरुस्थलनिवासिने ।  
 त्रिपुरासुरनाशाय बहुमायाप्रवर्तिने ॥ ७ ॥  
 म्लेच्छैर्गमाय शुद्धाय सच्चिदानन्दरूपिणे ।  
 त्वं मां हि किंकरं विद्धि शरणार्थमुपागतम् ॥ ८ ॥

Below we give the English translation of the prophetic words:—

"A malechha (belonging to a foreign country and speaking foreign language) spiritual teacher will appear with his companions. His name will be Mohammad. Raja (Bhoj) after giving this Maha Dev Arab (of angelic disposition) a bath in the 'Panchgavya'

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## دوسرا باب

### دین فطرت بعد تخلیق انسان

قرآن کے مطابق انسان تو اللہ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہے لیکن آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے اسکا سر بھی اللہ کے سامنے جھکا ہوا ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْتَغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ  
طَوْعًا وَّکَرْہًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ۝۱

ترجمہ: تو کیا اللہ کے دین کے علاوہ کوئی دین چاہتے ہیں اور اسی کے حضور گردن رکھے ہوئے ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

قرآن کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَ اِذَا خَذَ رَبُّکَ مِنْۢ مِّنۡ بَنِیۡ اٰدَمَ مِنْ ظُهُورِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ  
وَاَشْہَدَہُمۡ عَلٰی اَنْفُسِہِمۡ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۙ قَالُوْا اَبٰلٰی  
شَہَدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ہٰذَا غٰفِلِیْنَ ۝۲

۱۔ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۸۳

۲۔ قرآن کریم، سورہ الاعراف، آیت نمبر ۱۷۲

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے، کیوں نہیں، ہم گواہ ہوئے۔ کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہیں تھی۔

دین فطرت کی بنیاد توحید پر ہے یعنی اللہ کی یکتائی پر..... ہندوؤں کی مذہبی کتاب ویدوں کے ابتدائی زمانے میں آج سے تقریباً چھ سات ہزار برس پہلے آریا قوم خالص توحید پر قائم تھی اور ایک خدا کی عبادت کرتی تھی۔ ظاہر ہے یہ کسی نہ کسی رسول کی تعلیم پر عمل کرتی ہوگی..... عرب سیاح ابوریحان البیرونی اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”خدا کے متعلق ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ واحد ہے، غیر فانی ہے نہ اس کا آغاز ہے نہ انجام (ابدی اور ازلی ہے) وہ مختار مطلق، قادر مطلق، حکیم مطلق..... زندہ ہے اور زندہ کرنے والا ہے، صاحب تدبیر ہے، باقی رہنے والا ہے، وہ خسروی اور سلطانی میں لاثانی ہے، اس کا کوئی مقابل اور مماثل نہیں، وہ نہ کسی چیز سے مشابہ ہے اور نہ کوئی چیز اس کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔“<sup>۱</sup>

مورخ الفنسٹن اپنی تاریخ میں توحید کے زیر عنوان لکھتا ہے۔

”ویدوں سے بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے ظاہری نشان اور علامتیں قائم کرنے کا رجحان ثابت نہیں ہوتا۔“<sup>۲</sup>

ہندو ویدوں کا ”برہم سوتر“ یعنی کلمہ توحید بھی ملاحظہ کریں۔

۱۔ ابوریحان البیرونی، کتاب الہند، ج ۱، ص ۱۴

۲۔ محمد ریاض الرحیم، گنی کاراز، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء، ص ۱۴

ایک ہی خدا ہے دوسرا نہیں..... نہیں ہے، نہیں ہے، ذرا سا بھی نہیں<sup>۱</sup>  
دین فطرت کا بھی کلمہ یہی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ.....

قرآن میں جب دین فطرت کی طرف دعوت دی گئی تو یوں فرمایا گیا:-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ  
الَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا.<sup>۲</sup>

ترجمہ: تم فرماؤ، اے کتابیو! ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں  
یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک  
کسی کو نہ کریں.....“

قرآن کریم کی جو آیت اوپر پیش کی گئی اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
نے ہر انسان کو دین فطرت کی دعوت دی اور سب انسانوں نے عالم ارواح میں دین فطرت  
قبول کیا اسی لئے فرمایا، کہ کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ تھی اب ہر انسان کی یہ  
ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اس وعدے پر قائم رہے جو اس وقت کیا تھا جب ہوش ہی ہوش  
تھا، بھول چوک کا سوال ہی نہ تھا..... اور زندگی زندگی تھی۔

انسان زمین میں اللہ کا خلیفہ ہے اس لئے اللہ کی ہر چیز اس کو میسر آنی چاہئے، کوئی  
انسان محروم نہ رہنا چاہئے..... اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے انسان کامل کو اپنا خلیفہ بنا کر  
زمین و آسمان اس کے تابع فرمائے اور اس کو ایک دستور حیات دین فطرت دیا جس کو ہم  
اسلام کے نام سے جانتے پہچانتے ہیں جو ایک طبقے کے لئے نہیں ہے بلکہ سب انسانوں  
کے لئے ہے اس لئے قرآن میں اللہ نے فرمایا۔

۱۔ ایضاً، ص ۱۲-۱۳

۲۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۶۴

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ.<sup>۱</sup>

ترجمہ: ”اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔“  
دوسری جگہ فرمایا۔

وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ.<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”اگر کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔“

اللہ کے نزدیک دین فطرت کے علاوہ کسی اور دین کا وجود ہی نہیں، اگر انسان نے کسی غلط فہمی یا بے راہ روی کی بناء پر اور دین بنا لئے تو یہ ان کے دین ہیں، دین فطرت سے ان کا کوئی تعلق نہیں..... حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی دین فطرت ہے جو ہر انسان کا اپنا دین ہے، اب دنیا آہستہ آہستہ اسی دین کی طرف آرہی ہے اسی دین فطرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں اللہ نے فرمایا تھا۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ  
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ  
النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ.<sup>۳</sup>

ترجمہ: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے ہو کر اسی کے لئے اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا، یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔“

اللہ نے دین فطرت کی تبلیغ و تعلیم کے لئے ہر قوم میں اپنے رسول بھیجے جو اسلامی

۱۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۹

۲۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۵

۳۔ قرآن حکیم، سورہ روم، آیت نمبر ۳۰

روایات کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے..... قرآن کریم میں ان آنے والے رسولوں کا ذکر موجود ہے۔

قرآن کی مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۱. وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا  
الطَّاغُوتَ<sup>۱</sup>

ترجمہ: ”اور بے شک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو۔“

۲. وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈرسانے والا گزر چکا۔“

۳. وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ  
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ<sup>۳</sup>

ترجمہ: ”اور ہر امت میں ایک رسول ہوا جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا فیصلہ کر دیا جاتا۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے دین فطرت بھی عطا فرمایا اور ہمارا نام بھی مسلمان رکھا چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمُّكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ  
الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ<sup>۴</sup>

ترجمہ: ”تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا دین اللہ نے تمہارا

۱۔ قرآن حکیم، سورۃ النحل، آیت نمبر ۳۶

۲۔ قرآن حکیم، سورۃ فاطر، آیت نمبر ۲۴

۳۔ قرآن حکیم، سورۃ یونس، آیت نمبر ۴

۴۔ قرآن حکیم، سورۃ حج، آیت نمبر ۷۸

نام مسلمان رکھا ہے، اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ  
رسول تمہارا نگہبان اور گواہ ہو۔ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔“  
دین فطرت تمام انسانوں کی وحدت کا قائل ہے کیونکہ وہ انسانوں کا دین ہے وہ فرقوں  
گردہوں اور جماعتوں کا دین نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا<sup>۱</sup>

ترجمہ: ”اور لوگ ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہوئے۔“

دوسری جگہ فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”لوگ ایک دین پر تھے۔“

تیسری جگہ فرمایا۔

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً<sup>۳</sup>

ترجمہ: ”اور بے شک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے سارے انسانوں کے لئے ایک دین متعین فرمایا اور ایک ہی مرکز بھی بنایا  
جس کی طرف جھکنے والے جھکتے رہیں۔

چنانچہ قرآن میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى

لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ج وََمَنْ دَخَلَهُ

كَانَ آمِنًا<sup>۴</sup>

۱۔ قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۱۹

۲۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۱۳

۳۔ قرآن حکیم، سورہ مؤمنون، آیت نمبر ۵۲

۴۔ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۹۶-۹۷

ترجمہ: ”بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہو وہ ہے جو مکے میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کا رہنما اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو۔“

قرآن کریم دین فطرت کے تسلسل کا قائل ہے؛ ابتدا سے لے کر انتہا تک یہی دین فطرت ہے جو انسانوں کے سامنے پیش کیا گیا، اس کے تسلسل میں دوسرے ادیان نے رکاوٹ ڈالی لیکن چونکہ اس کا وجود فطرت کا تقاضا تھا اس لئے یہ اس طرح پھلتا اور پھولتا رہا جس طرح درخت کی جڑیں زمین میں پھیلتی ہیں۔ اور اس کے پھل پھول خزاؤں کو پر بہا رہتے ہیں۔

بعض مذہبی رہنماؤں نے دین فطرت کے تسلسل کی باتیں اپنی اپنی کتابوں سے نکال کر چھپالیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ظاہر کر دیا اور وہ مذہبی رہنما حیران رہ گئے۔ قرآن میں ان تاریخی حقائق کا اس طرح ذکر ملتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ  
مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ  
اللَّعْنُونَ ۝۱

ترجمہ: بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔“

دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ  
ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ<sup>۱</sup>

ترجمہ: اور وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے  
بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی  
بھرتے ہیں۔“

تیسری جگہ فرماتا ہے۔

يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ  
بِمَا يَكْتُمُونَ<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ کو  
معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں۔“

ان آیات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس زمانے میں مذہبی رہنماؤں کا کیا حال  
تھا..... ہمارے زمانے میں بھی ہر مذہب کے رہنما اور خود مسلمان رہنماؤں کی اکثریت دنیا  
کی محبت میں گرفتار ہے..... علمائے سوء نے جو کچھ کیا سو کیا سیاسی رہنماؤں نے جلتی پر  
آگ کا کام کیا اور دین فطرت کے حسن و جمال کو چھپا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے غلط  
باتوں کو ہوا دی اور جذبات کو ابھارا اسی لئے اقبال علیہ الرحمہ نے کہا تھا۔

جمہور کے ابلیس ہیں ارباب سیاست باقی نہیں میری ضرورت تہہ افلاک  
کچھ چھپانے کی جو بات اوپر کی گئی اس سلسلے میں یہ انکشاف ملاحظہ ہو کہ ہندوؤں کی  
مذہبی کتابوں یعنی چارویدوں میں کچھتر مقامات پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر منوں کے نام  
سے آیا ہے۔ ویدوں کے انگریز مترجم گرفتھ (Griffitt) نے رگ وید (۱۔ منڈل) سکت

۱۔ قرآن حکیم، سورۃ البقر، آیت نمبر ۱۷۴

۲۔ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۶

۱۳ منتر ۴ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”یعنی نوح لا جواب شخصیت اور انسانوں کے نمائندے تھے تمام نسل انسانی کے باپ (طوفان کے بعد آدم ثانی کی حیثیت سے) پہلی شریعت کے شروع کرنیوالے تھے۔“ (طوفان کے بعد)

حضرت نوح علیہ السلام نے ویدوں کے منتروں میں حضرت محمد ﷺ کی تصدیق فرمائی اور آپ کی نورانیت و ہدایت کا ذکر فرمایا.....<sup>۲</sup>

ویدوں میں ”اگنی“ دیوتا کا ذکر بھی ملتا ہے جس سے مراد محققین نے حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی لی ہے۔ رگ وید میں حضرت محمد ﷺ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کا ذکر ہے۔ مثلاً محمد ﷺ اور عاقب۔<sup>۳</sup>

اور یجر وید میں آپ کا صفاتی نام ”رحمت“ ملتا ہے۔<sup>۴</sup>

اور جاپان میں پیغمبروں کے نام میں ایک نام ایسا بھی ملتا ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھوشیہ پران میں تو حضرت محمد ﷺ کی بہت سی خوبیوں کا ذکر ہے<sup>۵</sup> اور آپ کی

۱- Hyonns of Rg vide, ved I,p.3

۲- رگ وید، منڈل، سکت ۱۳، منتر ۴

(ب) رگ وید، منڈل ۱، سکت ۴۴، منتر ۱۱

(ج) رگ وید، منڈل ۱، سکت ۳۶، منتر ۱۹

۳- رگ وید کا نڈ ۳، سکت ۲۹، منتر ۱۱

نوٹ: ویدوں کے انگریز مترجم نے لکھا ہے کہ ”نرا شنس“ ویدوں میں ۳۱ مقامات پر آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں جو بہت زیادہ تعریف کے لائق ہو یعنی محمد ﷺ تو ریت و انجیل میں فارقلیط آیا ہے اس کے معنی بھی یہی ہیں جس کی بہت سی تعریف کی گئی ہو۔

۴- محمد ریاض الرحیم: اگنی کاراز، کراچی ۱۹۹۸، ص ۳۱۔

۵- ایضاً، ص ۳۲

۶- محمد ریاض الرحیم: چندن کی خوشبو والے، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰

اس مہک اور خوشبو کا ذکر ہے۔ جس سے احادیث و سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔<sup>۱</sup>  
 حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہر الہامی کتاب میں آیا ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ نے عالم ارواح میں جب کہ دنیا میں کوئی انسان نہ آیا تھا بلکہ دنیا بھی پیدا نہیں ہوئی  
 تھی اپنے رسولوں اور پیغمبروں سے یہ عہد لیا تھا جب حضرت محمد ﷺ دنیا میں آئیں تو سب  
 ان کی پیروی کریں ان کی ہر طرح کی مدد کریں۔ اس سے یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے۔ کہ  
 آپ کے زمانے یا آپ کے زمانے کے بعد ہر نبی اور پیغمبر کے ماننے والوں پر یہ لازم ہے  
 کہ وہ صرف اور صرف آپ کی پیروی کریں یعنی آپ کے آنے کے بعد صرف اور صرف  
 آپ کی شریعت کا راج ہوگا۔ قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ جو علم البشر کے لحاظ سے نہایت  
 ہی اہم ہے۔ ملاحظہ ہو:-

وَإِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّ لِمَا تَتْلُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ  
 جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ط  
 قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا ط

۱۔ مثلاً یہ کتابیں۔

۱۔ زرقانی علی المواہب ج ۴ ص ۲۲۳

۲۔ امام محمد بن یوسف، سبیل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج ۱ ص ۴۷۲

۳۔ علامہ نبھانی، سائل والوصول الی شائل الرسول، ص ۳۸

۴۔ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ج ۱ ص ۳۴۸

۵۔ الاتحافات الربانیۃ، ص ۲۶۳

۶۔ جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ج ۱ ص ۶۷

۷۔ ابن جوزی، الوفاء باحوال المصطفیٰ، ج ۲ ص ۴۰۸

۸۔ بخاری شریف، ج ۱ ص ۲۶۴

۹۔ ابن عساکر، ج ۱ ص ۳۱۷

۱۰۔ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی، جواہر البحار، ص ۷۲

قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝۱

ترجمہ: اور یاد کرو جب پیغمبروں سے اللہ نے ان کا عہد لیا، جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا..... فرمایا، تو تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا..... سب نے عرض کیا۔ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا کہ ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“

حضرت محمد ﷺ کا ذکر تمام الہامی اور مذہبی کتابوں میں آیا ہے۔

زبور میں آپ کا ذکر ہے توریت میں آپ کا ذکر ہے انجیل میں آپ کا ذکر ہے تمام صحف سماوی میں آپ کا ذکر ہے۔ ژند اوستا میں آپ کا ذکر ہے اور ویدوں میں آپ کا ذکر ہے۔ اگر چھپانے والے سچائی نہیں چھپاتے تو آج دنیا کا یہ حال نہ ہوتا جو ہم دیکھ رہے ہیں ایک ہی دین فطرت پر چلنے والے اور ایک ہی دین کا پیغام دینے والے اس طرح بٹ گئے ہیں جیسے دین فطرت سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں..... ہندوستان کے ایک ہندو فاضل کی تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے جس کو چھپانے والے چھپاتے رہے ہیں لیکن جو چھپایا گیا تھا وہ اس دور میں ظاہر ہو گیا شاید اس لئے کہ ہندوستان کے سارے رہنے والوں بلکہ دنیا میں سارے بسنے والوں کو ایک ہونا ہے اور دین فطرت قبول کر کے اپنے گھر میں آنا ہے۔



The Vulgate has it as follows: " *He saw a chariot of two horsemen, a rider upon an ass and a rider upon a camel, etc.*"

There can be no doubt that of the two riders mentioned by the Prophet Isaiah as being the restorers of the true worship of the Godhead, the rider upon the ass is Jesus Christ, because he so made his entry into Jerusalem, and that by the rider of a camel is meant the Prophet of Arabia, of which country the camel is the common means of conveyance. It is an historical fact that after conquering Mecca, the Prophet Muhammad (peace be on him!) entered into the Holy City riding on a camel, with ten thousand of his followers behind him.

### Prophecies in the New Testament:

The Gospel of St. John.

#### PROPHECIES IN THE NEW TESTAMENT

##### The Ahmad of Messiah

##### ORIGINAL GREEK TEXT

15 Ἐὰν ἀγαπήτε με, τὰς ἐντολὰς τὰς ἐμὰς τηρήσετε.  
16 καὶ ἐρωτήσω τὸν Πατέρα καὶ ἄλλον Παράκλητον  
17 ὄψει ὑμῖν ἵνα ᾗ μεθ' ὑμῶν εἰς τὸν αἶωνα,

Ταῦτα λελάληκα ὑμῖν παρ' ὑμῖν 25  
μένων· ὁ δὲ Παράκλητος, τὸ Πνεῦμα τὸ Ἅγιον 26  
ὃ πέμψει ὁ Πατὴρ ἐν τῷ ὀνόματί μου, ἐκείνος  
ὑμᾶς διδάξει πάντα καὶ ὑπομνήσει ὑμᾶς πάντα  
ἃ εἶπον ὑμῖν ἐγώ.

7 ἀλλ' ἐγὼ τὴν ἀλήθειαν λέγω ὑμῖν, συμφέροι ὑμῖν ἵνα ἐγὼ ἀπέλθω.  
ἐὰν γὰρ μὴ ἀπέλθω, ὁ Παράκλητος οὐ μὴ ἔλθῃ  
πρὸς ὑμᾶς· ἐὰν δὲ πορευθῶ, πέμψω αὐτὸν πρὸς  
8 ὑμᾶς· καὶ ἔλθων ἐκείνος ἐλέγξει τὸν κόσμον  
περὶ ἁμαρτίας καὶ περὶ δικαιοσύνης καὶ περὶ  
9 κρίσεως· περὶ ἁμαρτίας μὲν, ὅτι οὐ πιστεύουσιν  
10 εἰς ἐμέ· περὶ δικαιοσύνης δέ, ὅτι πρὸς τὸν Πατέρα·  
11 ὑπάγω καὶ οὐκέτι θεωρεῖτέ με· περὶ δὲ κρίσεως,  
12 ὅτι ὁ ἄρχων τοῦ κόσμου τούτου κέκριται. Ἔτι  
πολλὰ ἔχω ὑμῖν λέγειν, ἀλλ' οὐ δύνασθε βαστά-  
13 ζειν ἄρτι· ὅταν δὲ ἔλθῃ ἐκείνος, τὸ Πνεῦμα τῆς  
ἀληθείας, ὁδηγήσει ὑμᾶς εἰς τὴν ἀλήθειαν πᾶσαν·  
οὐ γὰρ λαλήσει ἑαυτοῦ, ἀλλ' ὅσα ἀκούει λα-  
14 λήσει, καὶ τὰ ἐρχόμενα ἀνογγελεῖ ὑμῖν.

#### Translation:

"If ye love me ye will keep my commandments. And I will pray to the Father and he shall give you another Parakletos (Comforter) that he may be with you for ever. These things have I spoken unto you while yet abiding with you. But the Comforter (Parakletos) which is the spirit of truth whom the Father will send . . . he shall teach you all things and bring all things to your remembrance, whatsoever I said unto you. (John, 14: 15; 16; 25; 26.)

(سینٹ جان کی اصل یونانی انجیل کا صفحہ ۱۰۔۔۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد

آمد کا ذکر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## تیسرا باب

### دین فطرت قبل بعثت حضرت محمد ﷺ

پچھلے باب میں عرض کیا جا چکا ہے کہ انسان کی پیدائش اور دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کی ارواح سے حضرت محمد ﷺ کی اطاعت اور نصرت کا وعدہ لیا تھا اور عہد و پیمانہ باندھا تھا..... ظاہر ہے یہ عہد ہر نبی کو یاد تھا اور انہوں نے اپنے امتیوں کو بتایا تھا اس لئے ہر نبی نے آپ کا ذکر کیا اور ہر امت میں آنے والے بزرگوں نے آپ کا ذکر کیا اس سلسلے میں تاریخ سے ایک انوکھا واقعہ پیش کرتا ہوں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عبدیت و رسالت میں اول بھی ہیں اور آخر بھی۔

یہ واقعہ عہد شاہجہانی کے ایک مورخ شیخ فرید بھکری نے اپنی کتاب ذخیرۃ الخوانین میں پیش کیا ہے۔ ایہ واقعہ ۱۰۶۰ھ مطابق ۱۶۴۹ء کا ہے۔ اس کا راوی گورنر لاہور قلیج خاں کے عابد و زاہد برادر زادہ محمد سعید نے جون پور کے تھانیدار نواب سبکدین سے بیان کیا ہے جو ان کا چشم دید ہے، یہاں ان کے بیان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

علاقہ جون پور قلیج خاں کی جاگیر میں تھا، ۱۰۶۰ھ بمطابق ۱۶۴۹ء میں انہوں نے یہاں ایک عالیشان عمارت بنانا چاہی کام شروع کر دیا گیا،

کھودتے کھودتے زمین میں گنبد کا کلس نمودار ہوا، کام اسلئے روک دیا گیا کہ شاید یہاں کوئی بڑا خزانہ ہے، قلیج محمد خاں کو اطلاع دی گئی، متعلقہ افسران کیساتھ وہ بھی آگئے اور یہاں دس روز قیام کیا، ان کی موجودگی میں پھر کھدائی شروع ہوئی، پورا گنبد نکل آیا، مٹی صاف کی گئی تو لوہے کا بڑا دروازہ نظر آیا، جس میں ایک وزنی قفل لگا ہوا تھا..... قفل توڑا گیا اور دروازہ کھولا گیا۔ قلیج محمد خاں جون پور کے اکابرین کے ساتھ گنبد میں داخل ہوئے، کیا دیکھتے ہیں گنبد کے بیچوں بیچ ایک بلند قامت مگر کمزور و ناتواں بزرگ، جن کی داڑھی بھرواں تھی۔ مگر ہڈیوں کی مالا معلوم ہوتے تھے، جوگیوں کی طرح آسن مارے اور سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ دروازے کی کھڑکھڑاہٹ اور ہجوم کی بھنبھناہٹ سے اس طرح سراٹھایا جیسے گہری نیند سے جاگے ہوں۔ ہجوم کو دیکھ کر بزرگ نے چند چونکا دینے والے سوالات کئے۔ جن کا تعلق زمانہ ماقبل تاریخ سے معلوم ہوتا ہے یہ سوالات و جوابات آپ بھی سنیں۔

سوال: اوتار رام چندر آ گیا؟

جواب: ہاں آ گیا۔

سوال: سیتا جس کو راون لے بھاگا تھا رام چندر کے ہاتھ آ گئی؟

جواب: جی ہاں۔ آ گئی۔

سوال: اوتار سری کرشن ۲ مہتر میں ظاہر ہو گیا؟

۲۱۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۶۷ (ترجمہ اردو، مطبوعہ کراچی) ص ۳۷۰ پر ہے۔  
 ”رام کرشن اور ان کے مانند ہندوؤں کے جو دوسرے معبود ہیں سب اس کی کترین مخلوقات میں سے ہیں اور وہ ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔“

جواب: چار ہزار برس گزرے وہ آیا بھی اور گزر بھی گیا۔

سوال: حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین عرب میں مبعوث ہو گئے؟

جواب: ہزار سال گزر چکے ہیں کہ آپ تمام مذاہب کو منسوخ فرما کر دین مطہر نبوی کو رواج دے کر اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

سوال: گنگا کا پانی چل رہا ہے؟

جواب: ایک عالم کے لئے عزت بخش ہے۔

بزرگ: اچھا! مجھے باہر نکالو۔

چنانچہ ان بزرگ کو باہر نکال کر خیمہ میں رکھا گیا اور وہ دین فطرت اسلام کے مطابق نماز ادا کرتے رہے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے..... یہ بزرگ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور سوتے جاگتے تھے۔ چھ ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا اور تجہیز و تکفین کے بعد ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

ان بزرگ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہزاروں سال سے اس گنبد میں مقیم تھے، خود گنبد کا تہہ بہ تہہ مٹی میں دھنس جانا بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ اس کو بنے ہوئے مدت ہو چکی تھی اور ایک زمانہ گزر چکا تھا۔

اس تاریخی واقعے کا راوی کہتا ہے کہ مرزا سعید کا کہنا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا ہے اور راوی یعنی مورخ کہتا ہے کہ مرزا سعید ایسا سچا انسان ہے جس کی بات کو جھوٹا کہنا میرے نزدیک گناہ کبیرہ ہے..... علامہ اقبال نے سچ کہا تھا۔

عقل بے مایہ امامت کی سزا وار نہیں

رہبر ہو ظن و تخمین تو زبوں کار حیات

ہر نبی نور محمد ﷺ کا امین تھا، ہر نبی دین فطرت کا پیغام لانے والا تھا، جب سے

انسانیت وجود میں آئی ہدایت کے لئے دین فطرت بھی ساتھ ساتھ آیا، یہ کوئی نیا مذہب

نہیں، اتنا ہی پرانا ہے جتنا انسان پرانا ہے، بلکہ انسان سے بھی زیادہ پرانا کیونکہ حضرت محمد ﷺ پہلے نبی ہیں اور آخری نبی بھی۔ آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار کیا جا رہا تھا..... آپ کے آنے کے بعد دین فطرت مکمل ہو گیا، اب اس میں کوئی کمی نہیں۔

سارے ادیان کی تعلیمات کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ساری انسانیت کے لئے مکمل پیغام نہیں، اگر پیغام ہے تو دین فطرت میں ہے یہ حقیقت تاریخ سے بھی ثابت ہوتی ہے اور تعلیم سے بھی ثابت ہوتی ہے اس لئے قرآن میں اللہ کا یہ ارشاد ملتا ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي  
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا<sup>۱</sup>

ترجمہ: اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔“

اللہ کو یہ پسند نہیں کہ دین فطرت کے باوجود انسان دوسرے دین پر چلتا رہے۔ اللہ کے نزدیک دوسرا دین ہے ہی نہیں۔ دین فطرت ہی ایک دین ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان انسانوں سے جنہوں نے عالم ارواح میں اس کو پروردگار مانا تھا اور اس پر ایمان لائے تھے یہ فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو۔“

اللہ کو یہ بات ہرگز گوارا نہیں کہ دین فطرت کے ہوتے ہوئے کوئی اپنا نام یہود رکھ

۱۔ Syed Anwer Ali: Islam the Religion, Lahore, 2002, pp. 415

نوٹ: اس کتاب میں بڑی تفصیل سے اس تاریخی حقیقت کا عادلانہ اور غیر جانبدارانہ جائزہ لیا ہے جو ہر غیر مسلم کے لئے قابل مطالعہ ہے۔

۲۔ قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۳

۳۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۰۸

لے۔ کوئی اپنا نام عیسائی رکھ لے، کوئی اپنا نام ہندو رکھ لے۔ یہ سارے نام بندوں کے پیدا کردہ ہیں اللہ نے اپنے بندوں کا نام ”مسلمان“ ہی رکھا، سارے نبی مسلمان تھے جو اسلام کی دعوت دیتے رہے چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا  
مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. ۱

ترجمہ: ”ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اللہ کے بہت سے نبیوں اور رسولوں کے جدا علی تھے نے اپنے بیٹوں کو یہی نصیحت فرمائی۔

يَا بُنَيَّ إِنَّ اللَّهَ أَصْطَفَىٰ لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ  
مُسْلِمُونَ ۝ ۲

ترجمہ: اے میرے بیٹے! اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان۔“

اوپر عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں اپنے رسول اور نبی بھیجے یقیناً برصغیر میں بھی بہت سے نبی آئے ہوں گے ہم یہاں ہندوستان کے ایک ولی کامل حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مشاہدات نقل کرتے ہیں یہ مشاہدات آپ نے اپنے جلیل القدر صاحبزادے شیخ محمد سعید علیہ الرحمہ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمائے ہیں۔..... اس میں شک نہیں یہ مشاہدات علم الادیان کے محققین کے لئے ایک اہم انکشاف ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم سورہ آل عمران آیت نمبر ۶۷

۲۔ قرآن کریم سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۲

”اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر دوڑتا ہے کوئی جگہ (خطہ زمین) میں ایسی نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی دعوت نہ پہنچی ہو..... اور گزشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہی ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں۔ یہاں تک کہ زمین ہند میں بھی جو کہ اس معاملے میں دور دکھائی دیتی ہے معلوم و محسوس ہوتا ہے کہ اہل ہند سے بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے۔“  
اور بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں شمع کی طرح روشن ہیں ۲..... اگر (یہ فقیر) ان شہروں کو متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر کوئی بھی انسان ایمان نہیں لایا اور اس کی دعوت کو قبول نہیں

۱۔ شیخ احمد سرہندی، مکتوبات شریف، جلد اول بنام خواجہ محمد سعید۔ مکتوب نمبر ۲۵۹ مطبوعہ کراچی (ترجمہ اردو) ص ۲۰۷۔

۲۔ ایم زمان کھوکرا ایڈووکیٹ گجرات پاکستان نے پاکستان بھر میں نوگزیلے مزارات کے بارے میں ۶۷۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے جس میں انبیاء علیہم السلام کے مزارات کا بھی ذکر ہے۔ ہندوستان میں بھی بعض مزارات انبیاء سے منسوب ہیں۔ ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہند سے خوشبو آ رہی ہے۔ یقیناً یہ خوشبو ان انبیاء کرام کی ہوگی۔ اقبال نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے  
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے  
نوح کا آکر ٹھہرا جہاں سفینہ  
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

کیا اور کوئی پیغمبر ایسا ہے کہ جس پر ایک آدمی ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع دو شخص ہوئے ہیں، بعض پر تین آدمی ایمان لائے ہیں، تین سے زیادہ آدمی نظر نہیں آتے جو ہندوستان میں کسی ایک پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تا آنکہ چار آدمی ایک پیغمبر کی امت ہوتے ..... اور ہند کے سرداران کفار نے باری تعالیٰ کے وجود اور اس سبحانہ کی صفات سے اس تعالیٰ کی تزیہات اور تقدیسات کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ سب قدیل نبوت کے انوار سے لیا گیا ہے کیونکہ گزشتہ امتوں میں ایک نہ ایک پیغمبر ضرور گزرا ہے جس نے واجب تعالیٰ کے وجود اور اس جل شانہ کی صفات و شیونات سے اور اس سبحانہ تعالیٰ کی تقدیسات و تزیہات کی خبر دی ہے۔ اگر ان بزرگوں کا وجود مبارک نہ ہوتا تو ان بد بختوں کی لنگڑی اور اندھی عقل جو کہ ظلم اور کفر و معاصی کی ظلمتوں سے آلودہ ہے اس دولت کی طرف کب ہدایت پاتی۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا یہ کشف آپ کے دوسرے مکاشفات کی طرح حدیث کے عین مطابق ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی الامم الی

اخروہ ۱

ترجمہ: مجھ پر امتوں کو پیش کیا گیا، یہ امتیں اپنے اپنے نبیوں کے ساتھ گزریں۔ کسی نبی کے ساتھ چند مسلمان تھے، کسی نبی کے

۱۔ (۱) بخاری شریف، جلد دوم، ص ۹۷۸..... (ب) مسند امام احمد، جلد اول، ص ۲۷۱، مطبوعہ

بیروت..... (ج) سعید ابن حبان، جلد ۱۴، ص ۳۳۹، مطبوعہ بیروت

ساتھ دس مسلمان تھے، کسی نبی کے ساتھ پانچ مسلمان تھے، کسی نبی کے ساتھ ایک ہی مسلمان تھا۔ پھر میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا، میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا۔ ”اے جبرئیل! کیا یہ میری امت ہے؟“ انہوں نے کہا۔ ”نہیں۔“ پھر کہا ذرا اوپر کی جانب ملاحظہ فرمائیں۔ میں نے اوپر کی جانب دیکھا تو یہ اس سے بھی زیادہ ایک بڑی جماعت تھی۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا یہ آپ ہی کی امت ہے اور یہ ستر ہزار وہ ہیں جن پر نہ حساب کتاب ہے اور نہ عذاب۔ میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے پوچھا یہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ نہ چوری کرتے تھے نہ فال نکالتے تھے، اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے تھے۔“

بارھویں صدی ہجری کے بزرگ مرزا محمد جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) جن کے والد ماجد مرزا جان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے منصب دار تھے۔ مرزا مظہر جان جاناں نے ہندوستان کے قدیم مذاہب کی کتابوں سے کچھ معلومات جمع کی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے شاید یہ کتابیں پچھلے انبیاء پر نازل ہوئیں جو ہندوستان آتے گئے۔ مگر اب اپنی اصلی حالت میں نہیں۔ بقول مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ ان کتابوں سے مندرجہ ذیل حقائق کا پتہ چلتا ہے۔

.....۱ تخلیق کے آغاز میں نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے اللہ

تعالیٰ نے ایک کتاب نازل کی جس کا نام وید (وید) ہے اس میں نوع انسانی کی معاش اور معاد کی اصلاح کا بیان ہے۔

.....۲ یہ کتاب ایک فرشتے کے توسط سے بھیجی گئی جس کا نام برہما تھا۔

- .....۳ مجتہدین نے اس سے چھ کتابوں کا استخراج کر کے اپنے عقائد کے اصول مرتب کئے۔ اس فن کو دھرم شاستر (یعنی ایمانیات کا علم) کہا جاتا ہے۔
- .....۴ ان مجتہدین نے افراد انسانی کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقے کے احکامات بیان کئے گئے ہیں۔ اس فن کو کرم شاستر (یعنی عملیات کا علم) کہا جاتا ہے۔ جس کو ہم علم فقہ کہتے ہیں۔
- .....۵ ان مجتہدین نے اس عالم کی عمر کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصے کا نام ”جگ“ رکھا ہے۔ اور ہر جگ کے اعمال بیان کئے ہیں۔
- .....۶ ہندوؤں کے تمام فرقے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر متفق ہیں اور عالم کو حادث کہتے ہیں ان کے ہاں عالم کا حادث ہونا ثابت ہے۔
- .....۷ وہ جسمانی حشر اور اعمال کی جزا کے قائل ہیں۔
- .....۸ ان کے ہاں عقلی اور نقلی علوم بھی ہیں۔
- .....۹ وہ ریاضات اور مجاہدات بھی کرتے ہیں۔
- .....۱۰ ان کے کتب خانے جا بجا موجود ہیں۔
- .....۱۱ ان کی بت پرستی ازوجہ شرک درالوہیت نہیں ہے۔ بلکہ وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس عالم میں تصرف کرتے ہیں، بعض کالمیلین کی ارواح ہیں (جو ان کے عقیدے کے مطابق اپنے جسم سے الگ ہوئیں اور عالم میں تصرف رکھتی ہیں یا بعض زندہ افراد جو ان کے خیال میں زندہ جاوید ہیں، ان کی مورتیاں بنا کر ان کی

طرف متوجہ ہوتے ہیں..... یہ اہل عرب کی بت پرستی سے مختلف ہیں وہ مورتیوں کو بالذات متصرف سمجھتے تھے یہ مورتیوں کو تصرف الہی کا مظہر سمجھتے ہیں۔

۱۲..... ہندوں کا تحسیۃ العظیم کا سجدہ عبودیت کا سجدہ نہیں۔ ان کے

آئین میں ماں باپ اور استاد کو سلام کی جگہ سجدے کا رواج ہے۔

۱۳..... ان لوگوں نے انسانی زندگی کے چار حصے کئے۔ پہلا حصہ علم

حاصل کرنے کے لئے دوسرا حصہ تحصیل معاش اور اولاد کے

لئے۔ تیسرا حصہ تصحیح اعمال اور تزکیہ نفس کے لئے چوتھا حصہ دنیا

سے انقطاع اور تجرد اور انسانی کمال حاصل کرنے کے لئے۔

۱۴..... ان کے دین کے قواعد پوری طرح منظم ہیں اس سے ظاہر ہوتا

ہے کہ ان کا دین مرتب تھا۔ جس طرح یہود اور نصاریٰ کا دین تھا

جو منسوخ ہو گیا۔

امام فخر الدین رازی نے سورہ ہود کی تفسیر کے تحت تفسیر کبیر میں فرمایا۔

دخلت بلاد الهند فرأيت اولئك الكفار مطبقين على

الاعتراف بوجود الاله واكثر بلاد الترك ايضاً

كذلك. ۲

ترجمہ: میں ہندوستان کے شہر میں گیا تو دیکھا کہ یہ کفار وجود باری

تعالیٰ پر متفق ہیں۔

۱۔ ابوالحسن زید فاروقی: ہندوستانی قدیم مذاہب، مکتوب مرزا جان جاناں (مولانا سید اخلاق حسین

دہلوی) شاہ ابوالحسن ٹھٹھوی ص ۲۱

۲۔ تفسیر کبیر، جلد ۱، ۱۸۹، الجزء الثامن عشر، ص ۱۰

چودھویں صدی عیسوی کے محقق ابوریحان البیرونی نے بھی یہی تحقیق کی۔ اور بعد کے مغربی محققین نے بھی یہی تحقیق کی۔ الفٹس نے اپنی کتاب تاریخ ہندوستان (مطبوعہ دہلی ۱۸۶۷ء ص ۶۸) میں لکھا ہے۔ وید کا مقصد یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ اکثر جگہ وید میں لکھا ہے کہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا ہے جو سب سے اعلیٰ اور برتر ہے، تمام عالموں کا مالک ہے اس نے سب عالم پیدا کئے۔ حضور اکرم ﷺ نے جو سارے عالم کے سامنے یہ اعلان فرمایا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

الَّا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

ترجمہ: تم فرماؤ، اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں۔

وہ اسی تاریخی حقیقت کی طرف غمازی کرتا ہے کہ دین فطرت کا بنیادی عقیدہ ”عقیدہ توحید“ ہی ہے۔ تمام قوموں نے دینی و دنیوی ترقی اسی عقیدے کے طفیل کی ہے۔

ویدک دھرم کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں ایسے الفاظ ہیں جو کہ مذہبی نوعیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مثلاً سورگ (بہشت) بیکنشہ (جنت) مکت (نجات) مہا مکت (نجات کبریٰ) پرلے (قیامت) نرک (جہنم) سر (فرشتہ) اوتار (پیغمبر) پرلوگ (عالم آخرت) اپرائیں (حوریں) ہمدوت (ملک الموت) پترلوک (پردہ) چترگیت (کراما کاتبین) دیوتنا (بزرگ ولی)۔

کسی زبان یا ملک میں کسی خاص علم کے اسماء و صفات اور افعال و مصطلحات پائے جائیں تو اس بات کی دلیل ہوتے ہیں کہ وہ خاص علم اس زبان میں یا اس ملک میں کسی

زمانے میں متعارف تھا۔ مثال کے طور پر اگر کسی زبان و ملک میں فزکس، کیمسٹری، ریاضی وغیرہ کی مصطلحات اور اسماء و صفات پائے جائیں تو اس بات کی دلیل ہوں گے کہ یہ علوم و زبان اس ملک میں متعارف تھے۔ اوپر جو سنسکرت اور ہندی کے الفاظ پیش کئے گئے یہ خاص الہامی کتب کے مصطلحات اور اسماء و صفات ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین الہامی کتب اور الہامی مذہب سے خالی نہیں رہی۔ اس کی تصدیق اولیاء اللہ کے مکاشفات سے بھی ہوتی ہے اور بعض تاریخی حقائق سے بھی، جن کا تفصیلی ذکر اوپر کیا گیا ہے..... ویدک دھرم میں انبیاء علیہم السلام کے نام بھی ملتے ہیں مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کو مچ اوتار کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور حضرت ادریس علیہ السلام کو مچ بھوج اوتار کے نام سے۔ ویدک دھرم کی کتابوں میں قربانی کا بھی ذکر ملتا ہے۔

حالانکہ موجودہ دور کے ہندو گائے کی قربانی کے سخت خلاف ہیں رگ وید میں لکھا ہے۔

”پھر قربانیوں کے سے کس کی عبادت کریں اور کس کے بھجن گائیں“

۱۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ قرآن کریم میں صابون، صابین کا ذکر ہے اس سے مراد ہندو قوم ہی ہے، لغات میں صابی کے معنی ہیں ایک دین سے دوسرے کی طرف پھرنے والا، مذہب تبدیل کرنے والا، اور صابون کے معنی ہیں ستاروں کی پرستش کرنے والی ایک قوم۔ بعض کے نزدیک وہ قوم جو خود کو دین نوح علیہ السلام کا پیرو جانتی ہیں (المنجد، مطبوعہ کراچی، ص ۵۵۳) محمد ریاض الرحیم صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے ”صابین، امت نوح اور ہندو قوم، شاید یہ کتاب ۱۹۹۶ء میں کراچی سے شائع ہو گئی۔ مصنف کے مطابق آیت نمبر ۳۵ میں جن رسولوں کو اولوالعزم کہا گیا ہے ان میں چار کو ہم جانتے ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور حضرت محمد ﷺ پانچویں رسول حضرت نوح علیہ السلام کی امت نامعلوم ہے۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت نوح کی قوم اپنے رسول کو نہیں پہچانے گی۔ چنانچہ ہندو قوم اپنے نبی کو نہیں جانتی جب کہ دعویٰ یہ ہے کہ وید الہامی کتاب ہے۔ (محمد ریاض الرحیم، چندن کی

اسی کے جو رب لازوال ہے (ص ۵۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے ویدک دھرم میں قربانی کو مذہبی اہمیت حاصل تھی اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان میں انبیاء علیہم السلام آئے اور آسمانی صحائف بھی نازل ہوئے جن کے نام یہاں کی مذہبی کتابوں میں ملتے ہیں۔ قرآن کریم میں جو موحدین کو دعوت عام دی گئی ہے اس میں ویدک دھرم کے ماننے والے بھی شامل ہیں۔

سب مذہبوں کے ماننے والوں کو اسی ایک مذہب کی طرف لوٹنا چاہئے۔ جس کے آثار ہر آسمانی کتاب اور صحیفے میں نظر آتے ہیں اور جس کی حقیقت کا پتہ لگانا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ غالباً انہی حقائق کے پیش نظر ڈاکٹر اقبال نے رام چندر اور گوتم بدھ وغیرہ کو مذہبی تاریخ کی اہم شخصیات میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ رام چندر کے لئے اقبال کہتے ہیں۔

اس دیش میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت

مشہور جن سے ہے دنیا میں نام ہند۔“

اور گوتم بدھ کیلئے کہتے ہیں۔

قوم نے گوتم کی ذرا پرواہ نہ کی

قدر پہچانی نہ اپنے گوہر یک دانہ کی

آہ بد قسمت رہے آواز حق سے بے خبر

غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر<sup>۲</sup>

حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کی قدیم مذہبی شخصیات نے تو حید ہی کا پیغام دنیا کو دیا اسی لئے ایک حدیث کے مطابق حضور انور ﷺ کو ہندوستان سے مہک آتی ہوئی محسوس ہوئی ڈاکٹر اقبال اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱۔ کلیات اقبال، ص ۱۵۷، بحوالہ بانگ درا، مطبوعہ دہلی

۲۔ ایضاً، ص ۱۴

”وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہی ہے ا

عرب و ہند کے بہت قدیم تعلقات تھے۔<sup>۱</sup> چنانچہ ہندوستان کے بعض علاقوں میں

حضرت شیش علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت یوسف

علیہ السلام کے مزارات بتائے جاتے ہیں۔<sup>۲</sup> ہندوستان کے بعض مسلمان بادشاہوں نے

۱۔ بانگ درا بحوالہ کلیات اقبال، مطبوعہ دہلی، ص ۱۱۲

۲۔ قدیم زمانے سے عرب و ہند کے تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان اور مغربی ممالک

عرب فلسطین اور مصر کے درمیان تجارتی تعلقات کی تاریخ بہت قدیم ہے (تمدن ہند پر اسلامی

اثرات ص ۵۲) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہندوستان سے سونا چاندی اور ہاتھی دانت

وغیرہ آتے تھے (ہسٹری آف برٹش انڈیا، جلد اول، ص ۲۵) عربوں نے قدرتا مشرق و مغرب

کے درمیان تجارت میں سرگرمی سے حصہ لیا، ان کے علاقوں میں کئی تجارتی مراکز قائم تھے۔

(تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۵۵) صوبہ بمبئی کے گزیٹر میں خاں بہادر فضل اللہ لطف اللہ

فریدی نے قبل از اسلام عربوں کی بستیوں وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ ساتویں صدی عیسوی سے ایرانی

اور عرب تاجر بڑی تعداد میں ہندوستان کے مغربی ساحل پر آباد ہو گئے اور ملک کی عورتوں سے

شادیاں بھی کیں۔ (تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۵۷) لڑکا کے بادشاہ نے حجاج بن یوسف کی

خدمت میں چند لڑکیاں بھیجی تھیں جو ان عرب تاجروں کی یتیم بچیاں تھیں جو اس ملک میں آباد

ہو گئے تھے (تمدن ہند پر اسلامی اثرات، ص ۵۸) المختصر عرب و ہند کے تعلقات کا اندازہ

آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، سیاحوں کے سفر ناموں اور ماہر سیاسیات کے بیانات سے ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت بھی اس کی تصدیق کرتی ہے جس میں یہ فرمایا گیا ”لوگوں کے لئے اللہ کا

سب سے پہلا گھر وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں بنایا گیا۔“ ان لوگوں میں یقیناً ہندوستان کے لوگ بھی

شامل ہیں۔

۳۔ عبدالمنان، بابری مسجد آئینہ حق نما میں، روٹرڈم (ہالینڈ) ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۷

اہل ہند کی لڑکیوں سے جو شادیاں کی ہیں شاید وہ اہل ہند کو اہل کتاب سمجھتے تھے۔ ہندوستان کی مذہبی شخصیات میں گوتم بدھ کے متعلق بھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اللہ کے نبی تھے واللہ اعلم۔ قرآن کریم میں ذوالکفل کا نام ملتا ہے گوتم بدھ کیل وستوکار ہنے والا تھا۔ عربی زبان میں پ کی جگہ ف استعمال کی جاتی ہے اس لئے کیل کو عربی میں کفل کہا جائیگا اس طرح ذوالکفل کے معنی ہوئے ”کیل کار ہنے والا“ صوبہ سرحد وغیرہ میں گوتم بدھ کے ماننے والوں کی حکومت رہی ہے وہاں ایک شہر کا نام کفل گڑھ بھی ہے اس لئے قرآن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں جس ذوالکفل کا ذکر کیا گیا ہے وہ گوتم بدھ ہی ہو۔

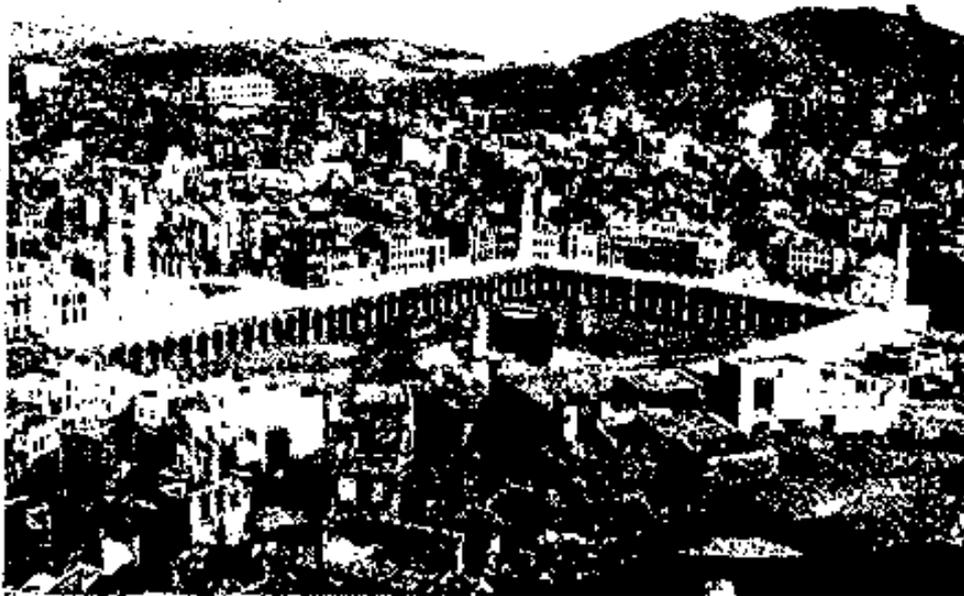


امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذوالکفل کا ذکر کیا ہے (ج ۶، ص ۱۳۶) گوتم بدھ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو پیش گوئی کی اس میں آپ کو ”متیریا“ کہا ہے (یکریڈیکس آف دی ایسٹ، ج ۳۵، ص ۲۲۵) جس کے سنسکرت زبان میں معنی ”رحمت عالم“ کے ہیں (پال کیرس: دی گوسپل آف بدھا، ص ۲۱۸) گوتم بدھ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ پیش گوئی بھی کی ہے :-

”اس کی وحی بڑی فصیح ہوگی جو اس کو سنیں گے اور سن کر

نہ تھکیں گے بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ سنا چاہیں گے“۔

(ٹی۔ ڈبلیو ویز: ڈیوڈس بدھزم، ص ۱۸۳)



## *I* MUHAMMAD 570 - 632

My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels.

Of humble origins, Muhammad founded and promulgated one of the world's great religions, and became an immensely effective political leader. Today, thirteen centuries after his death, his influence is still powerful and pervasive.

The majority of the persons in this book had the advantage of being born and raised in centers of civilization, highly cultured or politically pivotal nations. Muhammad, however, was born in the year 570, in the city of Mecca, in southern

7- ( Michael H.Hart : The Hundred etc. New York ,  
P.33)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## چوتھا باب

### دین فطرت اور حضرت محمد ﷺ

ویدوں میں بڑی شدت سے اگنی کاراز (حقیقت محمدی کاراز) تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یقیناً اس راز میں کوئی راز ہوگا۔ ویدوں میں ہے کہ اس راز کو ”را تخین فی العلم“ حاصل کر سکیں گے<sup>۱</sup>۔ ویدوں میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ یہ راز تحقیق و ریسرچ سے ہی کھل سکے گا اور یہ راز کھلنے ہی پر تمہاری (ہندو قوم) فلاح کا دار و مدار ہے اور اس راز کے کھلنے کے بعد تم امام عالم بنو گے۔<sup>۲</sup>

حقیقت احمدی کو سب مقدس کتابوں میں بیان کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اقوام عالم اپنی طرف بھیجے گئے نبیوں کو مان کر الگ الگ ہو جائیں گی تو سب کو اس جانے پہچانے نبی کی وحدت پر اکٹھا کیا جاسکے گا۔ اور یہ کہا جاسکے گا کہ تم آخر میں آنے والے نبی کی حیثیت سے تو نہیں جانتے؟ البتہ پہلے آنے والے کی حیثیت سے تو جانتے ہو۔ کیونکہ آپ کا اقرار تمہاری قوموں میں آنے والے ہر نبی سے لیا گیا ہے۔ بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کی خوبیوں کے جامع ہیں جس طرح آپ کا اسلام ہر دور کے دین فطرت کا جامع ہے۔

محمد ریاض الرحیم صاحب نے یہ بڑی دل لگتی بات کہی ہے کہ وقت کی سب سے بڑی

۱۔ رگ وید، منڈل دس، سکت اکہتر، منتر تین

۲۔ رگ وید، منڈل تین، سکت ایتیس، منتر پانچ

ضرورت یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کی کتابوں میں مذکور اس حقیقت محمدی ﷺ کو قرآن کریم کی روشنی میں صاف اور مصفا کر کے تمام دنیا کو ایک رسول کی حقیقت پر جمع کیا جائے۔ ویدوں کی پیش گوئی کے مطابق ریگستانی امت کے لوگ (یعنی عرب) اس راز کی تحقیق کریں گے۔ اویدویاس جی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کلکی اوتار رکھا ہے اس کتاب کے صفحہ ۹ پر لکھا ہے۔

”ان کے پتا کا نام وشنوولیس (عبداللہ) اور ماتا کا نام سوموتی (آمنہ) ہوگا۔<sup>۲</sup>  
اس کلکی اوتار کے مختلف صفحات پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

”نبی آخر الزماں کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ جبریل غار حرا میں وحی لائیں گے سفر معراج فرمائیں گے سیاہی دور کرنے والے نور مجسم ہوں گے خاتم النبیین ہوں گے۔“<sup>۳</sup>

ہندوستان کے مذہبی اوتار گوتم بدھ کے ملفوظات میں آپ کا لقب میتر یا یعنی ”رحمت اللعالمین“ موجود ہے۔<sup>۴</sup> گوتم بدھ کے ملفوظات میں ان دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ آپ پر ایک کتاب نازل ہوگی اس کی خوبی یہ ہوگی جتنی پڑھی جائیگی اتنا ہی سندنے کو دل چاہے گا۔

۲۔ آپ کا دین اس طرح پھیلے گا جس طرح اولے اور بھٹے میں آگ پھیلتی ہے۔<sup>۵</sup>

انجیل برناباس جو ۳۲۵ء تک اسکندریہ کے گرجاؤں میں مستند انجیل سمجھی جاتی تھی

۱۔ رگ وید، منڈل پانچ، سکت تین، منتر تین

۲۔ محمد عربی نمبر (کانپور مارچ ۱۹۸۵ء) برکاتی پبلی کیشنز، کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۷۹

۳۔ استقامت (کانپور)، محمد عربی نمبر، ص ۷۹

۴۔ النبی الخاتم۔ مطبوعہ دہلی، ص ۳۹ سے ۵۳

۵۔ Abdul Haque : Muhammad in World sripture` vol.

Ill`ahore` 1975.

اس میں کئی صفحات پر حضور اکرم ﷺ کا ذکر خیر موجود ہے۔<sup>۱</sup>  
 قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دوسرے  
 مذاہب کے مذہبی رہنماؤں نے اپنی کتابوں سے ان آیات اور خبروں کو چھپا دیا یا نکال دیا  
 جس میں حضرت محمد ﷺ کی آمد کی خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ تشریف آوری سے پہلے وہ خود  
 آپ کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے<sup>۲</sup>۔ ان حقائق کا ذکر  
 قرآن کریم کی جن آیات میں کیا گیا ہے ان کے تفصیلی حوالے پیچھے آچکے ہیں۔ حضرت محمد  
 ﷺ کے عہد میں جو یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے انہوں نے بھی ان حقائق کی تصدیق  
 کی اور توریت اور زبور و انجیل کے جو راز مذہبی رہنماؤں نے چھپائے تھے وہ سب بتا  
 دیئے۔ مسلمان ہونے والے ان لوگوں میں یہ صحابہ کرام تھے۔ حضرت کعب احبار، حضرت  
 عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن سلام۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دل میں سچائی  
 تھی۔ جب انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو دیکھا تو فوراً ایمان لے آئے۔ تقریباً ۱۰ھ  
 نبوی مطابق ۶۲۰ء میں مکہ معظمہ سے کچھ دور پہاڑی آبادی طائف کے لوگوں کو حضرت  
 محمد ﷺ نے جب اسلام پیش کیا تو آپ کو پتھر برساکر لہولہان کر دیا، آپ زخموں سے  
 چور انگور کے ایک باغ میں بیٹھ گئے۔ یہ باغ آپ کے بدترین دشمن ربیعہ کا تھا مگر اس کے  
 بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام عداس سے کہا کہ طشتری میں کچھ انگور رکھ کر اس نووارد کے  
 پاس لے جاؤ۔

عداس نے طشتری میں انگور آپ کے سامنے رکھے، آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر  
 کھانے لگے۔ یہ نیا کلام سن کر اور نورانی چہرہ دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا جھک کر پائے مبارک کو  
 بوسہ دیا پھر ہاتھوں کو چوما پھر مقدس قدموں کو بوسہ دینے لگا<sup>۳</sup>۔ حضرت محمد ﷺ کا نقش

۱۔ انجیل برنابا، ص ۴۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۹۱

۲۔ قرآن کریم، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۹

۳۔ ضیاء النبی، جلد دوم، ص ۴۴۵

غیر مسلموں کے دلوں پر منقش ہے اگرچہ وہ آپ کو نبی نہیں مانتے۔ انگر آپ کی عظمت کا نقش ان کے دلوں پر ہے۔ ہندوستان کے مشہور غیر مسلم شعراء سرور جہاں آبادی، کیفی دہلوی، ہری چند اختر، جگن ناتھ آزاد، کنور مہندر سنگھ بیدی، فراق گورکھپوری، تلوک چند محروم وغیرہ محروم کے یہ نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

کس نے زروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا  
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا  
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا ڈر یتیم  
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا<sup>۱</sup>

اور محروم ہی کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ  
مے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیانہ  
بڑے چھوٹے میں جس نے اخوت کی بنا ڈالی  
زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی<sup>۲</sup>

الغرض ہر نبی نے اپنی اپنی امتوں سے آپ کا ذکر کیا اور یہ ذکر دنیا میں اتنا پھلا پھولا کہ لوگ آپ کو اس طرح جاننے پہچاننے لگے۔ جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اس کی گواہی ہمیں قرآن سے ملتی ہے جو دور جدید میں سب سے اہم تاریخی ماخذ بھی ہے..... حضرت محمد ﷺ کا نام نامی جو آسمانوں میں احمد ہے اور زمین میں محمد ﷺ.....

۱۔ ابوالسرور محمد سرور احمد، جانا پہچانا، کراچی ۱۹۹۹ء

نوٹ: اس کتاب میں حضرت محمد ﷺ کی شخصیت پر ۱۰ ہندو دانشوروں کے مقالات ہیں، سب نے آپ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر نور محمد ربانی: کشف العرفان، ص ۳۲۲

۳۔ ڈاکٹر نور محمد ربانی، کشف العرفان، ص ۳۲۵

تقریباً دنیا کی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں بیان کیا جاتا ہے جن کی تعداد تقریباً ایک سو چار ہے..... آپ کا ذکر زبور میں ہے، توریت میں ہے، انجیل میں ہے اور قرآن میں ہے۔ آپ کا ذکر ہندوستان کے ویدوں میں ہے، پراٹوں میں ہے، اپنشدوں میں ہے جس کا تفصیلی ذکر آگے آتا ہے۔ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے اور تو اور خود انسانی وجود میں ہے۔ جدہ (سعودی عرب) کے ایک اخبار میں لکھا ہے کہ جب جدید آلات سے سانس کی نالی اور پھیپھڑوں کا عکس لیا گیا تو سانس کی نالی میں صاف لکھا ہوا نظر آیا۔ لا الہ الا اللہ اور داہنے پھیپھڑے پر محمد رسول اللہ، یہ وہی کلمہ ہے جو پہلے انسان آدم علیہ السلام نے آنکھ کھول کر عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اور اسی نام کے وسیلے سے انہوں نے دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔ بقول ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے۔ ہندوستان کے ویدوں اپنشدوں اور پراٹوں میں صاف صاف نام محمد ﷺ موجود ہے۔ اٹھارہ پراٹوں میں سے ایک پران میں ہے۔

”ملک عرب میں ساتویں صدی میں پیدا ہوں گے۔ ان کا دین آگ اور پانی کی طرح سب طرف پھیل جائیگا وہ خاتم النبیین ہوں گے، وہ رحمۃ للعالمین ہوں گے۔ پندرہ سو برس تک ان کا دین دھوم دھام سے چلتا رہے گا“

اور ایک پران میں لکھا ہے:

”محمد نام ہوگا آخری زمانے میں تشریف لائیں گے۔ خاتم النبیین ہوں گے۔ بادل سر پر سایہ کرے گا، جسم پاک کا سایہ نہ ہوگا، معراج سے مشرف ہوں گے، اپنے لئے دنیا کے سلسلے میں کچھ نہ کریں گے، کم خوراک ہوں گے، اللہ کے حبیب ہوں گے۔“

۱۔ روزنامہ البلاد، سعودی عرب، یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

۲۔ ماہنامہ استقامت، کانپور محمد عربی نمبر، ص ۷۷-۷۸

۳۔ ایضاً، ص ۷۸-۷۹

حضرت محمد ﷺ کا نام نامی نباتات میں اور سموات پر لکھا ہوا مشاہدہ کیا گیا۔ ۲۵۴ھ میں خراسان کے پہاڑوں میں ایک گز لمبے پتھر پر نام نامی محمد (ﷺ) جگمگ کر رہا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں پاکستان کے صوبہ سندھ کے شہر ٹنڈوسائیں داد میں بیری کے درخت کے پتوں پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں ہندوستان کے شہر جلمپور اور آس پاس کے مختلف شہروں میں آسمان پر نورانی قلم سے نام نامی محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا گیا۔ ۱۹۳۰ء سے قبل ہندوستان کے دارالسلطنت نئی دہلی<sup>۲</sup> میں سنگ مرمر تراشا گیا تو اس پر نام نامی محمد ﷺ لکھا ہوا دیکھا گیا یہ پتھر عام زیارت کے لئے عجائب خانہ لال قلعہ دہلی میں رکھ دیا گیا۔ نام نامی اسم محمد ﷺ آسمانوں اور زمینوں میں تو ہے ہی۔ نومبر ۱۹۹۵ء میں مدینہ منورہ میں غروب آفتاب کے بعد آسمان کی فضاؤں میں یہ منظر لاکھوں انسانوں نے دیکھا کہ مسجد نبوی شریف جس میں حضرت محمد ﷺ کا گنبد خضراء ہے یہ گنبد خضراء اور مسجد نبوی شریف غروب آفتاب کے بعد آسمان کی فضاؤں میں جگمگ کر رہے تھے۔ سات چاند چمک رہے تھے دو چاندوں میں گنبد خضراء اور مسجد کے دو سفید گنبد نظر آ رہے تھے مسجد شریف کے باقی مینارے بھی نظر آ رہے تھے تقریباً چھ سات گھنٹے تک مسلسل یہ حسین منظر نظر آتا رہا اور سب حیرت سے تکتے رہے۔ مسجد نبوی شریف کے نیچے ایئر کنڈیشننگ پلانٹ کی دیکھ بھال کے لئے میرے دوست شمیم احمد صاحب تعینات تھے۔ یہ چشم دید واقعہ انہوں نے بیان کیا۔ حضرت محمد ﷺ کے نشان قدم اور مومئے مبارک آج تک مختلف مقامات پر محفوظ ہیں چنانچہ ایک قدم مبارک کے نشان والا پتھر دہلی میں ہے اور دو استنبول (ترکی)

۱۔ علامہ ظفر الدین رضوی، معراج النبی

۲۔ دہلی کا قدیم نام اندر پرست ہے جس کا مفصل حال رامائن اور مہا بھارت میں بھی محفوظ ہے پھر یہ اجڑی اور آباد ہوتی رہی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے راجہ یدھیشتر نے اس کو آباد کیا یہاں کے رہنے والوں نے اس کا نام دلی رکھا اور مسلمان اس کو دہلی کہنے لگے۔ (بشیر الدین احمد واقعات دارالحکومت دہلی مطبوعہ ۱۳۳۷ء دہلی حصہ اول ص ۵)

میں ہیں جن کو شاہانہ آن بان کے ساتھ محفوظ رکھا گیا۔ حضرت محمد ﷺ کے موئے مبارک جو آپ نے ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے اپنے سر مبارک کے بال اتروائے۔ تو یہ بال ازواج مطہرات اور صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے، سب نے سینے سے لگا کر رکھے۔ دنیا کے کئی مقامات پر یہ بال اب تک محفوظ ہیں۔ جو بال مبارک آپ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عنایت فرمایا ان میں سے ایک موئے مبارک پاکستان کے صوبہ سندھ کے شہر روہڑی کی ایک یادگار شاہی عمارت میں اب تک محفوظ ہے۔ خود کراچی میں ہمارے محلے میں دو حضرات کے پاس ہیں اور ایک موئے مبارک گلبرگ کراچی میں محمد مقصود حسین نوشاہی اویسی کے پاس بھی محفوظ ہے۔ اسی طرح برصغیر اور دنیا کے دوسرے شہروں میں بھی تبرکات محفوظ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ ہر حیثیت سے دنیا میں ممتاز ہیں نوع انسانی میں آپ کی نظیر نہیں اس لئے غیر مسلم بھی آپ کی سیرت پر لکھنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں، ایک انگریزی قاضی مارگولیوس نے لکھا ہے۔

”حضرت محمد ﷺ کے سیرت نگاروں کی فہرست میں شمار ہونا بڑی

سعادت کی بات ہے۔“

دور جدید کے ایک قلم کار مائیکل ایچ ہارٹ نے دنیا کی سو ممتاز شخصیات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اس جائزے میں حضرت محمد ﷺ کو پہلے نمبر پر رکھا ہے وہ لکھتا ہے۔

I have ranked these 100 person in order of importance that is according to the total amount of influence that each of them had on human history and on the everyday lives of other human beings.<sup>1</sup>

1. Michael H. Hart: The 100 A. Ranking of the (Most) Influential Persons in the History, New York, 1978, p.26

ترجمہ: میں نے ان ایک سو حضرات کو تاریخ انسانی اور دوسرے انسانوں کی زندگی پر مجموعی تاثر کی اہمیت کے اعتبار سے درجہ بدرجہ ترتیب دیا ہے۔

He was the only man in history who was supremely successful on the religious and secular levels.<sup>۱</sup>

ترجمہ: وہ تاریخ میں ایک ہی انسان ہیں جو دینی و دنیاوی دونوں میدانوں میں نہایت ہی کامیاب رہے۔

Today 13 centuries, after his death his influence is still powerful and pervasive.<sup>۲</sup>

ترجمہ: آج ان کے وصال کو تیرہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کا اثر بہت قوی اور غالب ہے۔

It is this unparalleled combination of Secular and religious influence which I feel entitles Muhammad to be considered the most influential single figure in human history.<sup>۳</sup>

ترجمہ: میرے خیال میں دینی اور دنیاوی تاثر کا یہ بے مثال امتزاج محمد ﷺ کو اس کا مستحق قرار دیتا ہے کہ ان کو انسانی تاریخ کا سب سے زیادہ اثر ڈالنے والا فرد واحد انسان تصور کیا جائے۔

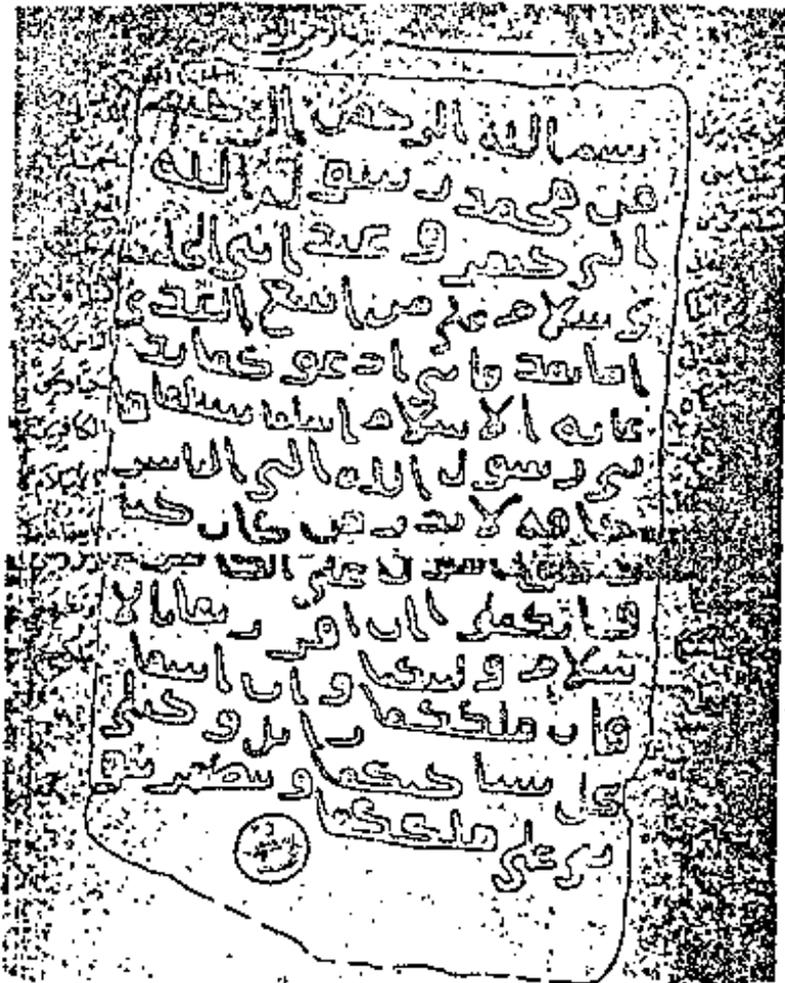
۱- ibid, p. 33

۲- ibid, p. 33

۳- ibid, p. 40

باسور تھ اسمتھ (Bosworth Smith) نے سچ لکھا ہے:-  
 ”تاریخ میں وہ منفرد شخصیت محمد ﷺ ہیں جو قوم، سلطنت اور مذہب  
 کے صحیح نگہبان ہیں۔“

ہندوستان کے ایک برہمن پنڈت فاضل ڈاکٹر وید پرکاش اوپادھیانے اپنی تحقیقی  
 کتاب کالکی اوتار میں ہندوستان کے سارے ہندوؤں کو حضرت محمد ﷺ کی طرف  
 متوجہ کیا ہے۔ حقیقت میں انہوں نے اس طرح سارے عالم کے انسانوں کو حضرت  
 محمد ﷺ کی طرف متوجہ کیا۔ یہ خبر روزنامہ نوائے وقت ملتان کے شمارہ ۹ دسمبر ۱۹۹۷ء  
 میں شائع ہوئی ہے۔



حضرت محمد ﷺ  
 علیہ وسلم  
 کا ایک نادر  
 دستخط جس کا  
 ایجن مال  
 بی بی بی  
 انکشاف  
 سما ہے۔

یمان میں ناکچہ بات سرائیوں

یہاں میں آپ کی طرف داری میں کچھ نہ کہوں گا

یہاں میں نہ کہوں گا رات رات

وید پران ست مت بھاگھوں

جو وہ پران میں لکھا ہے وہ سچ کہوں گا

یہی پران سچ مت تھاروں

برگہ سس دس سندھ ہوئے

یعنی برسوں میں ہزار تک رسالت نام ہوگی

مگر سس دس سب سے ہوئے

تہ کی بات نہ پائی گوی

بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پاسکتا (یعنی رسالت ختم ہوگی)

تہ کے بات نہ پاؤے کوئی

دیں عرب بھرت سہائی

یعنی عرب میں ایک خوشنام ستارہ ہوگا

ہے پران میں بھکتا سواروں

سومہل بھومگت سنوگت سرائی

زمین ہوگی

ابھی شان کی

سومہل بھومگت سنوگت سرائی

سنہو سمیت تاکر ہوئی

ان پرانی بات (یعنی بھونے) اس سے ظہور میں آویں گے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## پانچواں باب

### دین فطرت بعد بعثت حضرت محمد ﷺ

جب سے انسان اس دھرتی پر اترتا ہے دین فطرت اسی وقت سے چلا آ رہا ہے۔ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی تھا، کہ آپ ہی اس کا نقطہ آغاز ہیں..... آپ کے زمانے میں بھی تھا (آپ ہی نے اس کو مکمل کیا) اور آپ کے زمانے کے بعد بھی ہے اور قیامت تک رہیگا۔ دین فطرت کی تصدیق ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے بھی ہوتی ہے۔ جن کی تاریخ تقریباً چھ ہزار سال پرانی ہے اس لئے پہلے ان کتابوں کے بارے میں عرض کیا جاتا ہے پھر ان کتابوں میں حضرت محمد ﷺ کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کیا جائیگا اس کے بعد آپ کے ابتدائی اثرات کا جائزہ لیا جائیگا.....

ہندوؤں کے ہاں الہامی کتابوں کے عقائد و افکار (جن کا پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے) سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کتابوں کے حاملین آریہ لوگ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے زمانے میں آئے اور انہوں نے ان انبیاء علیہم السلام کے صحائف سے استفادہ کیا، ممکن ہے ان میں مسلمان موحدین بھی ہوں جنہوں نے نظریہ توحید کو یہاں روشناس کرایا اور وہ انبیاء بھی جو مختلف زمانوں میں برصغیر میں آتے رہے پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیمات اوجھل ہوتی گئیں..... ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر کے بارے میں

کوئی بات قطعی طور پر نہیں کہی جاسکتی سارا لٹریچر کس طرح وجود میں آیا، کس نے تصنیف کیا، کب تصنیف کیا..... ہندوؤں کا سارا مذہبی ادب گیتوں کے مجموعے پر مشتمل ہے یہ مجموعے چار ہیں جن کو وید کہا جاتا ہے، وید کے معنی سنسکرت میں علم کے ہیں۔ ہزاروں برس پہلے جن علماء نے یہ گیت گائے ان کو رشی کہا جاتا ہے، ہندو عقیدے کے مطابق انہوں نے برہما سے یہ الہام حاصل کئے۔ ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وید الہامی کتاب ہے جیسا کہ عرض کیا گیا، وید کے لفظی معنی علم یعنی علم غیب..... ابوریحان البیرونی نے کتاب الہند میں لکھا ہے۔ ”وید کے معنی ہیں اس چیز کا جان لینا جو پہلے سے معلوم نہ ہو۔“ ہندو عقیدے کے مطابق وید اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم ہے۔ وہ ویدوں کو سنا ہوا یا سنا جانیا والا الہامی علم مانتے ہیں جس میں کسی لفظ کی تبدیلی جائز نہیں..... یہ وہی علم ہے جو ہندو مذہب کی بنیاد ہے..... جیسا کہ عرض کیا گیا ہندو عقیدے کے مطابق وید کلام الہی ہے..... ہندو ویدوں کو آدگرنٹھ (صحف اولیٰ) اور آدگیان (زبرالاولین) مانتے ہیں یعنی سب سے پہلے صحیفے اور سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق لیکن ڈاکٹر رادھا کرشن کے مطابق وید انسانی تخلیق کی قدیم ترین دستاویز ہے۔ چار وید رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھرو وید..... پہلے تینوں وید لفظی و معنوی لحاظ سے یکسانیت رکھتے ہیں ان میں رگ وید سب سے اعلیٰ ہے..... آریائی قومیں جب پاک و ہند میں داخل ہوئیں تو اپنے ساتھ عقائد و افکار بھی لائیں۔ ان کی ترتیب و تصنیف اور تحریر کے درمیان بڑا وقفہ رہا ہوگا۔ بہر حال کم سے کم پندرہ سو قبل مسیح ان کا رواج ہو چکا تھا بعض فضلاء نے دو ہزار پانچ سو سے چھ ہزار قبل مسیح تک ان کا زمانہ بتایا۔ سریندر ناتھ داس گپتا کے خیال میں رگ وید جو چاروں ویدوں میں اہم ترین ہے نہ تو کسی ایک دماغ کی تخلیق نہ کسی زمانے سے اس کا تعلق ہے بلکہ مختلف زمانوں میں مختلف دانشوروں نے ان کو تسلیم کیا ہے لیکن اس کا امکان کم ہے کہ ہندوستان میں آریوں کی آمد سے قبل یہ تحریر میں محفوظ کر لئے گئے ہوں وہ

سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے گئے پھر تحریر میں آئے۔<sup>۱</sup>

ہمارے خیال میں ڈاکٹر رادھا کرشن اور سریندر ناتھ داس گپتا کا یہ خیال قابل تحقیق ہے کہ وید انسانی دماغ کی تخلیق ہے اس میں شک نہیں کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی دماغ نے اس میں ملاوٹ کی ہوگی ممکن ہے اس میں الہامی کلام بھی ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس میں حضرت محمد ﷺ کی صاف صاف پیشگوئیاں نہیں ملتیں۔ چند سال ہوئے پنڈت وید پرکاش اپادھیانے اپنی کتاب میں جو ویدوں کی روشنی میں لکھی گئی ہے یہ انکشاف کیا ہے کہ ہندو عرصہ دراز سے جس آخری نبی کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ یہ خبر مختلف اخبارات میں شائع ہوئی ہے<sup>۲</sup>۔ ہمارے سامنے روزنامہ ”امت“ کراچی شمارہ ۲۵ اپریل ۱۹۹۸ء ہے ہم یہ خبر من وعن نقل کرتے ہیں۔

”کالکی اوتار کا ظہور ہو چکا ہے۔ ہندو جاتی کو اب ان کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اور مقدس کتاب ویدا کے مطابق کالکی اوتار (ہادی عالم) کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کر لینا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار سنسکرت کے عالم اور الہ آباد یونیورسٹی میں اہم عہدہ پر متمکن پنڈت وید پرکاش نے اپنی تازہ تحقیقی کتاب میں کیا ہے۔ پنڈت وید پرکاش بھارت کے پہلے دس بڑے مذہبی رہنماؤں میں شامل ہیں۔ سنسکرت

1- (i) Srendranath Dasgupta: A hisoty of Indian Philosophy, vol.i, pp. 14-15۔

(ii) Dr,Radha Krishan: indian Philosophy (1966) ed. 8th,vol-1, pp. 63-64

Ref: S.Anwar Ali:Religion the Science of life, Karachi 1974,pp.83-84

۲۔ (۱) روزنامہ ”امت“ (کراچی) ۲۵ اپریل ۱۹۹۸ء

(ب) روزنامہ نوائے وقت (ملتان)، ۹ دسمبر ۱۹۹۷ء

کے دیگر علماء نے بھی پنڈت وید پرکاش کے تحقیقی نظریہ کی تائید کی ہے۔ پنڈت وید پرکاش نے اپنی کتاب کالکی اوتار میں اپنے دعوے کی حمایت میں ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ ان کے مطابق مقدس کتاب ویدا میں لکھا ہے کہ بھگوان کا آخری پیغمبر (کالکی اوتار) ہوگا جو پوری دنیا کو رہنمائی فراہم کرے گا۔ ہندو ازم کی پیشن گوئی کے مطابق کالکی اوتار ایک بڑے جزیرے میں جنم لے گا۔ درحقیقت یہ جزیرہ عرب ہے ویدا میں کالکی اوتار کے والد کا نام وشنو بھگت درج ہے۔ جب کہ ماں کا نام سومانب ہے۔ سنسکرت کے مطابق وشنو، اللہ اور بھگت، غلام کو کہتے ہیں اس طرح وشنو بھگت کا عربی ترجمہ عبد اللہ بنتا ہے۔ سومانب سنسکرت میں امن و آشتی کو کہتے ہیں اور عربی میں اس کا مترادف آمنہ ہے۔ کالکی اوتار کے متعلق ویدا میں مزید لکھا ہے کہ بھگوان اپنے خاص پیغام رساں کے ذریعہ انہیں ایک نماز میں علم سکھائیں گے۔ یہ بات حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہے ہندو مذہب کی دیگر مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ کالکی اوتار گھڑ سواری، تیر اندازی اور تیغ زنی میں ماہر ہوگا۔ پنڈت وید پرکاش نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ گھوڑوں، تیروں اور تلواروں کا دور اب گزر چکا۔ ان حالات میں ان ہتھیاروں سے مسلح اوتار کا انتظار غیر دانشمندانہ اقدام ہوگا۔ پنڈت وید پرکاش لکھتا ہے کہ کالکی اوتار درحقیقت حضرت محمد ﷺ کی جانب واضح اشارہ ہے جسے اللہ نے آسمانی کتاب قرآن دے کر پوری کائنات کے لئے رہنما بنا کر بھیجا۔ یہاں یہ امر

قابل ذکر ہے کہ یہ کتاب ایک معروف ہندو پنڈت نے لکھی ہے جو کہ سنسکرت کا ممتاز عالم اور ایک اہم یونیورسٹی میں اعلیٰ منصب پر فائز ہے اور اس کی تائید بھی آٹھ اہم پنڈتوں نے کی ہے۔

ویدوں میں حضرت محمد ﷺ کے ذکر اذکار سے پہلے ہی یہاں کے اہل علم اور راجہ مہاراجہ آشنا تھے اس لئے جب وہ دین فطرت جو یہاں بہت پہلے آیا تھا تو آشنا لوگوں نے اس کا بھرپور استقبال کیا..... اس کی نشاۃ ثانیہ کا دور وہ ہے جب حضرت محمد ﷺ پر قرآن کریم نازل ہو رہا تھا جس کی تصدیق احادیث سے اور سندھ کی مشہور تاریخ چچنامے سے ہوتی ہے..... ہندوستان کے مشہور مورخ ڈاکٹر تارا چند نے لکھا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں برصغیر میں ایک ہیجان برپا تھا۔ ہندومت اور جین مت برسر پیکار تھے۔ ہندوستانی مذاہب کی اس باہمی کشمکش اور اسلام کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر تارا چند لکھتے ہیں۔

”ایسے موقعوں پر اسلام ایک سیدھے سادھے ضابطہ ایمان، واضح و معین عقائد و عادات اور معاشرتی تنظیم کے جمہوری نظریات کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔“<sup>۲</sup>

ساتویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے راجا نے مذہب اسلام قبول کر لیا جس کو معجزہ شق القمر سے وابستہ کیا جاتا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ راجا کے اسلام لانے سے بہت پہلے سندھ کے برہمن راجہ داہر کے بیٹے جے سنگھ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا کیونکہ جیسا کہ عرض کیا گیا اسلام اور حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہندوؤں کی مذہبی کتابوں

۱۔ بدھ مت اور جین مت میں قربانی خصوصاً گائے کی قربانی کا کوئی تصور نہیں تھا چونکہ برصغیر میں عرصہ دراز تک بدھ مت کی حکومت رہی۔ اس لئے بالعموم گائے کی قربانی سے نفرت کی جانے لگی اور یہ نفرت ہندومت کے ماننے والوں میں بھی آگئی جو بدھ مت کی حکومت سے پہلے قربانی کے قائل بھی تھے اور قربانی کرتے بھی تھے خصوصاً گائے کی قربانی۔

میں موجود تھا۔ قرآن کریم میں غیر مسلموں کے ایمان لانے کو انشراح صدر سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی جس غیر مسلم کا دل اللہ تبارک و تعالیٰ کھول دیتا ہے تو اس پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے۔ جب سے انسان اس دھرتی پر آیا ہے۔ سچے انسانوں کا مذہب اسلام ہی رہا ہے۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ کبھی چھپتے رہا کبھی ظاہر ہوتا رہا اور بالآخر ظاہر ہو کر رہا۔ اللہ تعالیٰ جس انسان کو ہدایت دینا چاہتا ہے ہدایت کے لئے اس کا سینہ کھول دیتا ہے۔

چنانچہ اس نفسیاتی حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۲

ترجمہ: ”اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔“

اور دوسری جگہ یوں فرمایا۔

أَقَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ ۳

ترجمہ: ”تو وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے راہ پر ہے۔“

برصغیر کے مشہور فلسفی ڈاکٹر اقبال نے وحی کے حوالے سے بڑی دل لگتی بات کہی ہے۔

خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ وا کیوں کر  
گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات

۱۔ قرآن کریم، سورہ انعام، آیت نمبر ۱۲۵

۲۔ قرآن کریم، سورہ انعام، آیت ۱۲۵،

۳۔ قرآن کریم، سورہ زمر، آیت ۲۲

پیچھے شق القمر کے حوالے سے راجہ کے اسلام لانے کا ذکر کیا گیا ہے یہاں کچھ تفصیل سے اس واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے۔

اعلان نبوت کے بعد ۵ سال قبل ہجرت (۶۱۷ء یا ۶۲۲ء) میں شق القمر کا واقعہ پیش آیا جس کا قرآن کریم میں اس طرح ذکر ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَرَوْا آيَةً يُعَرِّضُوْا و  
يَقُوْلُوْا اِسْحٰرٌ مُّسْتَمِرٌّ<sup>۲</sup>

ترجمہ: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا ہے۔

معجزہ شق القمر کی مسافروں نے بھی تصدیق کی اور اکابر صحابہ نے بھی تصدیق کی مثلاً حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے راجا نے بھی چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا<sup>۳</sup>۔

عہد عثمانی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہندوستان آئے جب ہندوستان کے

۱۔ واقعہ شق القمر صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں تفصیل سے موجود ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، نظربن حارث نے حضرت محمد ﷺ سے کہا کہ اگر آپ دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو چاند کو دو حصوں میں چیر دیجئے۔ آپ نے دعا فرمائی اور انگلی کا اشارہ فرمایا، چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ گواہ ہو جا۔ مگر جواب یہی ملا یہ تو پرانا جادو ہے۔ یہ واقعہ ابتدائی رات کو ہوا ہوگا کیونکہ اس زمانے میں یہ لوگ جلدی سوتے تھے اور جلدی اٹھتے تھے۔ بالفرض اگر یہ واقعہ رات کو بعد عشاء ہوا ہوگا تو ہندوستان میں کہیں صبح ہوگی اس لئے یہ معجزہ صرف ان علاقوں میں دیکھا گیا جہاں رات تھی دوسرے ممالک میں دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک روایت کے مطابق شق القمر کا معجزہ ۶۲۲ء میں پیش آیا (بشارات ص ۱۳)

۲۔ قرآن کریم، سورہ قمر، آیت ۱۔۲

۳۔ چیر کرم شاہ، ضیاء النبی، جلد ۲، ص ۷۳

شہر کالی کٹ پہنچے تو یہاں کے بادشاہ نے ان کی آمد پر معجزہ شق القمر کی خبر سنی جس کو بادشاہ اور تمام شہریوں نے دیکھا تھا۔ اس واقعے سے متعلق جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے تفصیل سنی تو اس کو حرف بہ حرف صحیح پایا چنانچہ یہ بادشاہ جس کا نام غالباً زمورن تھا۔ کالی کٹ کے تمام شہریوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

سید سلیمان ندوی نے بھی سنسکرت کی ایک پرانی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ راجہ نے اپنی آنکھوں سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا<sup>۲</sup>۔ ڈاکٹر تارا چند نے بھی اپنی کتاب میں راجہ کے قبول اسلام کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

”تبدیلی مذہب کے بعد راجہ مالا بار سے عرب روانہ ہو گیا اور شہر کے

مقام پر اتر ا جہاں چار سال بعد اس کا انتقال ہو گیا۔“<sup>۳</sup>

یہی مصنف پھر آگے چل کر لکھتا ہے۔

”راجہ کی تبدیلی مذہب نے لوگوں کے دماغ پر گہرا اثر ڈالا ہوگا،

مالا بار میں اس واقعے کی یاد اب تک تازہ رکھی جاتی ہے۔“<sup>۴</sup>



۱۔ یاسین مصباحی، سواد اعظم، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۸

۲۔ پیر کرم شاہ، ضیاء النبی، لاہور، ج ۲، ص ۴۷

۳۔ ڈاکٹر تارا چند، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص ۶۱

۴۔ ایضاً، ص ۶۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## چھٹا باب

### دین فطرت اور قرآن کریم

اسلام کی اساس قرآن پر ہے اور اس کے شارح و مفسر حضرت محمد ﷺ ہیں۔ قرآن کریم کے بارے میں مسلم و غیر مسلم سب متفق نظر آتے ہیں۔ سکھ مذہب کے بانی گرو نانک کا کہنا ہے۔

”ہم نے تورات، زبور، انجیل اور ویدوں کا بغور مطالعہ کیا لیکن تمام دنیا کے لئے مکمل ضابطہ حیات قرآن ہی ہے۔“<sup>۱</sup>

دوسری جگہ وہ دعوت دیتا ہے۔

”اس پر ایمان لاؤ اور اسکی پیروی کرو۔“<sup>۲</sup>

بہت سے غیر مسلموں نے قرآن کریم کے بارے میں نہایت ہی مثبت خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہ سب کچھ عقل کے اس دور میں ہوا نہ کہ جذباتیت کے اس دور میں جب کہ عقل اور دانائی کی بات جرم سمجھی جاتی ہے ان غیر مسلموں نے قرآن کریم کے بارے میں حیرت انگیز خیالات کا اظہار کیا۔<sup>۳</sup>

۱۔ جنم سخی بھائی بالا، ص ۴۷، سطر ۴ (انور علی، ۱۵۷)

۲۔ گرو سخی: سخی کالان بھائی بالا، ص ۲۲۲

۳۔ جارج سیل، (۲) جے ایم راڈ ویل، (۳) سر ہملٹن گب، (۴) جی ایف مور۔

قرآن کریم کے ایک سو سے زیادہ دنیا کی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں یہ حقیقت اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ قرآن کریم کو دنیا کی اہم کتاب سمجھا گیا۔ یہ سب سے زیادہ چھاپی جاتی ہے سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے (اپنی اصل زبان عربی میں) سب سے زیادہ سمجھی جاتی ہے۔ یوں تو ساتویں صدی عیسوی میں حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں آپ کے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کر کے تراجم کا آغاز کر دیا تھا۔<sup>۲</sup>.....

مگر بارہویں صدی عیسوی سے قرآن کریم کے باقاعدہ تراجم شروع ہوئے۔  
..... قرآن کریم علم و دانش کا سمندر ہے ہم نے اس سمندر میں غوطہ ہی نہیں لگایا۔ بقول ڈاکٹر جارج ولیم ڈریپر۔

”یہ عام خیال تھا کہ مذہب اور علم کی سمائی ایک اقلیم میں نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے اس باطل خیال کو رد کر کے حقیقت کا چہرہ دکھایا۔ یہ نتیجہ ہے اس وسعت قلبی کا جو مسلمانوں نے دوسرے مذاہب اور اقوام کے ساتھ رکھی۔“<sup>۳</sup>

اللہ نے انسان کو بنایا ہدایت و تعلیم کے لئے نبیوں کو بھیجا اور فرشتوں کے ذریعے علم اتارا، حقیقت یہ ہے کہ اصل علم یہی ہے..... اللہ نے پانی اتارا، ہم پانی پیتے ہیں، اللہ نے لوہا اتارا، ہم اسی لوہے کے ذریعے حیران کن ترقیاں کر رہے ہیں، جس اللہ نے پانی اتارا، رزق اتارا، لوہا اتارا، اسی نے علم بھی اتارا بلکہ علم کا سرچشمہ اتارا اور یہ اعلان فرمایا۔

۱۔ محمد مسعود احمد ڈاکٹر! اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر (۱۹۷۰ء) حیدرآباد سندھ غیر مطبوعہ، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰ء  
(مقالہ ڈاکٹریٹ، سندھ یونیورسٹی)

۲۔ ایضاً

۳۔ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر: معرکہ مذہب و سائنس، (ترجمہ اردو ظفر علی خان) مطبوعہ لاہور ۱۹۲۲ء۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً  
وَبُشْرَىٰ لِّلْمُسْلِمِينَ ۱

ترجمہ: ”اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے  
اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔“

لیکن افسوس! مذہبی تعصب کی وجہ سے ہم نے علم و دانش کے اس سرچشمے سے منہ موڑ لیا  
اور ایک بڑی دولت سے محروم ہو گئے..... دانائی اور حکمت کی دنیا میں قرآن سے زیادہ سچی  
اور کھری کتاب کوئی نہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار برس کے طویل عرصہ میں  
قرآن کریم میں ایک حرف یا ایک نقطے کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

دنیا کے اکثر عجائب خانوں میں قرآن کے قدیم سے قدیم نسخے موجود ہیں۔ جو محقق  
ان نسخوں کا تقابلی مطالعہ کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے..... بالآخر وہ اسی نتیجے پر پہنچے گا جس نتیجے پر  
ہم پہنچے ہیں۔ اصل میں اسلامی عقیدے کے مطابق قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ  
نے لی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۲

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے  
نگہبان ہیں۔“

سچی بات یہ ہے کہ قدرت وہ چیزیں زندہ رکھتی ہے جس کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے  
جس کی ضرورت نہیں ہوتی وہ مٹا دی جاتی ہے۔ قرآن کریم اور سیرت رسول ﷺ کا  
ڈیڑھ ہزار برس تک محفوظ رہنا خود اس کی شہادت دے رہا ہے کہ انسان کو اس کی ضرورت  
ہے اگر ضرورت نہ ہوتی تو دوسری کتاب کی طرح آج قرآن کریم بھی ہمارے سامنے نہ

۱۔ قرآن کریم، سورہ نحل، آیت نمبر ۸۹

۲۔ قرآن کریم، سورہ حجر، آیت نمبر ۹

ہوتا اور دوسری سیرتوں کی طرح آج سیرت رسول کریم ﷺ بھی ہمارے سامنے نہ ہوتی۔ قرآن کریم کتابی شکل میں تو محفوظ ہے ہی لیکن حفاظ کے سینوں میں بھی محفوظ ہے..... دنیا میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جو انسان کے دماغ میں محفوظ ہو لیکن قرآن کریم کے ہزاروں نہیں لاکھوں حفاظ مل جائیں گے بلکہ تاریخ نے یہ واقعات نوٹ کئے ہیں کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے قرآن کریم اپنے سینوں میں لئے پیدا ہوئے۔ ایسا ہی ایک بچہ دہلی میں اپنے باپ کی گود میں دیکھا گیا..... یہ حقائق ماہرین نفسیات کے لئے ایک دلچسپ مطالعے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فرانسیسی فاضل مورس بکائے نے اپنی کتاب میں مذہبی کتب و صحائف کے تقابلی جائزے کے بعد لکھا ہے۔

”عیسائیت اور اسلام کے صحائف میں ایک بنیادی چیز جو مابہ الامتیاز ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عیسائیت میں کوئی متن ایسا نہیں جو منزل من اللہ ہو اور جس کو ضبط تحریر میں لایا گیا لیکن اسلام میں قرآن ایک ایسی چیز ہے جو اس شرط کو پورا کرتی ہے۔“

۱۹۱۲ء میں قرآن کریم کے رسم الخط سے ناواقفیت کی بناء پر ڈاکٹر منگانے کچھ اعتراضات وارد کئے تھے جن کا معقول جواب شبلی نعمانی نے دے دیا تھا..... ۱۹۳۵ء میں بعض علمائے نصاریٰ نے خود توریت اور انجیل میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا اور بعض علماء تو اس حد تک آگے بڑھے کہ خود حضرت عیسیٰ السلام کی شخصیت کو متنازع قرار دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت تو دور کی بات ہے اگر تاریخی

۱۔ مورس بکائے: بائبل، قرآن اور سائنس (ترجمہ ثناء الحق صدیقی)، کراچی ۱۹۹۳ء، ص ۱۵

۲۔ پروفیسر نواب علی: تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۳۷ء، ص ۱۱

بنیادوں پر نام کی تصدیق بھی کرنا چاہیں تو تاریخی اعتبار سے سوائے قرآن کریم کے کوئی قابل اعتماد حوالہ نظر نہیں آتا..... اگر قرآن کریم کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر محققین کے لئے انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی بھی ثابت کرنا ممکن نہ ہو..... تاریخ، تاریخ ہے اور عقیدت، عقیدت ہے۔ تاریخ میں عقیدت کی کوئی گنجائش نہیں..... کیونکہ تاریخ دلائل و شواہد مانگتی ہے۔

اور قرآن سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہوگی..... ایک اور بات قابل غور ہے کہ توریت اور انجیل میں حضرت سلیمان، حضرت لوط، حضرت داؤد اور حضرت یعقوب علیہ السلام پر وہ الزام تراشیاں کی گئی ہیں کہ عقل و حیا شرمانے لگے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ توریت اور انجیل میں اب جو کچھ ہے سب کا سب وہ اللہ کا نازل کیا ہوا نہیں ہے..... توریت اور انجیل کے برخلاف قرآن کریم میں ان انبیاء علیہم السلام کے محامد و فضائل بیان کئے گئے<sup>۲</sup>۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے لئے ایسی باتیں فرمائے جو شرمناک ہوں۔

دہلی کے ایک مشہور عالم عبدالحق حقانی نے اپنی کتاب البیان میں توریت، انجیل، زبور و ید، ژنداً و ستا وغیرہ کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اور لکھا ہے۔

”تمام مقدس کتابوں میں صرف قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو عقلی اور

تاریخی نقطہ نظر سے سچی کتاب<sup>۳</sup> ہے۔“

۱۔ عہد نامہ قدیم، کتاب سلاطین، باب ۱۱..... پیدائش، باب ۱۹، آیت نمبر ۳۰

۲۔ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل سورتیں اور آیتیں ملاحظہ ہوں:-

سورہ سبأ، آیت نمبر ۱۰..... سورہ انبیاء، آیت نمبر ۷۴..... سورہ شعراء، آیت نمبر ۱۶۰..... سورہ صف، آیت نمبر ۱۳۳ وغیرہ وغیرہ

۳۔ عبدالحق حقانی: البیان، ص ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱

تھامس کارلائل قرآن کریم کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

It is admitted every where as a Standard of all Law Practice. There fore 12 hundred years has the voice of this Book at all movements through the ears and the hearts of so many men. We hear MUHAMMADANS Doctors that Kept sounding had read it 70,000 times. Is not a miracle<sup>1</sup>

ترجمہ: اس کتاب کو قانون اور عمل کے ایک معیار کی حیثیت سے ہر جگہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ بارہ سو برس سے اس کی آواز کانوں اور دلوں سے گزر رہی ہے ہم سنتے ہیں کہ ایسے مسلمان بھی ہیں جنہوں نے اس کو ستر ہزار بار پڑھا ہے۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے؟.....“

اس جگہ تو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں گوتم بدھ کی وہ پیشگوئی یاد آ رہی ہے جس میں اس نے کہا تھا:-

کہ آپ پر ایک ایسی کتاب نازل ہوگی جو بار بار پڑھی جائیگی اور جتنی پڑھی جائیگی اتنا سننے کو دل چاہے گا.....

ہسپانیہ کے مشہور صوفی اور عارف محی الدین ابن عربی (علیہ الرحمہ) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ہزاروں علوم قرآن سے نکالے۔ مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

1- thomas Carlyle: on heroes, Hero Worship and heroic in history, London 1963, P.85

ومن اراد علم الاولين والاخرين فليثور القرآن.<sup>۱</sup>  
ترجمہ: ”جو شخص علم اولین اور آخرین کا حاصل کرنا چاہے وہ قرآن

کا دامن تھام لے۔“

حضرت محمد ﷺ نے جن پر قرآن نازل ہوا اپنے صحابہ کرام سے خود فرمایا۔

”سلونی عما شئتم“<sup>۲</sup>

”جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو خدا کی قسم جو مجھ سے پوچھو گے میں

بتاؤں گا۔“

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا.....

”واعلمکم بما اتقی“<sup>۳</sup>

”میں ان چیزوں سے سب سے زیادہ واقف ہوں جن سے بچنا

چاہئے.....“

حدیث کی کتابوں میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ

ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے علم و دانش کے دریا بہائے اور مستقبل میں آنے والے

حالات اور واقعات کی خبر دی.....<sup>۴</sup>

قرآن کریم کو ہم دور جدید کے لئے علم و دانش کی ایک مشعل قرار دے سکتے ہیں ڈاکٹر

جان ڈریپر نے لکھا ہے۔

”علوم جدیدہ کا دور سولہویں صدی سے شروع ہوتا ہے ظہور اسلام

۱۔ الاتفاق فی علوم القرآن للسیوطی، ج ۲، ص ۲۳۶

۲۔ صحیح بخاری، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج ۱، ص ۱۹-۲۰،

۳۔ امام مسلم بن حجاج قشیری، مسلم شریف، کراچی ۱۳۷۵ء، ج ۱، ص ۳۵۴

۴۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ کریں:-

احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسینی: مطابقت الاختراعات العصریہ لما اخرجہ سید البریہ ترجمہ اردو

مفتی احمد میاں برکاتی، اسلام اور عصری ایجادات، لاہور، ۱۹۸۰ء

چھٹی صدی میں ہوا۔ یہ ہزار سال کا زمانہ ان مسلسل کوششوں سے  
بھرا ہوا ہے جو مسلمانوں نے علوم قدیمہ کے احیاء اور علوم مروجہ کی  
بقا کے لئے دنیائے اسلام کے طول و عرض میں کیں.....“<sup>۱</sup>

جرمن فلاسفر گوتے قرآن کریم کے بارے میں لکھتا ہے۔

This Book (Holy Quran) will go on  
exercising through all ages.<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”ہر زمانے میں قرآن کریم پر عمل ہوتا رہے گا۔“

قرآن کریم کے متن کا محفوظ ہونا اپنی جگہ مسلم ہے مگر سب سے اہم بات یہ ہے کہ  
جو حقائق اس میں بیان کئے گئے ہیں وہ علم و دانش کی ترقی کے ساتھ ساتھ اور واضح  
ہوتے جاتے ہیں حالانکہ خود سائنس کی کتابوں کے بہت سے تسلیم شدہ حقائق اب قصہ  
پارینہ بن چکے ہیں۔ قرآن کے حقائق کا ذرہ برابر غلط ثابت نہ ہونا اس بات کی دلیل  
ہے کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے..... فرانسیسی فاضل مورس بکائے نے اس  
پہلو پر نظر ڈالی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم سائنس کے معلومہ حقائق کی تائید  
کرتا ہے نہ کہ مخالفت وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

”جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے اس مقدس کتاب اور جدید

سائنس میں مکمل ہم آہنگی ہے نہ کہ اختلاف.....“<sup>۳</sup>

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

”ہمارے علم کے مطابق اسلام کے نقطہ نظر سے مذہب اور سائنس کی

۱۔ ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر: معرکہ مذہب اور سائنس (Conflict Between Religion

And Science) ترجمہ اردو مولوی ظفر علی خان، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۳

۲۔ Social Contact, Every man library, cole's edition. p.117.

۳۔ مورس بکائے: بائبل، قرآن اور سائنس، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء (ترجمہ اردو ثناء الحق صدیقی)

حیثیت ہمیشہ دو جزواں بہنوں کی سی رہی ہے شروع ہی سے اسلام

کے دور عروج میں سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے.....“

یہی مصنف ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

”زیادہ اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں وہ حقائق بیان ہوئے جن کی

تحقیق دور جدید سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ سچ پوچھئے تو ایسے حقائق اس

کثرت سے ہیں کہ میں نے نومبر ۱۹۷۲ء کو فرانسیمی طبی اکادمی کے

سامنے ”قرآن میں نباتی اور جینیاتی موضوع“ پر ایک پورا مقالہ پیش

۱۔ مورس بکائے: بائبل، قرآن اور سائنس، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء (ترجمہ اردو ثناء الحق صدیقی)

نوٹ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے علمی مشاغل کا شوق دلایا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے علوم

وفنون کی سرپرستی شروع کی اور تیس سال کے اندر اندر حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو گیا۔ ہارون رشید

کا زمانہ علم و حکمت کا سب سے زیادہ روشن زمانہ تھا۔ المامون کے عہد میں بغداد سائنس کا مرکز

بن گیا، عظیم الشان کتب خانے قائم ہوئے۔ مختلف اقوام کی کتابوں کے عربی میں ترجمے ہوئے

تصنیف کا سلسلہ بھی زور و شور سے ہوا۔ الغرض دنیائے اسلام میں علوم وفنون کی روشنی چاروں

طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اسی ارآن کی روشنی سے دوسری صدی ہجری سے مسلمان فلسفی اور

سائنسدانوں کا طویل سلسلہ نظر آتا ہے مثلاً علم کیمیا کا امام جابر بن حیان..... طبیعیات کا ماہر

عبداللہ علی ابن سینا..... جغرافیہ کے ماہر ابو ریحان محمد ابن احمد البیرونی، فلسفہ اخلاق کا ماہر محمد بن

غزالی..... علم نور کا ماہر ابو علی حسن ابن الہیثم..... طب کا امام ابو بکر محمد زکریا رازی..... علم نفسیات کا

ماہر ابو نصر محمد فارابی..... نباتات میں زندگی دریافت کرنیوالا احمد محمد علی بن مسکوی..... مشہور فلسفی

ابن اسحاق کندی..... ہندوستان میں علوم وفنون کے ان ماہرین کا تسلسل قائم رکھنے والے احمد

رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ علوم جدیدہ کے حوالے سے اب تک ان پر تحقیق نہ ہو سکی عالمی سائنسی

ماہرین کو ان کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہ برصغیر کے وہ پہلے عالم ہیں جنہوں نے سائنسدانوں کو

قرآن کریم کے حقائق ماننے پر مجبور کیا اور بالآخر فرانسسی فاضل مورس بکائے کی تحقیق سے اس کی

تصدیق ہو گئی۔ دور جدید کے مشہور سائنس داں ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے ان کے خیالات و افکار کو

قابل توجہ قرار دیا۔

کر دیا.....“

قرآن کریم کے مطالعے سے عظیم انکشافات سامنے آتے ہیں۔ سرسری مطالعے کے بعد یہ چیزیں سامنے آئیں۔

۱۔ ”کائنات کی ہر چیز زندہ ہے۔ اور اللہ کا ذکر کرتی ہے۔“

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ خَلِيمًا غَفُورًا ۱

ترجمہ: اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوگی اس کی پاکی نہ بولے، ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بیشک وہ علم والا اور بخشنے والا ہے۔

۲۔ جدید سائنس میں نباتات اور جمادات کا تصور حیات بہت بعد کی چیز ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۳

ترجمہ: اور ہم نے لوہا اتارا، اس میں سخت آئج اور لوگوں کے فائدے۔

۳۔ لوہے کا زمین پر آسمان سے اتارنا اس صدی میں معلوم ہوا۔ اب تک ہم یہی سمجھتے تھے کہ لوہا پہاڑوں سے نکلتا ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ پہاڑوں پر آسمان سے برستا ہے۔

۱۔ مورس بکائی: بائبل، قرآن اور سائنس، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰ (ترجمہ اردو شاہ الحق صدیقی)

۲۔ قرآن کریم، سورہ اسراء، آیت نمبر ۴۴

۳۔ قرآن کریم، سورہ حدید، آیت نمبر ۲۵

۴۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَ كُلُّ إِنْسَانٍ لِّزَمْنِهِ لَطِيرٌ فِي عُنُقِهِ ط وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ۱

ترجمہ: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائیگا۔  
جدید تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کی گردن کے پاس اللہ تعالیٰ نے وہ فلم رکھ دی ہے جس میں اس کی زندگی کی ساری کہانی درج کر دی ہے۔

۵۔ قرآن کریم میں ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَ فِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ  
الْحَقُّ ط ۲

ترجمہ: ابھی ہم دکھائیں گے انہیں اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپ میں یہاں تک ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔  
دور جدید کے ڈاکٹروں نے یہ حقیقت دریافت کی کہ ہر انسان کی سانس کی نالی میں ”لا الہ الا اللہ“ لکھا ہوا ہے اور داہنے پھپھرے پر محمد رسول اللہ ﷺ ۳۔ یہ حقیقت دنیا کے تمام غیر مسلموں کے سامنے دین فطرت کی حقانیت کی دلیل ہے۔  
۶۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ لَتَرَ كُتُوبَهَا وَ زِينَتَهُ ط وَ يَخْلُقُ مَا لَا  
تَعْلَمُونَ ۴

۱۔ قرآن کریم، سورہ اسراء، آیت نمبر ۱۳

۲۔ قرآن کریم، حم السجدة، آیت نمبر ۵۳

۳۔ روزنامہ البلاد (سعودی عرب) یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

۴۔ قرآن کریم، سورہ نحل، آیت نمبر ۸

ترجمہ: ”اور کھوڑے اور نچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت

کے لئے اور وہ پیدا کریگا جس کی تمہیں خبر نہیں۔“

وہ ذرائع حمل و نقل جن کا قرآن کریم میں اشارتاً ذکر کیا گیا اب ہمارے سامنے ہیں۔ مثلاً موٹریں، بس، کاریں، پانی کے جہاز، ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ۔ اور نہ معلوم مستقبل میں اور کون کون سے ذرائع حمل و نقل پیدا ہوں گے۔

۷۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ

أَجَاجٌ تَا وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝۱

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے رواں کئے ملے ہوئے دو سمندر، یہ میٹھا

ہے نہایت شیریں، اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور ان کے بیچ

میں ایک پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ۔“

یہ دریافت گزشتہ صدی میں ہوئی ایک سمندر میں دو دریا الگ الگ بہ رہے ہیں، پانی کے اندر ہی پانی کی دیواریں کھڑی ہیں، ایک دریا کا پانی میٹھا ہے اور ایک دریا کا پانی کڑوا، اور رنگ بھی الگ الگ، دونوں ساتھ ساتھ بہ رہے ہیں لیکن نہ ادھر کا پانی ادھر آتا ہے نہ ادھر کا پانی ادھر جاتا ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں جو قرآن کریم کے سرسری مطالعے کے بعد پیش کی گئیں ہر عقل والے انسان کو دعوت دیتی ہیں کہ قرآن کریم دنیا کے معلومہ اور غیر معلومہ حقائق کا خزانہ ہے اس کو بغیر کسی مذہبی تعصب کے پڑھنا چاہئے اور اس سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کر کے دین فطرت کی طرف آنا چاہئے جو ہر انسان کا دین ہے۔

ہندوستان کے مذہبی اور سیاسی رہنما موہن داس کرم چند گاندھی نے اس حقیقت کو

شمسوں کیا کہ قرآن کریم ایک قابل مطالعہ کتاب ہے جس سے دانائی اور حکمت کے سوتے پھوٹتے ہیں چنانچہ وہ قرآن کریم کا مطالعہ کرتے اور اپنی پرارتھنا کی محفلوں میں قرآن کریم کی سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھوایا کرتے تھے شاید اسی جرم کی پاداش میں ہندوؤں نے ۱۹۴۸ء میں ان کو قتل کر دیا۔ قتل سے ایک دو دن پہلے انہوں نے قرآن کریم کا اپنا ذاتی نسخہ ایک کانگریسی عالم کو دیا تھا..... قرآن کریم کے متعلق گاندھی کے تاثرات قابل توجہ ہیں۔

”میں نے تعلیمات قرآنی کا مطالعہ کیا ہے مجھے قرآن کریم کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر بھی تاثر نہیں ہے۔ مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے.....“<sup>۱</sup>

سابق امریکی صدر کلنٹن کی بیوی ہیلری کلنٹن نے بھی قرآن کریم کے مطالعے کو ضروری سمجھا چنانچہ ۱۹۹۶ء میں عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں کو مدعو کیا تو انہوں نے کہا۔

”رمضان کے مقدس مہینے میں خدا نے اپنے رسول اکرم ﷺ پر قرآن نازل کیا اس کتاب نے کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کو بدل دیا۔ یہاں تک کہ ہمارے خاندان کو بھی اس کتاب نے متاثر کیا ہے۔ جب ہم اسکول جاتے تھے تو ہمیں پڑھنے کو قرآن نہیں ملتا تھا، اسلام کے بارے میں کوئی کتاب نہیں ملتی تھی لیکن اب میں نے اور صدر کلنٹن نے اسلام کو اپنی بیٹی ”جیلیسی کلنٹن“ سے سمجھا ہے جو اسلام کی تعلیمات کا کورس کر رہی ہے۔“<sup>۲</sup>

اگر صدر امریکہ قرآن کریم کو پڑھ کر دین اسلام کو قبول کر لیں تو دنیا کے سارے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں۔ جس حقیقت سے ہمیں محبت کرنی چاہئے ہم انجانے میں اس

۱۔ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) قرآن نمبر ص ۳۷۲

۲۔ روزنامہ جنگ (کراچی) شمارہ ۲۴، فروری ۱۹۹۶ء۔

سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور حقیقی قوت کو دلوں میں نہیں ہتھیاروں میں تلاش کرتے ہیں۔  
اس لئے اقبال نے کہا تھا۔

ڈھونڈھ رہا ہے فرنگ عیش جہاں کا دوام

وائے تمنائے خام وائے تمنائے خام

قرآن کریم نے یہودیت اور نصرانیت وغیرہ کے تصورات کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ وہ ایک اور صرف ایک مذہب فطرت اسلام کا داعی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا  
مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱

ترجمہ: ”اور ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ہر

باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں بہت سے انبیاء ہوئے خود حضرت محمد ﷺ بھی آپ ہی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی۔

يٰۤاَيُّهَا بَنِي اِبْرٰهِيْمَ اِنِّىْ اَنْزَلْتُ لَكُمْ الْكِتٰبَ الَّذِىْ فِيْهِ اٰيٰتٌ لِّكُمْ وَلِذٰلِكَ اَنْزَلْتُمْ  
مُسْلِمُوْنَ ۲

ترجمہ: اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا نہ

مرنا مگر مسلمان۔“

اسلام کے بارے میں ایک ہندو مذہبی رہنما نے یہ دل لگتی بات کہی ہے۔

”اگر اسلام میں اچھائی نہ ہوتی تو وہ ایک دن قائم نہ رہتا اس مذہب

میں بے شمار خوبیاں ہیں۔“ ۳

۱۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۶۷

۲۔ قرآن کریم سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۲

۳۔ استقامت (کانپور) محمد عربی نمبر، مئی ۱۹۸۵ء ص ۸۲

اور ایچ آر گب لکھتا ہے۔

ترجمہ: ”اگر کبھی مشرق و مغرب کی مخالف قوتیں باہم ملنے کے لئے

سوچیں تو اسلام کا بیج میں آنا لازمی شرط ہوگا۔“ ۱

اور جارج برنارڈشا اسلام کی اسی خوبی اور اثر انگیزی کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہے۔

”میں نے محمد ﷺ کے مذہب کی پیشگوئی کی ہے کہ کل سارے عالم

کے لئے قابل قبول ہوگا جیسے کہ آج یورپ کے لئے قابل قبول

ہو رہا ہے۔“ ۲



## Mr. Venkatachalam Adiyar

A journalist, Dramatist, Politician, Playwright, Film Director, Producer and Actor from Madras (India)---author of 100 page book on Islam entitled " Nan Kathalikkam Islam", which has already been translated into Urdu, Hindi, Malayalam, Telgu, Kannada, Arabic and Sindhi says that he is,

**Purifying myself to embrace  
Islam and the process of  
purifying is at its last stage.**

(Daily Dawn (Karachi) Friday,  
06<sup>th</sup> April 1984, p.v, col.I)

کی سلطنت قندھار سے گنگا تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ہزار سال تک غالب رہا لیکن آٹھویں صدی عیسوی میں برہمن غالب آ گئے۔ نویں صدی عیسوی میں ریاست میں اس کا عمل دخل نہیں رہا۔ گوتم بدھ کی تعلیمات میں الہامی کتب اور صحائف کی بہت سی باتیں ملتی ہیں اس لئے اس کو الہامی کتب کے استفادے سے الگ تھلگ نہیں رکھا جاسکتا<sup>۲</sup>۔ بدھ مذہب کا دائرہ اثر برما، لاؤس، کمبوڈیا، تھائی لینڈ، جاپان، چین، گندھارا، کشمیر، تبت وغیرہ میں رہا۔

### زرتشت

زرتشت مذہب زرتشت (۱۰۹-۱۰۰) سے منسوب کیا جاتا ہے جو تقریباً ایک سو عیسوی میں گزرا ہے۔ یہ مذہب رفتہ رفتہ ایران میں پھیلا اور ساسانیوں کے عہد حکومت ۲۱۱ء تا ۶۳۰ء میں ریاستی مذہب قرار پایا۔ بمبئی کے پارسی اور ایران کے بعض فرقوں کا یہ مذہب قرار پایا۔ بمبئی کے پارسی اور ایران کے بعض فرقوں کا یہ مذہب اب بھی ہے<sup>۳</sup>۔ زرتشت کی شخصیت جائے پیدائش تبلیغ کی جگہ تاریکی میں ہے<sup>۴</sup>۔ ایرانی روایات کے مطابق زرتشت الیگزینڈر سے دو سو اٹھاون برس پہلے گزرا ہے یعنی الیگزینڈر کی فتح (۳۳۰ قبل مسیح) سے دو سو اٹھاون برس پہلے ۷۷ سال کی عمر میں اس کا

۱- The World's great Religion, p. 63(S.Anwar Ali ; p.92)

۲- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (یو۔ ایس۔ اے ۱۹۶۸ء ج ۴، ص ۳۵۴-۳۵۵) (انور علی ص ۹۸)

۳- Anwar Ali; Religion the Science of life p. 100

۔ زرتشت کے بارے میں یہود و نصاریٰ کا خیال یہ ہے کہ اس کی بنیاد حد قیل بنی نے قائم کی غالباً وہ نبی جن کی دعا سے اپنی ہستی سے نکلنے والی اور مرنے والی قوم اللہ کے حکم سے زندہ ہوئی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔

اگر یہ حقیقت ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس مذہب میں روحانیت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اس سلسلے کے انبیائے کرام کے طفیل آئی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام پیغام توحید تھا یعنی اللہ ایک ہے۔ قادر مطلق ہے۔ عالم کل ہے خالق و مالک کل ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔

انتقال ہوا۔ بعض روایات کے مطابق یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۶۳۵۰ برس پہلے گزرا ہے یا کم از کم ۱۵۰۰ سے ۲۰۰۰ قبل مسیح میں گزرا۔

زرتشت نے قدیم ایرانیوں کے مذہب کی تجدید کی جس طرح گوتم بدھ نے ہندو مذہب کی تجدید و اصلاح کی۔<sup>۲</sup>

زرتشت لٹریچر کے دو حصے ہیں ژند اور اوستا۔ اس میں دوسری باتوں کے علاوہ پیغمبروں کی وحی بھی شامل ہے<sup>۳</sup>۔ مگر اس کی اصل ناپید ہے۔<sup>۴</sup>

### یہودیت

یہودی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا رشتہ جوڑتے ہیں اس طرح کہ حضرت اسحاق علیہ السلام ان کے بیٹے ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں جن کو اسرائیل کہا جاتا تھا اس لئے یہودی خود کو بنی اسرائیل یعنی آل یعقوب کہتے ہیں۔ توریت، زبور، انجیل بنی اسرائیل پر اتاری گئیں۔ وہ اللہ کی محبوب ترین قوم رہی ہے مگر اس کے باوجود وہ بہت سے نشیب و فراز سے گزرے۔ کبھی وہ بے مثال سلطنتوں کے حکمران رہے مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام (۱۰۲۰ قبل مسیح سے ۹۲۶ قبل مسیح) اور حضرت سلیمان علیہ السلام (۹۶۵ قبل مسیح سے ۹۲۶ قبل مسیح) کے زمانوں

۱۔ T.R Sethna: The Teaching of Zarathutara, 1966,p.1

۲۔ George foot Moors: History of Religion (1950), Vol.1,p.366

۳۔ S. Anwar Ali; Religion the Science of life p. 104

۴۔ بعض دوسرے حوالے:

۱۔ رشید احمد: تاریخ مذاہب، ص ۱۷۶

۲۔ مظہر الدین: اسلام اور مذاہب عالم، ص ۵ اور ۵۲

سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) اپریل ۱۹۷۰ء، جلد اول، ص ۲۸۹۔

میں کبھی غلام رہے جیسے مصر میں فرعون کے زمانے میں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے فرعون کی غلامی سے نجات پائی۔ توریت نازل ہوئی، جنت سے من و سلویٰ اتارا گیا۔ صحرائے سینا میں بادلوں نے چالیس برس تک سایہ کیا۔ یہ لوگ اقوام عالم میں پہلی امت تھی جو توحید اور احکام الہیہ کی تبلیغ کے لئے بھیجی گئی۔ لیکن بعد میں انہوں نے پچھڑے کی پرستش اور بتوں کی پوجا شروع کر دی اور کئی خداؤں پر یقین رکھنے لگے۔ بد اعمالیوں میں گرفتار ہوئے رسولوں کو قتل کرنے لگے اور اللہ کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ وہ تورات جو ان کے عقائد و اعمال کی بنیاد ہے ۶۰۰ قبل مسیح سے اس کا اصل نسخہ ناپید ہے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ۴۴۵ قبل مسیح دوسرے لوگوں کا جمع کردہ مجموعہ ہے، جس کا اصل سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں بہت سی افسوسناک اور شرمناک باتیں بھی ہیں مجموعی طور پر یہ مجموعہ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمیں کسی قسم کی انفرادیت فراہم نہیں کرتا۔<sup>۲</sup>

### عیسائیت

عیسائیت کا آغاز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ ابتدائی عیسائیت حقیقت میں یہودیت کے اندر ایک تحریک تھی۔ چوتھی صدی عیسوی کے پہلے عشرے میں شاہ کانستین ٹائسن اول اعظم نے عیسائیت کو قبول کیا اس طرح یہ ریاستی مذہب قرار پایا۔ چوتھی اور چھٹی صدی عیسوی کے درمیان نظریہ تثلیث سامنے آیا۔

انجیل جو حضرت عیسیٰ پر اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب تھی اب یہ کتاب نہیں بلکہ کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتابیں تین زبانوں یعنی عبرانی، آرامی، یونانی میں صدیوں میں مرتب کی گئیں۔ موجودہ انجیل انانجیل کے دوسرے نسخوں سے مختلف ہے اس

۱۔ S.Anwar Ali; Religion the Science of life p.129

۲۔ Encyclopaedia of Religion and EThics, Vol.Viii, p.580

اختلاف کا حل اب تک تلاش نہ کیا جاسکا۔ مارک نے ۶۵-۷۰ عیسوی میں لاطینی زبان میں اپنی یادداشت کے بھروسے پر پہلی انجیل مرتب کی۔ پھر ۸۰-۹۰ عیسوی میں لیو ک نے دوسری انجیل مرتب کی یہ پال کا ترجمان تھا۔ ۱۰۰-۱۲۰ عیسوی میں جان نے اپنی انجیل لکھی، جان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری نہیں ہے کیونکہ اس انجیل میں جان کے بارے میں بھی ریمارکس موجود ہیں۔ ۸۰-۱۰۰ عیسوی میں میتھیو نے اپنی انجیل لکھی، یہ عبرانی میں تھی۔ لیکن اس کی اصل ناپید ہے۔ بعد میں اس کا یونانی میں ترجمہ کیا گیا۔ مندرجہ بالا چار انجیل۔ یہ چار قابل اعتبار انجیل ہیں۔

پہلی صدی عیسوی میں بہت سے لوگوں نے انجیل لکھیں، ۲۰۰ء میں ۳۴ انجیل اور ۱۱۳ خطوط مذہبی کتابوں میں شامل تھے، یہ سب یونانی زبان میں تھے پھر یہ سب کے سب ایک کونسل نے رد کر دیئے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے بانیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیچھے کوئی تحریری مواد نہیں چھوڑا نہ انھوں نے اپنے حواریوں کو اس قسم کی کوئی ہدایت کی مگر پال نے عیسائیت کا پودا لگایا۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عیسائیت کی تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات نہیں بلکہ بعد میں آنے والے مختلف لوگوں کی تعلیمات ہیں جو ان سے منسوب کر دی گئیں۔

### کنفیوشزم

کنفیوشزم مذہب کا بانی کنفیوشس (۵۵۱ قبل مسیح تا ۴۷۹ قبل مسیح) ہے۔ یہ چین کا نہایت ہی دانا انسان تھا۔ یہ معلم تھا فلاسفر تھا اور مصلح تھا۔ پیغمبر نہ تھا اسکے زمانے میں چین بد نظمی کا شکار تھا، معاشی اور معاشرتی ناہمواریاں تھیں اس کی تعلیمات میں خاندان کو منظم کرنا اور امن قائم کرنا تھا۔ کنفیوشزم کو گو مذہب کہا جاتا ہے مگر عام معنی میں یہ مذہب نہ تھا کیونکہ اس مذہب کی نہ کوئی مذہبی کتاب تھی، نہ عبادت خانے، نہ عبادت

کرنیوالے یہ ایک فلسفیانہ نظام تھا۔

### تاؤ ازم

تاؤ ازم کا تعلق لاؤ زو سے تھا۔ یہ کنفیوشزم کی طرح دو ہزار برس تک چینی زندگی کا اہم حصہ رہا ہے۔ یہ کنفیوشزم کے متوازی چلتا رہا اس نے چین میں بدھ مت کی ترقی و تبدیلی میں مدد دی۔ کنفیوشزم نے معاشرتی ہمواری اور عملی زندگی پر زور دیا۔ تاؤ ازم نے انفرادی زندگی اور طمانیت پر زور دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ جب انسان فطری راستے پر چلے گا تو واحد کے ساتھ ہو جائیگا۔ اور امن تو ازن اور خوشی کی زندگی حاصل کرے گا۔<sup>۱</sup>

### سکھ ازم

یہ اسلام اور ہندو مت کا مجموعہ ہے اس کا بانی گرو نانک (۱۴۶۹ء سے ۱۵۳۹ء) ایک ہندو ریوینوٹکونڈی کا بیٹا تھا۔ پندرھویں صدی میں برصغیر میں اسلامی حکومت کے بعد ہندو مسلم رابطے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بہت سے ہندو مسلمان ہو گئے۔ گرو نانک کا مقصد یہ تھا کہ ہندو مذہب اور اسلام کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے وہ کبیر اور مسلم صوفیا سے متاثر تھا۔ اس نے ہندوؤں کے بہت سے عقائد و اعمال کو رد کر کے اسلامی عقائد و اعمال کو قبول کیا۔ اس نے اسم ذات اللہ چھپنے پر زور دیا، بتوں اور تصاویر کی پرستش کو رد کیا۔ دریاؤں میں نہانا، شراب نوشی اور سگریٹ و حقہ نوشی کو رد کیا۔ اس کی مذہبی کتاب گرنٹھ صاحب ہے جو دس گروؤں کی نگارشات پر مشتمل ہے۔ یہ سکھ مذہب کی مقدس کتاب ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ ہندو مت، بدھ مت، زرتشت، یہودیت، نصرانیت، کنفیوشزم، تاؤ ازم، سکھ مت اور دوسرے مذاہب پر مذہب کی تعریف لاگو نہیں ہوتی کیونکہ ان کے ہاں ان سوالات کے اطمینان بخش جوابات نہیں۔

- ۱۔ حقیقت مطلقہ کی نوعیت کیا ہے؟
- ۲۔ انسانی معاشرے کی تعمیر و تشکیل کس طرح کی جائے؟
- ۳۔ کائنات کو کس طرح کنٹرول کیا جائے؟
- ۴۔ کائنات سے ہمارا رشتہ کیا ہے؟
- ۵۔ حیات بعد الموت میں کامیابی کس طرح حاصل کی جائے؟

لیکن جب ہم دین فطرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو یہاں ہمیں ان تمام سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے ہی سے دین فطرت کے نفاذ اور قیام کی کوششیں ہوتی رہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹے شیث علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام اہم انبیاء گزرے۔ حضرت نوح علیہ السلام ۹۵۰ سال تک تبلیغ کرتے رہے۔ سوائے چند افراد کے کوئی مسلمان نہ ہوا۔ منکرین طوفان نوح کی نظر ہو گئے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے دین فطرت کی تبلیغ اور قوم عاد کی اصلاح کے لئے کوشش کی لیکن اپنی سرکشی کی وجہ سے وہ تیز ہواؤں کی نظر ہو گئے۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام نے بھی کوششیں کیں مگر سرکشی کی وجہ سے ان کی قومیں اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جنہوں نے مصائب کا مقابلہ کیا اور شام و حجاز میں دین فطرت کے مراکز قائم کر کے رہے۔ ابتدائی زمانے میں شام سے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام ظاہر ہوئے اور آخری زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔

سرزمین حجاز سے ابتدا میں حضرت اسماعیل اور آخر میں حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صحیح معنوں میں مذہب فطرت کو قائم اور جاری کیا تاریخ انسانیت میں ان کو دین فطرت کا خدا کہا جاسکتا ہے۔ دین فطرت کی ساری شعاعیں اسی مرکز سے پھوٹ رہی ہیں۔ قرآن کریم میں تقریباً ۶۷ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام نامی آیا ہے۔ بعض آیات میں ان کے پیغام توحید کا ذکر اور ان کی پیروی کی تاکید کی گئی ہے ۲۔



### برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر کا اعتراف

اسلام کے متعلق جو غلط تاثر پیش کیا جا رہا ہے اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام نہایت پُر امن اور خوبصورت دین ہے جو تمام مخلوق کو محبت سکھاتا ہے اور غفور رازک اور دانا دیتا ہے۔ مسلمانوں سے میل جول اور تعلقات کا سب کو فائدہ پہنچے گا۔ (معارف رضا، (کراچی) اپریل ۲۰۰۰ء، ص ۳۲)

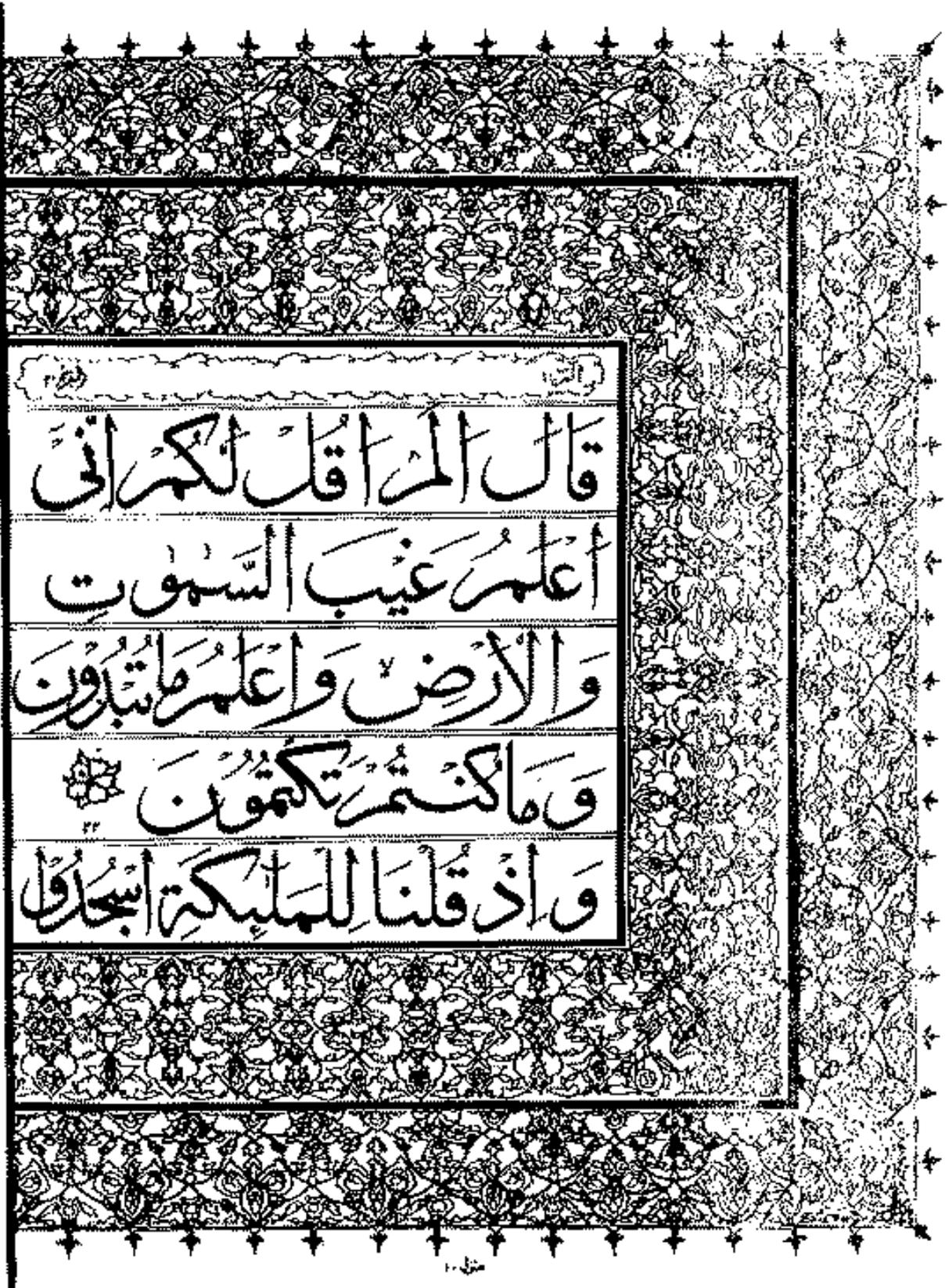
- 
- ۱۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ہندوؤں کا برہما، حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں۔ یہودیت و عیسائیت تو ابرہیمی الاصل ہے ان کا دعویٰ بھی یہی ہے..... یہودی حضرت ابراہیم کو ابرام کہتے ہیں اور عیسائی ابراہام۔
- ۲۔ قرآن کریم، سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۳۵، ۱۳۶، ۲۵۸..... سورۃ آل عمران آیت ۶۷، ۹۵، ۱۲۵..... سورۃ انعام آیت نمبر ۱۶۱..... سورۃ الزخرف آیت نمبر ۲۶..... سورہ حج، آیت نمبر ۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَعْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

آٹھواں باب

## دین فطرت..... اسلام

اب ہم اس دین فطرت کے بارے میں عرض کریں گے جو تمام رسولوں کا دین ہے جو تمام نبیوں کا دین ہے جو تمام انسانوں کا دین ہے یعنی اسلام..... اسلام کے معنی ہیں جھکنا، نہ پتھروں کے سامنے نہ درختوں کے سامنے نہ ستاروں کے سامنے نہ چاند و سورج کے سامنے نہ اپنے اور نہ اپنے ہم جنسوں کے سامنے۔ بلکہ ایک اللہ کے سامنے۔ یہی وہ تصور توحید ہے جس نے انسان کی بکھری ہوئی قوتوں کو یکجا کر کے کمزور و ناتواں انسانوں کو اتنا طاقتور اور باہمت بنا دیا کہ دنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی تھی، یہ خیال محض خیال نہیں، ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ہمیں ہر قسم کے تعصبات کو چھوڑ کر اسلام کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ وہ ہمارا اپنا مذہب ہے ہم اس سے جدا ہو گئے، ہم نے اس کو چھوڑ دیا، ہم کھائیوں میں بھبک رہے ہیں، ہم جنگلوں اور صحراؤں میں خاک چھان رہے ہیں، ہمیں اپنے گھر آتے شرم آتی ہے۔ بھلا اپنے گھر میں آتے بھی کسی کو شرم آتی ہوگی؟ ذرا غور تو کریں..... علم و دانش نئی کروٹیں لے رہے ہیں، برسوں کا جمود ختم ہو چکا ہے۔ نیاز ذہن بیدار ہونے کے لئے انگڑائیاں لے رہا ہے، آنکھیں مسل رہا ہے، ادھر ادھر دیکھ رہا ہے..... اے کاش! علم و دانش دین فطرت کو دیکھ لیتے..... ہم نے تنگ دلی سے بہت کچھ گنوا یا..... اگر سائنسداں ہوش و خرد اور چشم دل سے قرآن پڑھ لیتے تو صدیوں پہلے ترقیوں کی منزلیں طے کر لیتے..... وحی الہی کی



قَالَ الْمَلِكُ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي  
 أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ  
 وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ  
 وَمَا كُنْتُمْ تَكْفُونَ ﴿١٠٦﴾  
 وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

بجلیوں کو چھوڑ کر عقل و دانش کی بیساکھیوں کے سہارے لنگڑے لولوں کی طرح گھسٹ رہے ہیں..... ہاں اسلام کا یہ سارے انسانوں پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں تصور توحید عطا فرما کر ہمارے فکر و نظر میں ایک انقلاب پیدا کر دیا..... ہم کو جینا سکھایا، ہم کو مرنا سکھایا۔ قرآن کریم میں اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا۔

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ  
مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۱

ترجمہ: اور اس سے بہتر کس کا دین جس نے اپنا منہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیکی والا ہے اور اسے اتباع کی ابراہیم کی ملت کی، جو ہر باطل سے جدا تھا۔

انسان ہی کیا اللہ کے آگے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب جھکے ہوئے ہے..... اس حقیقت کو قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا۔

وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ  
يُرْجَعُونَ ۲

ترجمہ: اور اسی کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اور مجبوری سے اور اسی کی طرف پھریں گے۔

انسانی وجود میں خیال ایک بڑی قوت ہے جو پورے وجود کو کنٹرول کرتا ہے۔ جب خیال اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے تو ایک عظیم قوت ثابت ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

۱۔ قرآن کریم، سورۃ النساء، آیت ۱۲۵

۲۔ قرآن کریم، سورۃ آل عمران، آیت ۸۳

### بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۱

ترجمہ: تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہونیو کا رتو بیشک اس نے مضبوط گرہ تھامی۔

بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ مذہب کو ہماری ضرورت ہے لیکن قرآن کریم بار بار انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ دین فطرت یعنی اسلام ان کی ضرورت ہے اسی لئے جن لوگوں نے مسلمان ہو کر حضرت محمد ﷺ پر اپنا احسان جتایا تو اللہ نے فرمایا۔

يٰمُنُوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَا تَمْنُوْا عَلَيَّ اِسْلَامُكُمْ  
بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدَيْتُكُمْ لِلاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ  
صٰدِقِيْنَ ۲۰

ترجمہ: وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ دین فطرت کا آغاز اسی وقت سے ہو چکا تھا جب نور محمد ﷺ کی تخلیق ہوئی اور اس کی تکمیل بھی حضرت محمد ﷺ نے فرمائی اس کا ذکر اس طرح قرآن کریم میں ہے۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِي  
وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۳

ترجمہ: اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی

۱۔ قرآن کریم سورہ لقمان، آیت نمبر ۲۲

۲۔ قرآن کریم، سورہ حجرات، آیت نمبر ۱۷

۳۔ قرآن کریم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۳

نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام دین کو پسند کیا۔

یہ خطاب دنیا کے سارے انسانوں سے ہے اس لئے سب انسانوں کو اس آیت کی طرف توجہ کرنی چاہئے..... دین فطرت اسلام سچ اور حق ہے اس کی حقانیت کی یہ بھی ایک روشن دلیل ہے کہ جب دوسرے مذاہب والوں نے عملی زندگی سے مذہب کو دور کر کے عبادت خانوں تک محدود کیا تو ترقی کی لیکن اس کے برخلاف مسلمانوں نے جب عملی زندگی سے دین فطرت اسلام کو دور کیا تو پستی میں گر گئے اگر دین فطرت بے جان ہوتا تو اس پر عمل کر کے مسلمان ترقی نہیں کرتے..... مسلمانوں کی ترقی اور تنزل دونوں دین فطرت کی حقانیت کی دلیل ہے..... جب عمل کیا تو ترقی کی اور جب چھوڑ دیا کرتے چلے گئے.....

دین فطرت کی سچائی کے بارے میں ایڈورڈ کلارڈ لکھتا ہے:-

”ایک مذہب جس نے ۱۳۰۰ برس تک لاکھوں انسانوں کی پیاس

بجھائی۔ مکر و فریب کے گہواروں میں نشوونما نہیں پاسکتا۔“

دنیا میں دین فطرت یعنی اسلام کے مقابلے میں بہت سے نظام ہائے حکومت ہیں۔ مثلاً سرمایہ دارانہ نظام جس میں محنت کے مقابلے میں دولت کو اہمیت دی جاتی ہے..... سوشلزم جس میں نہ دولت کو اہمیت دی جاتی ہے نہ محنت کو بلکہ معاشرے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ کمیونزم جس میں نہ معاشرے کو اہمیت دی جاتی ہے نہ دولت کو بلکہ محنت کو اہمیت دی جاتی ہے..... ان نظام ہائے زندگی کے مقابلے میں دین اسلام معاشرے کو بھی اہمیت دیتا ہے، محنت کو بھی اہمیت دیتا ہے اور دولت کو بھی اہمیت دیتا ہے..... دین اسلام وحدت انسانی کا داعی ہے اس میں سب انسانوں کو حقوق حاصل ہیں سب انسان آزاد ہیں..... ان کو اظہار رائے کی بھی آزادی ہے، رہنے سہنے کی بھی آزادی ہے۔

تعلیم کی بھی سہولت ہے، علاج کی بھی سہولت ہے، انصاف کی بھی سہولت ہے ہر ایک



حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو خطابات فرمائے ان کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ ان حضرات نے کس سچائی سے حکومت کی جس کی نظیر اس دور جدید میں نہیں ملتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

فَإِنْ أَحْسَنْتَ فَأَعِينُونِي وَإِنْ أَسَأْتُ فَفَقِّمُونِي.....<sup>۱</sup>

ترجمہ: اگر میں اچھے کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر میں برا کروں تو تم مجھے ٹھیک کر دینا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ: لوگو! مجھ پر تمہارے حقوق ہیں جن کو بیان کرتا ہوں، تم کو ان کے متعلق مجھ سے مواخذہ کرنے کا حق حاصل ہے۔<sup>۲</sup>

دین فطرت اسلام کی یہ خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے غیر مسلم بھی اسلام کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ پنڈت سوامی ولی کاند لکھتا ہے۔

”اگر اسلام میں اچھائی نہیں ہوتی تو وہ ایک دن قائم نہ رہتا، اس مذہب میں بے شمار خوبیاں ہیں۔“<sup>۳</sup>

اور ایچ اے آر گب لکھتا ہے۔

”اگر کبھی مشرق و مغرب کی مخالف قوتیں مل بیٹھنے کے لئے سوچیں تو اسلام کا بیج میں آنا لازمی شرط ہے۔“<sup>۴</sup>

اور جارج برنارڈشا لکھتا ہے۔

”میں نے محمد ﷺ کے مذہب کے لئے پیشگوئی کی ہے یہ کل سب

۱۔ تاریخ الکامل لابن اثیر (المتونى ۶۳۰)، مطبوعہ بیروت، ج ۲، ص ۲۲۴

۲۔ محمد رضا: الفاروق عمر بن الخطاب، مکتبۃ المکرمہ، ص ۵۶۔

۳۔ Swami Vivakanand: Hero of the World, pp 120 - 130

۴۔ Wither Islam, London, 1932, p. 389

کے لئے قابل قبول ہوگا جیسا کہ آج کے یورپ کے لئے قابل قبول ہو رہا ہے۔<sup>۱</sup>

اور بقول گرین لیز کے۔

”حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی بنیادوں پر ایک مکمل عالمی مذہب تشکیل دیا جاسکتا ہے۔<sup>۲</sup>

ایک اور فاضل ’لیسی ٹون لوٹن لکھتا ہے۔

”میں تو یہ کہوں گا کہ اسلام سارے عالم کے لئے مناسب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔“<sup>۳</sup>

فاضل موصوف نے جس حقیقت کا اظہار کیا ہے قرآن کریم نے صدیوں پہلے اس کا اعلان فرمادیا تھا۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝<sup>۴</sup>

ترجمہ: ”اور اے محبوب ﷺ ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝<sup>۵</sup>

ترجمہ: ”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔“

اسلام کی اس ہمہ گیر دعوت ہی کی وجہ سے دور جدید کے غیر مسلم اور غیر مذہبی

۱- Collection of writings of some Eminent Scholars, 1935, p. 77

۲- Duncan Green Lees: The Gospel of Islam, 1948, p-27.

۳- The Spaire, London, 1928.

۴- قرآن کریم، سورہ سبأ، آیت نمبر ۲۸

۵- قرآن کریم، سورہ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷

حکومتوں نے شعوری یا غیر شعوری طور پر اسلام کی جن باتوں کو اپنایا ان باتوں میں کبھی اکامی نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے ایک ہندو فاضل نے چند برس پہلے اپنی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ہندوستان میں کم از کم تعزیرات اور حدود کے قوانین ہی نافذ کر دے..... یہ مطالبہ نہایت ہی معقول تھا کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام دنیا کی ہر قوم اور ہر انسان کا مذہب ہے دوسری بات یہ ہے کہ دنیا میں جہاں کہیں تعزیرات و حدود کے قوانین نافذ کئے گئے وہاں کہیں بد امنی نہیں ہوئی..... اسلام کے مزاج میں سختی نہیں، نرمی ہے وہ غیر مسلموں کا دشمن نہیں دوست ہے اس کو دشمنی اس غلط فکر سے ہے جس نے اس کے دماغ میں بسیرا کیا ہے..... جتنی اسلامی حکومتیں ہیں وہاں غیر مسلم امن و امان سے رہ رہے ہیں مثلاً پاکستان ہی کو لے لیجئے یہاں کسی بھی غیر مسلم کو مذہبی بنیاد پر قتل کیا گیا نہ یہاں اس قسم کا کوئی قتل عام ہوا۔ حالیہ (۲۰۰۲ء-۲۰۰۳ء) دہشت گردی کے واقعات میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ جو چند ایک ظلم و بربریت کی مثالیں پائی گئی ہیں ان کا اسلامی یا ملکی قوانین سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اس قسم کی تمام کارروائیاں قابل لعنت و ملامت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے حق نے اور ذمہ دار دینی حلقوں نے اس کی ہرگز تائید نہیں کی۔ بلکہ سخت ترین الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ آپس میں لڑتے مارتے ضرور ہیں لیکن غیر مسلم امن و امان سے رہ رہے ہیں..... دنیا کی حکومتوں کا ماضی و حال ہمارے سامنے ہے کوئی بھی غیر مسلم عالمی سطح پر جائزہ لے تو اس نتیجے پر پہنچے گا کہ دین فطرت امن و سلامتی کا مذہب ہے ہاں اگر کسی کے حقوق پامال کئے جائیں تو یہ انسانی فطرت ہے کہ پہلے وہ شائستگی سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے پھر وہ اپنا حق لینے کے لئے لڑنے مرنے سے گریز نہیں کرتا..... اسلام نے چونکہ انسانوں کو بیدار کیا اور ان کو حوصلہ دیا اس لئے وہ حقوق لینے میں ظالموں کی گوشمالی

کرنے میں عالمی سطح پر نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔ مگر حقوق کے لئے جدوجہد کرنا کسی بھی معقول انسان کی نظر میں دہشت گردی نہیں بلکہ ایسی جدوجہد مستقبل میں امن کی ضمانت ہے.....

دین فطرت اسلام کی بعض خوبیوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اب بعض ممتاز خوبیوں کا سرسری جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ دین فطرت کی تصویر اور نکھر کر سامنے آجائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ دین فطرت تمام انسانوں کا دین ہے۔



پروفیسر راما کرشنا راؤ

(صدر شعبہ فلسفہ، آرٹس کالج میسور، بھارت)

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت کی مکمل صداقت بیان کرنا انتہائی مشکل ہے میں صرف اس کی ایک جھلک بیان کر سکتا ہوں“ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بحیثیت پیغمبر، محمد بحیثیت جرنیل، محمد بحیثیت پادشاہ، محمد بحیثیت سپاہی، محمد بحیثیت تاجر، محمد بحیثیت مبلغ، محمد بحیثیت فلسفی، محمد بحیثیت سیاست دان، محمد بحیثیت مصلح، محمد بحیثیت قیموں کے سرپرست، محمد بحیثیت غلاموں کے محافظ، محمد بحیثیت عورتوں کے نجات دہندہ، محمد بحیثیت حج، محمد بحیثیت روحانی پیشوا۔ ان تمام اعلیٰ کرداروں اور ان تمام انسانی قدروں میں آپ ہی ہو کی مانند تھے۔“

(ماہنامہ پیشوا، دہلی ”رسول نمبر“ مطبوعہ ۱۹۲۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُصَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## نواں باب

### دین فطرت کے خلاف تحریکیں

دین فطرت کے لئے عالمی بیداری کی لہر نے اس کے مخالفین کو مجبور کیا کہ وہ ایسے باغیانہ مذہب کو ایجاد کریں جو دین فطرت کے اثرات کو زائل کر دے اس ایجاد میں غلط کار مذہبی رہنماؤں کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے اور مذہب کے باغیوں کا بھی.....

دور جدید میں مذہبی رہنماؤں سے مایوس ہو کر انسان بہت ہی پستی میں چلا گیا جہاں سے بلند ہونا بہت ہی مشکل نظر آتا ہے۔ البتہ اور پست ہونا آسان معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں ریاست کیلیفورنیا کے مشہور شہر ”سان فرانسسکو“ کے ڈاکٹر ”ایٹھونی لانی“ نے شیطانی مذہب کا دعویٰ کیا اور انجیل الشیاطین کے نام سے ایک کتاب بھی شائع کی جس کا مرکزی خیال یہ ہے کہ برائی اور غلط کام ایک مقدس عمل ہے، شیطان لائق عبادت اور قابل احترام ہے، معاذ اللہ! اس کی پرستش باعث عبادت ہے..... ڈاکٹر لانی نے شیطان کی عبادت کے لئے ایک عبادت خانہ تعمیر کرایا جس کا نام کلیسیا یا معبد الشیطان رکھا۔ اس حقیقت کا اس وقت انکشاف ہوا جب رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۷ء میں مصری فوج نے قاہرہ میں چھاپہ مار کر اس مذہب کے ماننے والوں کو گرفتار کیا جن میں بیشتر اسکولوں، کالجوں کے طلبہ اور یہودی و عیسائی کھاتے پیتے گھرانوں کے نوجوان تھے۔

اس مذہب میں موسیقی کو مقدس سمجھا جاتا ہے، پوپ میوزک کا تعلق اسی سے ہے جو

ہمارے معاشرے میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ لوگ شناخت کے لئے چمڑے کے بنے ہوئے لباس پہنتے ہیں جن پر کھوپڑیوں کی خوفناک تصاویر اور زوردار جملے ہوتے ہیں۔ اکثر انسانی کھوپڑیوں پر ضرب کے نشان (X) کی صورت میں ہڈیاں درمیان میں ہوتی ہیں یہ ان کا مذہبی نشان ہے ان لوگوں کی چند نشانیاں یہ ہیں۔

- ۱۔ لمبے لمبے بال رکھتے ہیں
- ۲۔ ناخن بڑھانا کا رٹو اب سمجھتے ہیں
- ۳۔ اپنے جسموں پر مختلف جنگلی جانوروں کی شکلیں یا اپنا مونوگرام بناتے ہیں
- ۴۔ خواتین چہرے کو سیاہ رکھتی ہیں، گہرا سرخ رنگ استعمال کرتی ہیں

- ۵۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آزادانہ جنسی ملاپ کرتے ہیں
- ۶۔ مخصوص طریقے سے آگ کی عبادت کرتے ہیں اور انجیل اشیاطین پڑھتے ہیں، جس میں شیطان کی مظلومیت کا ذکر ہوتا ہے
- ۷۔ تبلیغ کے لئے فائیو اسٹار ہوٹلوں میں میوزک کا پروگرام کرتے ہیں۔

- ۸۔ بچوں کے قتل کو باعث اجر و ثواب جانتے ہیں کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے

مصری عالم شیخ نصر فرید نے اس مذہب کے لوگوں کو مرتد اور واجب القتل قرار دیا ہے جس کی ازھر یونیورسٹی قاہرہ کے شیخ الجامعہ سید طنطاوی نے تصدیق کی ہے

شیطانی مذہب کی تفصیلات آپ نے ملاحظہ کیں یہ نتیجہ ہے مذہبی رہنماؤں کی بد اعمالیوں کا اور عالمی سطح پر دین فطرت کو نہ اپنانے کا اگر دین فطرت کو اس کی اپنی صحیح اسپرٹ کے ساتھ اپنایا جاتا تو یہ حال نہ ہوتا۔ ایک اور خبر ملاحظہ فرمائیں۔

برطانیہ کی ”جن اینڈ کمپنی“ نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا عنوان ہے God and Goddesses یہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب اسلام آباد کے فرا بلز انٹرنیشنل اسکول (Froebel's International School) کے نصاب میں تھی اور اس احتیاط سے پڑھائی جاتی تھی کہ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو۔ نصاب کی یہ کتاب طلبہ کو باہر لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ اس کتاب کا مقصد وحید بچوں کو اللہ کے خلاف بغاوت پر اکسانا، نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑانا اور اسلامی تصورات کے بارے میں پراگندہ کرنا ہے۔

ایک اور خبر ملاحظہ فرمائیں۔ انٹرنیٹ پر قرآن مجید کی چار جعلی سورتیں پیش کی جا رہی ہیں جن کے نام اور مضامین دل سے گھڑ لئے گئے ہیں اور یہ سب کچھ بین الاقوامی سطح پر ہورہا ہے۔ سورتوں کے نام اور موضوعات یہ ہیں جن سے ان کے اغراض و مقاصد کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

- ۱۔ سورۃ تسجد (حضرت عیسیٰ کے بارے میں پندرہ آیات)
- ۲۔ سورۃ الایمان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواریوں کے بارے میں دس آیات)
- ۳۔ سورۃ المسلمون (گیارہ آیات میں توریت اور انجیل کو چھوڑنے والوں کے لئے وعیدیں اور حضور ﷺ کو گمراہ کرنے والا کہا گیا ہے (معاذ اللہ))

۴۔ سورۃ الوصایا (سولہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم النبیین

اور شریعت منسوخ کرنے کا مختار بتایا گیا ہے<sup>۱</sup>۔

ایک اور خبر امریکہ کے ڈاکٹر شبیر احمد کی کتاب ”دستک“ سے معلوم ہوتی ہے<sup>۲</sup>۔ اور وہ یہ کہ کلام اللہ کے الفاظ بدلے جا رہے ہیں حروف تبدیل کئے جا رہے ہیں اعراب گرائے جا رہے ہیں آیات کے نمبر آگے پیچھے کئے جا رہے ہیں یہاں تک کہ قرآن کریم کی سورتوں کے نام بدل کر نامانوس نام دیئے جا رہے ہیں یہ سب کچھ خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز کے نام سے ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء میں ملک فہد پرنٹنگ پریس مدینہ منورہ سے طبع ہونے والے مصحف المدینہ میں موجود ہے یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ زمانہ جب اہل مغرب نے صحرائے طوفان کے عنوان سے عراق پر حملہ کیا تھا..... مغرب کی یلغار اہل عرب کی جدید محکومی، مسلمانوں پر بنیاد پرستی کے الزامات، ملت اسلامیہ میں بیداری کے آثار اور رجوع الی القرآن کی مدہم آواز کے پس منظر میں اس تبدیلی کو سمجھنے میں وقت نہ ہوگی جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔

بہتر تو یہی تھا کہ دور جدید کے دانشور ”جارج برنارڈ شاہ“ کی اس پیشگوئی پر غور و فکر کرتے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا لیکن اس کے برخلاف ایک تو وہ کوششیں کی گئیں جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا اور ایک یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ وحدۃ الادیان کا ایک جدید تصور پیش کیا گیا۔ یہود و نصاریٰ نے رسائل و جرائد اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے دنیا بھر کے انسانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ اسلام، عیسائیت، یہودیت میں سے کوئی سا بھی مذہب رکھتے ہوں اس بنیاد پر وحدۃ الادیان کے پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں یہ تینوں ادیان آسمانی صحائف

۱۔ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام، گوجرانوالہ شمارہ ستمبر ۱۹۹۸ء ص ۲۵-۲۹۔

۲۔ پاکستان اشار (کینیڈا)، شمارہ ۲۶ مئی تا یکم جون ۱۹۹۸ء... ”دستک“ ”نیا قرآن“ آڈاکٹر شبیر احمد (فلوریڈا۔ امریکہ)

پڑنی ہیں..... اس کے لئے ان کی تجویز یہ ہے کہ یونیورسٹیوں، ہوائی اڈوں اور دیگر مقامات پر مسلمانوں کی مسجد عیسائیوں کا گرجا اور یہودیوں کے ہیگل یکجا تعمیر کر دیئے جائیں اور قرآن، توریت و انجیل کو ایک ہی جلد میں شائع کیا جائے..... بظاہر یہ خیال اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن جب عیسائیت و یہودیت دونوں اسلام سے ٹوٹ کر وجود میں آئی ہیں تو پھر کیوں نہ یہ دونوں اپنے گھر اسلام میں چلے جائیں..... اس کے علاوہ قرآن کریم تاریخ کی سب سے سچی کتاب ہے تو یہ توریت و انجیل کے ساتھ کیوں شائع کی جائے جب کہ ان کے نام ہی نام ہیں اور متن محققین کے لئے مشکوک ہے جس میں انسانی تخلیقات بھی شامل ہیں۔

عرب دنیا میں تحریک وحدۃ الادیان کے خلاف کافی چرچا ہے۔ اخبار المسلمین کے متعلقہ صفحات میں ڈاکٹر محمد جبرال انفی نے لکھا ہے۔ کہ جب وہ فرانس میں زیر تعلیم تھے تو وہاں اخوت ابراہیمی کے نام سے ایک تحریک چلائی گئی جس میں کہا گیا کہ مسلمان، عیسائی، یہودی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معنوی اولاد ہیں اس لئے ان ادیان کے ماننے والوں کو ایک جھنڈے تلے جمع ہو جانا چاہئے۔ یہی تحریک آگے چل کر وحدۃ الادیان کے نام سے سامنے آئی۔



۱۔ مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل حوالے مطالعہ کریں۔

۱۔ ماہنامہ منار الہدی، بیروت، شمارہ ۵۲، مارچ ۱۹۹۷ء

۲۔ ہفت روزہ المسلمون شمارہ ۳۱، جنوری ۱۹۹۷ء

۳۔ ہفت روزہ لندن، شمارہ ۹ تا ۱۰ فروری ۱۹۹۷ء

۴۔ ماہنامہ نور الحیب بھیر پور، پاکستان، شمارہ مئی ۱۹۹۷ء

۵۔ ماہنامہ کنز الایمان (لاہور) شمارہ اگست ۱۹۹۷ء

फिर सन्तम समां नहीं होई

تسلی ہن ست مت گنوئی

تسلی داس یہ بات سچ کہتا ہے -

बुलसी बचन सत मत गोई

ادشق العقائد

بابا نانک کی نصیحت

پہلا نام خدا کا اور دوسرا نام رسول تیرا کلمہ پڑھ لے نانا کا جو درگ پوین قبول  
یعنی پہلا نام خدا اور دوسرا نام رسول کا تیرا کلمہ پڑھ لے نانا کا تاکہ اللہ کی درگاہ میں قبول ہو

گوسائیں تکیجی داس کی نصیحت

کافی پر بت یاد ہن تیر تھ بھی نا کام بیکنڈ باس نپائی بنا محمد نام

گو کبیر داس کی نصیحت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَاتَانَا اللَّهُ كَابَانَا داس کبیر ہن کو بیٹھا اگھا سوت پُرانا  
اور بہت سی کچھ بشارتیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ایک  
مذہب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ بسبب طوالت کے درج نہیں کی گئیں۔ طالب حق  
کے لیے اس قدر کافی ہے۔ اب ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت  
اور مقبولیت پر علاوہ کتب مذکورہ بالا وہ شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ جن کو آپ  
کے رب نے اس زمانہ کے اندر بھی مخالفین کے حق میں حج قاہرہ اور براہین باہرہ  
قائم کر دی ہیں ان کے بعد وہی انکار کر سکتا ہے جو شقی ازلی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 مُحَمَّدٌ هُوَ نَصَلِیُّ وَنَسَلَمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دسواں باب

## دین فطرت کی چند جھلکیاں

دین فطرت اللہ کی رحمت ہے لیکن بہت سے انسانوں نے اس رحمت کو جاننا نہ پہچانا..... جاننا

تو یہ جاننا کہ

- ۱۔ یہ ظالم و جابر ہے، یہ جنگ جو ہے، یہ خون آشام ہے۔ (معاذ اللہ)
- ۲۔ یہ عورتوں کو قید کرتا ہے، عورتوں پر ظالمانہ پابندیاں لگاتا ہے۔ (معاذ اللہ)
- ۳۔ سود کو حرام کر کے معیشت تباہ کرتا ہے۔ (معاذ اللہ)

یہاں سرسری طور پر انہی تین نکات پر روشنی ڈال کر ہم بتائیں گے کہ دین فطرت اسلام کتنا روادار ہے، کتنا غمخوار ہے..... عورتوں پر کتنا مہربان ہے، کیسا رحیم و کریم ہے..... ڈوہتی معیشت کو کس طرح سنبھالا دے کر بام عروج تک پہنچایا کہ معاشرے میں کوئی مانگنے والا نہیں رہتا، سب دینے والے بن جاتے ہیں..... دین فطرت ایک نظریہ ہی نہیں ایک عظیم تجربہ ہے جس پر دور قدیم اور دور جدید کی تاریخیں گواہ ہیں..... اصل بات یہ ہے کہ یہ عیاشیوں کو پسند نہیں کرتا، دنیا کے عیاش اس کو پسند نہیں کرتے اور اس کو تہہ و بالا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں..... ان کو یہ ڈر کھائے جاتا ہے کہ دین فطرت نافذ نہ ہو جائے۔ کہیں عیاشیاں ختم نہ ہو جائیں..... کہیں عدل و مساوات قائم نہ ہو جائے..... کہیں محبت کی عملداری نہ ہو جائے..... کہیں نفرتیں ختم نہ ہو جائیں..... کہیں مظلوموں کے ہاتھ ظالموں کے گریبان تک نہ پہنچ جائیں..... کہیں فریادیوں کی داد ری نہ ہو جائے..... کہیں

زیر دست زبردستوں پر نہ چھا جائیں۔ کہیں غلام، آقا نہ بن جائیں..... کہیں بھیک مانگنے والے بھیک نہ دینے لگیں۔ کہیں غریبوں کو چین نہ مل جائے..... کہیں فقیروں کو آرام نہ مل جائے..... کہیں تڑپتے بھوکوں کو کھانا نہ مل جائے..... کہیں سسکتے پیاسوں کو پانی نہ مل جائے..... کہیں بلکتے بچوں کو شیر مادر نہ مل جائے..... کہیں انسانیت کا بول بالا نہ ہو جائے..... کہیں ہمدردی نہ جاگ اٹھے..... کہیں سفاکی سوتی نہ رہ جائے..... کہیں خون ریزیاں پامال نہ ہو جائیں..... انہیں اندیشوں نے عیاشوں کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں..... اس لئے ضروری ہے کہ دین فطرت اسلام پر جو الزام تراشیاں کی جاتیں ہیں ان کی وضاحت کی جائے تاکہ دور جدید کا پڑھا لکھا انسان انصاف کر سکے، اپنی سوچ بدل سکے۔ کھرا اور کھوٹا الگ کر سکے..... یہاں دین فطرت اسلام کی صرف چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں جہاں تک دین فطرت اسلام کے جبر و ظلم کا تعلق ہے تو میں عرض کروں گا کہ یہ ایسا روادار ہے شاید تاریخ نے بھی ایسی رواداری نہ دیکھی ہو.....

### رواداری

دین فطرت اسلام میں رواداری کا جو عظیم تصور ہے وہ تاریخ میں کہیں نہیں ملتا حتیٰ کہ دور جدید میں بھی نہیں ملتا جو تہذیب و تمدن کا داعی ہے، راقم یہاں سرسری طور پر اسلام کے اس روشن پہلو پر روشنی ڈالتا ہے تاکہ قارئین کرام حقائق کی روشنی میں یہ فیصلہ کر سکیں کہ جنگ جوئی اور مہم جوئی کے حوالے سے دین فطرت اسلام کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا وہ سراسر جھوٹ ہے اور تاریخی حقائق پر مبنی نہیں۔

حضرت محمد ﷺ ۶۱۰ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، ۶۱۰ء میں دین فطرت اسلام کی طرف دعوت کا آغاز کیا اور اس کے نتیجے میں اپنے ہم وطنوں کے ظلم و ستم سے یہاں تک کہ ۶۲۲ء میں وطن عزیز چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی لیکن ہتھیار نہ اٹھائے، لیکن

آپ کے دشمنوں نے یہاں بھی چین لینے نہ دیا اور مکہ معظمہ سے چار پانچ سو کلومیٹر کی مسافت طے کر کے مدینہ منورہ اور اس کے مضافات میں پے در پے حملے کئے۔ چنانچہ ۲ھ / ۶۲۳ء میں غزوہ بدر آپیش آیا..... ۳ھ / ۶۲۵ء میں غزوہ احد پیش آیا۔ ۴ھ / ۶۲۵ء میں غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ اور ۵ھ / ۶۲۸ء میں غزوہ خندق پیش آیا۔ یہ سارے حملے اہل مکہ نے کئے..... پھر حیران کن بات یہ ہے کہ ۶ھ / ۶۲۸ء حضرت محمد ﷺ بغیر کسی ہتھیار کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر مکہ کی طرف حج و عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے جہاں سے گزشتہ چار سال سے برابر حملے کئے جا رہے تھے جو آپ کے دشمنوں کا مرکز تھا..... آپ نے اپنے عمل سے یہ بتا دیا کہ آپ جنگ نہیں، محبت چاہتے ہیں، کوئی فوجی جرنیل ایسا نہیں کر سکتا کہ جس شہر سے اس کے خلاف جنگ لڑی جا رہی ہو اس شہر میں وہ امن کا پیغام لے کر جائے..... بہر حال آپ مکہ کی سرحد حدیبیہ پر ٹھہر گئے اور اہل مکہ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت نہ دی اور ایک معاہدہ طے پایا جس کے نتیجے میں آپ کو حج و عمرہ کئے بغیر چار پانچ سو میل واپس جانا پڑا۔ آپ نے اس کوفت کو برداشت کیا اور اہل مکہ سے جھگڑا نہ کیا، اس سے آپ کے تدبر و تحمل اور قوت برداشت کا اندازہ ہوتا ہے..... ۸ھ / ۶۳۰ء میں جب اہل مکہ نے اپنے عمل سے خود یہ معاہدہ توڑا تو آپ پوری تیاری کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور اس شہر کو فتح کیا مگر اس شان سے کہ تلواریں نیام میں رکھنے اور قتال سے ہاتھ روکنے کا حکم دے دیا گیا جو نہایت ہی حیران کن ہے، ایسے موقعوں پر تو دنیا کے فوجی جرنیل اور بادشاہ اپنے دشمنوں کی لاشوں کے پشتے لگا دیا کرتے ہیں۔ کسی بے گناہ کو قتل نہیں کیا گیا اور اعلان کر دیا گیا۔

آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

۱۔ غزوہ اس جنگ کو کہا جاتا ہے جس میں حضرت محمد ﷺ خود شریک ہوئے.....

ان آزاد ہونے والوں میں ہندہ نامی وہ خاتون بھی تھیں جنہوں نے غزوہ احد میں حضرت محمد ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنے غلام وحشی سے خنجر کے وار سے شہید کرایا اور آپ کے ایک ایک عضو کو علیحدہ کیا۔ حضرت محمد ﷺ کے سامنے آپ کے جگر کو چبایا اور کیا کچھ نہ کیا۔ ایسی عورت کو کون معاف کر سکتا ہے مگر حضرت محمد ﷺ نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ اس سے آپ کی انتہا درجہ کی وسعت قلبی کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۱ھ/۶۳۲ء تک حضرت محمد ﷺ نے آٹھ نو سالوں میں اپنے دشمنوں سے جو جنگیں لڑیں ان میں دونوں جانب کے ایک ہزار سے زیادہ افراد شہید اور قتل نہ ہوئے اتنے لوگ تو ہمارے بڑے شہروں میں سڑکوں پر ہر سال مرجاتے ہیں اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، حضرت محمد ﷺ نے اتنا کم خون بہا کر کتنا بڑا انقلاب برپا کیا۔ اس تاریخی حقیقت پر غور و فکر کرنا چاہئے۔

اصل غلط فہمی ان آیات سے پھیلائی گئی جو ہنگامی نوعیت کی تھیں اور جن میں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا، یہ حکم ہر وقت کے لئے نہ تھا بلکہ ایک خاص وقت اور خاص صورت حال کے لئے تھا اور ہے اس حقیقت کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔

چوں کہ مسلمان اپنے دشمنوں سے جنگ میں مصروف تھے اور قرآن کریم نازل ہو رہا تھا، حضرت محمد ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق جہاد کر رہے تھے اور موقع دخل سے اللہ کے احکام مل رہے تھے، اس قسم کی آیات میں انہیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو قتل کرنے کے لئے آئے تھے دوسروں کو نہیں..... جب کہ اس دور میں تہذیب و ترقی کی دعویٰ دار تو میں معصوم انسانوں کو بے دریغ قتل کر رہی ہیں۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ اسلامی جہاد یا اسلامی جنگ نہ زن کے لئے

۱۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۹۱..... سورہ نساء، آیت نمبر ۸۹،..... ۹۱..... سورہ توبہ، آیت

نمبر ۱۱۱..... سورہ صف، آیت نمبر ۴..... سورہ منزل، آیت نمبر ۲۰

ہوتی ہے نہ زر کے لئے اور نہ زمین کے لئے اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ کے بندوں کو دین فطرت پر عمل کرانا اور انسانوں کی بھلائی کے لئے دین فطرت کی حکومت قائم کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی کسی قوم کی عورتوں کو چھیننے یا اغواء کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے یا کسی کی دولت لوٹنے کے لئے جنگ کرتا ہے یا کسی کی زمین پر قبضہ کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے یا کسی کو خواہ مخواہ زیر کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے تو یہ دین فطرت میں حرام اور ناجائز ہے۔ ایسی جنگ کوئی بھی مسلمان لڑے وہ حرام ہے، وہ ہرگز جہاد نہیں۔

دین فطرت میں جہاد بڑی مقدس جنگ ہے اس جنگ میں جس رواداری سے کام لیا جاتا ہے دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہاں صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں: ۱۱ھ میں حضرت محمد ﷺ شام کی طرف ایک لشکر بھیج رہے تھے اسی سال آپ کا وصال ہوا، لشکر کو آپ نے جو ہدایات دیں وہ اب زر سے لکھنے کے قابل ہیں، کسی کمانڈر نے اپنی فوج کو یہ ہدایات نہ دی ہوں گی، ملاحظہ فرمائیں، آپ نے فرمایا۔

۱۔ وہاں تمہیں خانقاہوں میں گوشہ نشین راہب ملیں گے خبردار ان سے تعرض نہ کرنا۔

۲۔ دیکھو عورت، شیر خوار بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا۔

۳۔ نہ کھجور یا دوسرا درخت کا ٹٹا، نہ کوئی عمارت مسمار کرنا۔

دور جدید میں تہذیب و تمدن کے دعویدار عبادت گاہیں بھی تباہ کرتے ہیں، عابدوں کو بھی شہید کرتے ہیں، آن کی آن میں عورتیں، شیر خوار بچے اور بوڑھے سب قتل کر دیئے

۱۔ عبدالقیوم: خطبات نبوی، لاہور ص ۱۸۰-۱۸۶

نوٹ: ڈاکٹر ہانس کروڑے نے حالت جنگ میں اسلام کی رواداری کا ذکر کیا ہے۔

(i) The Foundation of International Islamic Jurisprudence, Karachi, p 17.

(ii) ڈاکٹر گستاویلی بان: تمدن عرب، حیدرآباد (دکن)، ص ۱۲۲

جاتے ہیں..... عمارتیں مسمار کر دی جاتی ہیں، گلشن ویران کر دیئے جاتے ہیں..... افسوس ہم دین فطرت کی رحمتوں سے محروم ہیں۔

ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ (T. W. Arnold) نے بڑی دل لگتی بات کہی ہے:-

On the whole, unbelievers have enjoyed under Muhammadan Rule a measure of Tolarence the like of which is not to be found in Europe, untill quite modern time.<sup>1</sup>

”مجموعی طور پر غیر مسلموں نے مسلمانوں کی حکومت میں جس شان کی رواداری سے لطف اٹھایا اس کی مثال یورپ میں اس جدید دور میں بھی نہیں ملتی۔“

### عورت

دین فطرت نے خواتین کے بارے میں مردوں کو بہترین شعور دیا، عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا جس کی شہادت قرآن حکیم سے ملتی ہے<sup>۲</sup>..... برصغیر میں بیوہ عورت کو مردہ شوہر کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا<sup>۳</sup>..... یورپ میں جادوگری اور بہت سے معمولی الزامات میں ہزاروں عورتوں کو زندہ جلا دیا گیا<sup>۴</sup>..... اس کی شہادت بھی تاریخ سے ملتی ہے۔ ہمارے دور میں تہذیب جدید کے متوالے اس قسم کے جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔..... ایام جاہلیت میں لڑکی کی ولادت پر باپ منہ بسورا کرتے تھے جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود

۱- T.W.Arnold: The Preaching of Islam, Lahroe, 1950 p. 420

۲- قرآن کریم، سورۃ تکویر، آیت نمبر ۸-۹

۳- ڈاکٹر گستاوی بان: تمدن ہند (ترجمہ اردو)، کراچی ۱۹۶۲ء، ص ۲۳۸، سفر نامہ ابن بطوطہ، کراچی

۱۹۸۶ء ص ۳۶-۳۷

۴- نیاز چھوڑی صحابیات، ص ۱۱

ہے..... دین فطرت اسلام نے عورت کو زمیں سے اٹھا کر آسمان تک پہنچایا اور یہ تصور دیا کہ جنت ماں کے پیروں تلے ہے<sup>۱</sup> اسلام نے عورت کو عزت دی معاشرے میں ایک مقام دیا جو مال کی وارث نہ تھی بلکہ خود ورثہ میں شمار ہوتی تھی اس کو وارث بنایا، گھر کا مالک بنایا، ملکہ بنایا..... ماں کی خدمت کو باپ کی خدمت پر تین گنا مقدم رکھا<sup>۲</sup>۔ ماں باپ کو بڑا وقار دیا<sup>۳</sup> جب کہ جدید معاشرے میں ماں باپ کے لئے اپنے ہی اولاد کے گھر میں کوئی جگہ نہیں، یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے ان کی کفالت حکومت کرتی ہے ان کی آبادیاں بھی الگ ہیں جہاں صرف بوڑھے ماں باپ رہتے ہیں وہ اپنی اولاد کی خدمت اور محبت سے محروم ہیں۔ ایک ایک کو ترستے ہیں، دل مسوس کر رہ جاتے ہیں۔

دین فطرت اسلام نے ازدواجی تعلق کو مقدس بنایا، مستی نکالنے کا ذریعہ قرار نہ دیا<sup>۴</sup> بلکہ محبت و قدرت کا وسیلہ قرار دیا<sup>۵</sup> تاکہ معاشرے میں ٹھہراؤ پیدا ہو۔ گھر سکون و چین کا گہوارہ بن جائے اور فرد کی زندگی آرام سے گزر جائے..... بے آسرا اور بیکس بیوہ عورتوں کو بے بسی اور بیکسی کی زندگی سے نکال کر شادی کی ترغیب دی<sup>۶</sup> حضرت محمد ﷺ نے ۲۵ سال کی عمر میں ۴۰ سالہ بیوہ سے شادی کی اور کئی بیواؤں سے شادی کی<sup>۸</sup> عورتوں پر شفقت فرمائی کہ ایسی شفقت نہ اس دور میں نظر آتی ہے اور نہ اس دور میں۔

۱۔ قرآن کریم، سورہ زخرف، آیت نمبر ۱۷

۲۔ ابن ماجہ، ص ۴۶۰

۳۔ بخاری شریف، مسلم شریف (متفق علیہ)

۴۔ قرآن کریم، سورہ اسراء، آیت نمبر ۲۳-۲۴

۵۔ قرآن کریم، سورہ النساء، آیت نمبر ۲۴-۲۵، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۵

۶۔ قرآن کریم، سورہ روم، آیت نمبر ۲۱۔

۷۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۳۳-۲۳۵

۸۔ زرقانی، ج ۲، ص ۲۸۲، مدارج النبوة، ج ۲، ص ۸۱۵

دین فطرت نے محنت کو تقسیم کیا اور عورت و مرد کی ذمہ داریوں کو اس طرح متعین کیا کہ معاشرہ کسی قسم کی بے چینی کا شکار نہ ہو کیونکہ اصل چیز دولت و ثروت نہیں سکون و چین ہے۔ دولت و ثروت ایک ذریعہ ہے، وسیلہ کو مقصود نہ بنانا چاہئے..... اسلام نے خارجی ذمہ داریاں مرد کے سپرد کیں اور داخلی ذمہ داریاں عورت کے سپرد کیں، گویا وزارت خارجہ مرد کے پاس رکھی اور وزارت داخلہ عورت کے پاس۔ اگر وزارت داخلہ وزارت خارجہ میں مداخلت کرے یا وزارت خارجہ وزارت داخلہ میں تو حکومت نہیں چل سکتی اور امن و امان خواب بن کر رہ جاتا ہے..... جس معاشرے میں عورت و مرد دونوں نے اپنے اپنے دائرے میں رہ کر محنت و مشقت کی و معاشرہ انتشار و بے چینی کا شکار نہ ہوا..... پہلے معاشرے میں یہ خوں ریزیاں کہاں تھیں؟..... یہ عصمت وریاں کہاں تھیں؟..... یہ خود غرضیاں کہاں تھیں؟ یہ نفس پرستیاں کہاں تھیں؟..... یہ لوٹ مار، قتل و غارت گری کہاں تھی؟..... مشہور مورخ ٹومس نے لکھا ہے کہ معاشرے کی تباہی میں عورت کی بے لگام آزادی ایک اہم عنصر اور سبب ہے۔..... اور ڈاکٹر اقبال بھی عورت کی ایسی آزادی جس میں ماں بننے کا جذبہ ہی مردہ ہو جائے انسانیت کے لئے موت قرار دیا ہے..... سچی بات یہ ہے کہ ہم دین فطرت پر چل کر ہی عالمی امن کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ ورنہ جس راہ پر ہم چل رہے ہیں اس سے پریشانیاں بڑھتی ہی جائیں گی اور امن و چین برباد ہوتا جائے گا۔

### غلامی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں غلامی کی جڑیں بڑی مضبوط تھیں۔ اس کو یک دم اکھاڑ پھینکنا ممکن نہ تھا اس لئے اسلام نے آقا اور غلام کی تمیز کو مٹا کر بتا دیا کہ انسان، انسان سب برابر ہیں..... وہی برتر اور برگزیدہ ہے جو پاک باز اور راست گفتار ہو اور اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی سب سے زیادہ پیروی کرتا ہو۔ خواہ وہ آقا ہو یا غلام۔ اسلام میں بعض جرائم کی سزا رکھی گئی کہ غلام کو آزاد کر دیا جائے۔ غلام کو آزاد کرنے کی

بڑی فضیلت بتائی گئی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود غلام خرید کر آزاد کرائے اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی کیا۔ الغرض حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے ہم کو یہ بتا دیا کہ غلامی کا قدیم طریقہ آپ کی نظر میں ناپسندیدہ ہے۔

### معاشیات

انسان کی فطرت ہے کہ وہ مال و دولت سے محبت کرتا ہے، ضرورت کے لئے چاہتا تو ایک فطری بات ہے مگر دولت سے خواہ مخواہ محبت کرنا اور جمع کر کے انبار لگانا صرف نفس کی خوشنودی کے لئے، ایک نامعقول بات ہے۔ معاشرے کی ساری برائیوں کی جڑ دولت کی محبت ہے اس لئے دین فطرت اسلام نے اس محبت پر کاری ضرب لگائی، نفسیاتی ضرب یہ لگائی کہ ہر مسلمان کے لئے ایمان کی شرط یہ قرار دی کہ اس کو اللہ اور حضرت محمد ﷺ سے زیادہ نہ اپنے والدین سے محبت ہو، نہ اپنے بھائیوں سے محبت ہو، نہ اپنی بیویوں سے محبت ہو، نہ اپنے رشتہ داروں سے محبت ہو، نہ اپنے مال و دولت سے محبت ہو، نہ اپنی تجارت و زراعت سے محبت ہو، نہ اپنے مکانات و محلات سے محبت ہو<sup>۱</sup>..... گویا اللہ اور حضرت محمد ﷺ کی محبت کے آگے ساری محبتیں سچ ہوں، یہ بات نظری تھی آپ کے ساتھیوں نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا اور آپ کی پیروی میں ہزاروں مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور کر رہے ہیں، تاریخ ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہے..... اس کے علاوہ دین فطرت اسلام میں دولت خرچ کرنے پر بہت زور دیا ہے<sup>۲</sup>۔ کیونکہ جمع کرنے سے خواہ مخواہ محبت ہونے لگتی ہے پھر انتہائی ضرورت کے وقت نہ اپنے اوپر خرچ کیا جاتا ہے نہ دوسروں پر، مال و دولت کے ہونے سے معاشرے کے بعض لوگ تنگی و عسرت کا شکار رہتے ہیں..... تاریخ شاہد ہے جب

۱۔ قرآن حکیم، سورہ ہمزہ، آیت نمبر ۱۔ ۳..... سورہ معارج، آیت نمبر ۱۵۔ ۱۸..... سورہ بقرہ آیت ۲۶۱

۲۔ قرآن حکیم، سورہ توبہ آیت نمبر ۲۴

۳۔ قرآن حکیم، سورہ اللیل، آیت نمبر ۱۸، ۲۰، سورہ الدھر آیت نمبر ۸۔ ۹

حضرت محمد ﷺ نے مال خرچ کرنے کی ہدایت کی تو لوگوں کو خرچ کرنے کی اتنی عادت ہوگئی کہ بار بار پوچھتے تھے کہ کیا خرچ کریں؟ کیا خرچ کریں؟ جس کا جواب یہ ملا کہ جو ضرورت سے زیادہ بچ گئے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو<sup>۱</sup>۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ خواجواہ زمین قبضے میں نہ رکھو، کاشت نہ ہو سکے دوسرے بھائی کو دے دو، کیسی اچھی نصیحت کی یعنی اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورتوں کو مقدم رکھے..... یہ نہایت اعلیٰ اخلاقی قدر ہے..... حضرت محمد ﷺ نے اپنے پاس کچھ نہ رکھا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا..... چھوٹا سا کچا مکان ایک پہننے کا جوڑا ایک سادہ سا بستر اور دو تین برتن..... آپ کے طرز زندگی سے ہر انسان آپ کے اخلاص و ایثار کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

دین فطرت اسلام نے ایک تو فرد کو خرچ کرنے کی عادت ڈالی دوسری طرف اسراف و تبذیر سے روکا<sup>۲</sup> یعنی جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہو وہاں ضرورت سے زیادہ نہ خرچ کرنا اور جہاں ضرورت ہی نہیں وہاں بالکل خرچ نہ کرنا، لیکن نیک کاموں میں خرچ کرنے کے لئے بالکل نہیں روکا۔ اسراف و تبذیر سے بچنے سے معاشرے کا اقتصادی ڈھانچہ مضبوط ہوتا ہے اس لئے حضرت محمد ﷺ اور خلفاء راشدین نے نجی اور سرکاری سطح پر سادگی اختیار کی اور سرکاری پروڈکٹوں کو بالکل ختم کر دیا کیونکہ اس پر بے فائدہ اور بے سود پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے سادگی کی ترغیب دی،<sup>۳</sup> اس کی بڑی اقتصادی اہمیت ہے سود کی حرمت کی وجہ بھی یہی ہے<sup>۴</sup> کہ اس سے

- 
- ۱۔ قرآن کریم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۱۹ - ۲۔ قرآن کریم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۱۹
  - ۳۔ قرآن حکیم، سورۃ انعام، آیت نمبر ۱۳۱..... سورۃ اسراء، آیت نمبر ۲۹..... سورۃ فرقان، آیت نمبر ۶۷..... سورۃ شعراء، آیت نمبر ۱۵۱..... سورۃ مؤمن، آیت نمبر ۲۸، ۳۳، ۳۴، (تبذیر) قرآن کریم، سورۃ اسراء، آیت نمبر ۲۶-۲۷ - مشکوٰۃ شریف، کتاب اللباس، ص ۳۷۵
  - ۵۔ قرآن حکیم، سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۹-۲۷، ۲۸-۲۷، سورۃ العمران، آیت نمبر ۳، ۱۳، سورۃ نساء، آیت نمبر ۱۲۱، سورۃ سباء، آیت نمبر ۳۷، سورۃ روم، آیت نمبر ۳۹

اقتصادی ڈھانچہ مل کر رہ جاتا ہے اس کے علاوہ بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک فرد دوسرے فرد، ایک جماعت دوسری جماعت ایک حکومت دوسری حکومت اور ایک ملک دوسرے ملک کا دست نگر ہو جاتا ہے۔ قرض لینے والے کا اختیار و اقتدار سلب ہو کر رہ جاتا ہے اور نہ چاہنے کے باوجود دوسروں کے قبضے میں چلا جاتا ہے۔

دین فطرت اسلام نے کوشش پر زور دیا کیونکہ یہی اقتصادیات میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ کوشش، سعی پر اس حد تک زور دیا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا جس کے دو دن یکساں گزر گئے وہ نقصان میں ہے۔ اور فرمایا کہ ”مسلمان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتوں سے الگ رہے یعنی جن کاموں سے نفع کی کوئی امید نہ ہو ان میں مشغول نہ ہو۔ اسلام کا نظریہ افادیت و انفعائیت نہایت ہی اہم ہے۔ اسلام کی نظر میں فرد صرف منہ لے کر پیدا نہیں ہوتا بلکہ بہترین دماغ، آنکھیں اور ہاتھ پیر بھی لے کر پیدا ہوتا ہے“ حکومت کا کام یہ ہے کہ اس کی نشوونما کے لئے وسائل فراہم کرے نہ کہ یہ کوشش کرے کہ فرد دنیا ہی میں نہ آئے، کیونکہ وہ تو ایک عظیم ہستی ہے<sup>۱</sup>۔ کسی کارخانے میں بہترین مال بنتا ہو تو اس کی نکاسی کے لئے منڈیاں تلاش کی جاتی ہیں نہ کہ مال کی پیداوار پر روک لگائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ ناکام حکومتیں روک لگاتی ہیں، کامیاب حکومتیں تو پیداوار اور بڑھاتی ہیں۔ اور دور جدید میں تو فرد سیاسی اہمیت اختیار کر گیا ہے، اسی کے فیصلے پر حکومتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔۔۔۔۔ دین فطرت اسلام نے اقتصادیات کے ایسے گرتا دیئے کہ اس پر عمل کر کے کوئی معاشرہ اقتصادی طور پر تباہ ہو ہی نہیں سکتا، جب بھی اس پر عمل کیا گیا کامیابیوں نے قدم چوما۔۔۔۔۔ یہ تھیں دین فطرت اسلام کی چند جھلکیاں۔ اس موضوع پر تفصیل و تحقیق سے لکھا جائے تو اس کے لئے دفتر کے دفتر چاہئیں، بہت سے علماء و دانشوروں نے لکھا ہے ہماری لائبریریاں بھری ہوئی

۱۔ قرآن حکیم، سورہ طہ، آیت نمبر ۳۹-۴۰

۲۔ قرآن حکیم، سورہ الشمس، آیت نمبر ۸

۳۔ قرآن حکیم، سورہ تین، آیت نمبر ۴

ہیں ہمیں جذبات و تعصبات سے بالاتر ہو کر انسانیت کی بھلائی کے لئے اسلام کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ دین سب انسانوں کا دین ہے اس کے سایہ میں ساری انسانیت چین کا سانس لے سکتی ہے.....

### حلال و حرام اور طہارت و پاکیزگی

زندگی سے متعلق دین فطرت کے تصورات و نظریات بہت ہی بلند ہیں خصوصاً حلال و حرام اور طہارت و پاکیزگی سے متعلق جو احکام و ہدایات ہیں ان کی مثال دوسرے کسی معاشرے میں نہیں ملتیں۔ انسان کیلئے زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ اشیاء و اعمال اور اقوال و احوال کے اس ڈھیر میں جو ہر انسان کے سامنے ہے کون سی چیز یا کون سا قول و عمل انسان کے لئے اچھا ہے اور کون سی چیز یا کون سا قول و عمل انسان کے لئے برا ہے؟ جدوجہد کا آغاز اچھی اور بری کی حقیقت کو دریافت کرنے سے ہوتا ہے..... اچھی چیز یا اچھا قول و عمل اپنانے اور بری چیز اور برے قول و عمل سے بچنے ہی سے زندگی بنتی ہے۔ انسان کو پیدا کرنے والے نے دین فطرت کے لئے ایسا قانون و دستور دیا جس نے کھوٹا اور کھرا الگ کر دیا۔ سچی بات یہ ہے کہ مخلوق کے لئے خالق سے اچھا کس کا دستور و قانون ہوگا کیونکہ خالق اپنی مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے اور مخلوق اپنے ہم جنسوں کو اچھی طرح نہیں جان سکتی اس لئے اس دنیا میں ہزاروں دستور و قانون بنے اور مٹ گئے لیکن دین فطرت نے جو قانون دیا تھا وہ ڈیڑھ ہزار برس سے جوں کا توں موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم اس سے ہدایت و رہنمائی حاصل نہ کریں۔

ہم اللہ کا دیا ہوا پانی پیتے ہیں، ہم اللہ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، ہم اللہ ہی کی دی ہوئی ہوا میں سانس لیتے ہیں اور اس کی بہت سی نعمتیں بے دریغ استعمال کرتے ہیں مگر اس کا دیا ہوا قانون اور دستور نہیں مانتے اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہی تو وہ نعمت ہے جس سے زندگی بنتی اور سنورتی ہے، جس سے انسان باہر سے بھی بنتا ہے اور اندر سے بھی بنتا ہے اور کھوکھلا

نہیں رہتا، یہی نہیں کہ خود بنتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی بناتا ہے..... بات تھی حلال و حرام اور طہارت و پاکیزگی کی دین فطرت میں وہی حلال اور پاک ہے جو انسان کے لئے اچھا ہے اور وہی حرام اور ناپاک ہے جو انسان کیلئے برا ہے۔ کیسا اچھا اصول ہے؟..... طہارت و پاکیزگی کا تصور صفائی کے تصور سے بہت بلند ہے صفائی میں اصول صحت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، طہارت و پاکیزگی اصول صحت پر مبنی ہے۔ دور جدید کی صفائی اور دین فطرت کی طہارت و پاکیزگی میں یہی بہت بڑا فرق ہے یہ موضوعات ایسے ہیں کہ ان پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ یہاں ہم نے صرف اشارہ کیا ہے۔ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس کی سچائی پر تاریخ گواہ ہے۔

### حیوانات و نباتات

دین فطرت کی تدوین کے دوران ماہنامہ اسلامک ٹائمز (اشاک پورٹ یو۔ کے) کا شمارہ (اکتوبر ۲۰۰۲ء صفحہ نمبر ۲۱ تا ۲۵) نظر سے گذرا اس میں کیمبرج یونیورسٹی کے ایک انگریز نو مسلم فاضل ڈاکٹر محمد ہارون مرحوم کا مقالہ ہے جس کا عنوان ہے:

### ISLAM AND ANIMALS

یعنی اسلام کا جانوروں سے حسن سلوک..... اس مقالہ میں انھوں نے جانوروں کے ساتھ اسلام کے حسن سلوک کا جائزہ لیا ہے اس حسن سلوک کو دیکھ کر وہ خود مشرف باسلام ہوئے اس لئے وہ دور جدید کے جانوروں سے پیار کرنے والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ جانوروں سے حسن سلوک سے متعلق اسلام کی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کر کے اس کی روح کو سمجھیں اور اسلام قبول کر لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام علم کے سہارے آگے بڑھتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب علم کا ساتھ نہیں دے پار ہے اس لئے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے پاس ماننے کی کوئی دلیل نہیں بس یہی کہتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد مانتے چلے آئے ہیں ہم بھی مان رہے ہیں، معقول انسان کے نزدیک یہ کوئی دلیل نہیں۔ یہ فکر انسانی

کے جمود کی علامت ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ (توسین میں چند ضروری اضافات کے ساتھ) اس مقالہ کا اردو ترجمہ اور تلخیص پیش کر دی جائے تاکہ قارئین کرام کو جانوروں سے اسلام کے حسن سلوک کے بارے میں اصل حقائق کا علم ہو جائے اور وہ ڈاکٹر محمد ہارون کی طرح دعوت اسلام کی طرف متوجہ ہو سکیں۔۔۔۔۔

### مقالہ ”اسلام اور جانور“

مغربی دنیا کے لئے جانوروں کے حقوق ایک اہم مسئلہ ہیں اس مقالہ میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جانوروں کے حقوق کے بارے میں اسلام ہم سے کیا کہتا ہے اس طرح ہم اسلام کی گہرائی اور روح تک پہنچ سکیں گے۔ دوسرے لوگوں نے جانوروں کو یا تو سرے سے حقوق ہی نہیں دیئے یا اتنے حقوق دیئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے کوئی حقوق ہی نہیں..... ملحدوں کے نزدیک قانون صرف طاقت ہے، انسان طاقت رکھتا ہے اور جانوروں کی کوئی طاقت نہیں اس لئے انسان کی طرف سے جانوروں پر ظلم ڈھائے جانے کی کوئی حد نہیں..... سرمایہ دارانہ نظام خاص طور پر جانوروں پر مظالم ڈھا کر نفع حاصل کر رہا ہے۔ سائنسدانوں نے ان مظالم میں اور اضافہ کیا ہے وہ اس بہانے جانوروں پر خوفناک تجربات کر رہے ہیں کہ انسانی زندگی بہتر ہوگی اور وہ زیادہ سے زیادہ پیسے کما سکیں گے۔ عیسائیت کا حال بھی اچھا نہیں، یورپ کے ازمنا وسطیٰ میں جانوروں پر بہت مظالم ڈھائے گئے بلیوں اور رچھوں کو باندھ کر ان پر کتے چھوڑ دیئے جاتے، بیسویں صدی عیسوی میں ہسپانوی بھینسوں کی لڑائی اس کی چھوٹی سی یادگار ہے۔ مغرب میں اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں جانوروں کے حقوق کی بات کی گئی اور ۱۸۲۲ء میں انگلستان میں جانوروں کے حقوق کیلئے قانون بنایا گیا مگر مغرب ایک انتہا سے نکل کر دوسری انتہا کو پہنچ گیا، پہلے جانوروں کے کوئی حقوق نہ تھے اور اب انسانوں کے کوئی حقوق نہیں..... بعض مذاہب میں جانوروں پر انسان کا کوئی حق نہیں ہے چنانچہ بدھ مت میں اس حد تک انسانوں کا حق سلب

کر لیا گیا ہے کہ مکھی کو بھی دکھ نہیں پہنچایا جاسکتا، بھکشو کو اپنا منہ کپڑے سے ڈھانپ لینا چاہئے کہ کہیں مکھی منہ میں گھس کر مرنہ جائے ان لوگوں کے نزدیک انسان کو مکمل طور پر بناتی ہونا چاہئے..... بعض لوگ جانوروں کو انسان سے بہتر جانتے ہیں کہ انسان تو گناہ کرتا ہے اور یہ بے گناہ ہوتے ہیں اس وجہ سے بعض ظالموں نے زندگی بھر سبزیوں سے گزر بسر کیا..... ہٹلر کو کتوں سے بڑا پیار تھا ان کی صحبت میں لطف اٹھاتا مگر اسی ہٹلر نے سچاس ملین انسانوں کو ہلاک کیا، ہٹلر گوشت کھانے والوں سے کہتا کہ تم لاشیں کھا رہے ہو مگر دور جدید میں جانوروں پر مظالم کو انسانوں کے برابر مظالم قرار دیا ہے۔ المختصر مغرب ایک انتہا سے نکل کر دوسری انتہا پر ہے، سائنس اور ازمینہ وسطیٰ کی عیسائیت، جانوروں کے معاملے میں کلی طور پر غیر محتاط ہے اس کے بعد دور جدید کے سبزی خور اور جانوروں کے حقوق کے پاسدار ہیں جنہوں نے انسانوں کے حقوق چھین لئے ہیں۔

اسی لئے اسلام جانوروں اور انسانوں دونوں کو حقوق دیتا ہے، ہم اسلام کی روح تک پہنچنا چاہتے ہیں..... اللہ نے دنیا پیدا کی تاکہ اپنی مخلوق میں ایک خلیفہ بنائے جو اللہ کا نائب بن کر زمین پر حکومت کرے، یہ خلیفہ انسان ہے یعنی مرد و عورت جن پر اللہ کی حکومت ہے جن کو اللہ نے پیدا کیا ہے..... دنیا میں صرف انسان اس قابل ہے کہ ترقی کی منزلیں طے کر کے مکمل ہو اور اللہ کی صفات کا مظہر بن جائے، بہت سی خوبیوں میں جانور انسان سے بڑھے ہوئے معلوم دیتے ہیں مثلاً چلنے میں، اڑنے میں، ذہانت میں، یادداشت میں، گھر کی تعمیر میں، لیکن پھر ایک پہلو سے جانور انسان سے کمتر ہے جانوروں میں لامحدود کمال اور ترقی کی صلاحیتیں نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق انسان کی رعایا ہے اور وہ فطری طور پر اللہ کی ہر مخلوق کو اپنی تکمیل کیلئے استعمال کر سکتا ہے جانوروں کو بھی اپنے لئے استعمال کر سکتا ہے لیکن (مخلوق پر) انسان کے حقوق محدود ہیں، جانوروں کے بھی حقوق ہیں انسان کو کسی وقت یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے سو انسان صرف اپنی تکمیل کیلئے

جانوروں کو استعمال کر سکتا ہے۔ بہر حال اس کا یہ مطلب ہے کہ جسمانی کمال کیلئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اخلاقی کمال کیلئے..... انسان کو جانوروں اور اللہ کی دوسری مخلوق کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار نہ کرنا چاہئے جو اخلاقی طور پر ناپسندیدہ ہو..... نوع انسانی اللہ کی مخلوق کا غلط استعمال نہ کرے خصوصاً جانوروں کا جو اللہ کی عیال ہیں۔ اللہ کی ہر قسم کی مخلوق اور جانور امانت ہیں جو ہمارے کمال میں مدد دیتے ہیں تاکہ ہم صفات الہیہ کا مظہر ہو جائیں، جانوروں سے متعلق اسلام کی ساری تعلیمات انہی بنیادوں پر مبنی ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو صحت کیلئے گوشت اور مچھلی کی ضرورت ہے لیکن آپ جانور اور مچھلی کو کھانے کے علاوہ کسی اور مقصد کیلئے نہیں مار سکتے۔ بغیر کھانے کیلئے جانور کو مارنا اسلام میں منع اور ناجائز ہے بہر حال آپ ان جانوروں کو مار سکتے ہیں جو انسان کیلئے خطرناک ہیں۔ کھانے کیلئے جانوروں کا شکار کر سکتے ہیں جیسے جنگلی خرگوش وغیرہ لیکن جو جانور آپ شکار پر ماریں گے وہ آپ کو ضرور کھانا ہے آپ کھیل تماشے یا تفریح کیلئے جانوروں کا شکار نہیں کر سکتے اگر آپ شکار کیلئے کتے چھوڑ رہے ہیں تو پہلے بسم اللہ پڑھنا ہے شرط لگا کر مجبور خرگوشوں پر کتے چھوڑنا اسلام میں ناجائز ہے یہی حال گھڑ دوڑ کے گھوڑوں کا ہے جو صرف شرط لگانے کی وجہ سے زندہ ہیں، اسلام میں ان باتوں کا وجود نہیں، جانور اللہ کی مخلوق ہیں اس لئے نہیں کہ ہماری تفریح کا سامان بنیں اور ہم شرطیں لگا لگا کر ان سے پیسے کمائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ جانور کو اس لئے نہ ماریں کہ آپ کھا کھا کر پیٹو بن جائیں، ایک مسلمان کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتا، آپ کو اچھی طرح یہ اطمینان کر لینا بھی ضروری ہے کہ جو جانور شکار کیا ہے وہ اچھی طرح کھالیا گیا، جب کھا چکیں تو پلیٹ صاف کریں اور اسے چاٹ لیں تاکہ یہ بات یقینی ہو جائے کہ شکار کئے ہوئے جانور کے گوشت کا سالن ذرہ

برابر ضائع نہیں ہوا، بہر حال جانوروں کا شکار کم سے کم معقول کھانے کیلئے کیا جائے، معتدل غذا ہی انسان کو صحت مند کر سکتی ہے، جب کھائیں اللہ کا نام لیں کیونکہ ہمیں جانور کھانے کا حق اسی کی طرف سے ملا ہے خصوصاً یہ کھانے کا حق ہماری اخلاقی اچھائی کیلئے ملا ہے۔ جانوروں کو اس لئے زندگی دی گئی ہے تاکہ ہمارے لئے وہ غذا مہیا کریں اور ہم ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں (اس حقیقت کو نظر میں رکھیں کہ کسی جانور کے بغیر دنیا بے مقصد نظر نہیں آتی مگر انسان کے بغیر دنیا بے مقصد دکھائی دیتی ہے۔ مترجم)

تیسری بات یہ کہ انسان کو ہر جانور کھانے کی اجازت نہیں جیسے چینی لوگ ریچھ اور سانپ کھاتے ہیں، مسلمانوں کو مولیٰ کھانے کی اجازت ہے، مچھلی کی بھی اجازت ہے جب تک کہ وہ دریا میں ہے (زمین پر پڑی ہوئی اور مری ہوئی) اور تیرتی ہوئی مری ہوئی بھی جائز نہیں، پرندوں کی اجازت ہے لیکن تمام گوشت کھانے والے پرندے منع ہیں، مردہ جانوروں کے اعضاء پر کسی بھی قسم کی جوئے بازی اور شرط لگانا ناجائز ہے، اسلام میں صرف صاف ستھرے اور نیک فطرت جانور کھانے کی اجازت ہے مثلاً گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ غلیظ اور بد صورت جانور جیسے خنزیر وغیرہ کھانے کی ممانعت ہے۔ جو جانور کسی مرض کی وجہ سے نقصان دہ ہو اس کی بھی ممانعت ہے، جانوروں کا خون بھی منع ہے کیونکہ اس سے امراض پھیلتے ہیں۔

حقیقت میں اسلام نیم سبزی خور مذہب ہے بہت سے جانوروں کو بالکل چھونے کی بھی اجازت نہیں (مسلمانوں کی گوشت خوری سے غیر مسلموں میں عام تاثر یہ ہے کہ مسلمان وحشی اور گوشت خور ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے گوشت بہت کم کھایا اور سبزیوں پر گزارا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کو گوشت اس لئے مرغوب تھا کہ دنوں میں ملتا تھا، آپ نے زندگی بھر سبزیاں، کھجور، دودھ، دلیہ، شہد، پنیر وغیرہ کا زیادہ استعمال فرمایا کبھی پیٹ بھر کر کھانا

نہ کھایا، گھر میں کبھی دو تین روز مسلسل چولہا نہ جلا، آپ کو لوگی بہت پسند تھی اور شور بے سے لوگی کے ٹکڑے چن چن کر نوش فرماتے تھے آپ کو سبزیوں سے ایسا پیار تھا کہ سبزی لانے والوں کو بھی نوازتے تھے، ایک ضعیفہ آپ کی خدمت میں لکڑیاں لے کر حاضر ہوئیں آپ نے مٹھی بھر سونے کے زیورات ان کی گود میں ڈال دیئے ایک اور صحابی آپ کی خدمت میں سبزیاں لایا کرتے تھے جب ان سے کوئی غلطی ہوگئی اور لوگ ملامت کرنے لگے تو آپ نے ان کو منع فرمایا اور فرمایا ان کو ملامت نہ کرو یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ (مترجم) بہر حال اسلام نیم سبزی خورد مذہب ہے جانور کی پرستش کا قائل نہیں اس سے گریز کرتا ہے، گھر میں پالتو کتے رکھنے کی بھی ممانعت ہے جانور کی پرستش کی مطلق اجازت نہیں جیسے کہ یورپ میں عام ہے لیکن جانوروں سے پیار کرنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک ایسی گنہگار و بد کردار عورت کو جنت کی بشارت دی جس نے پیاسے کتے کو پانی پلا کر اس کی جان بچائی۔ آپ کو بلیوں سے بڑا پیار تھا (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی محبت و شفقت کی وجہ سے ایک دن ایک بوڑھا اونٹ بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جوانی میں میرے مالک نے مجھ سے کام لیا اور اب بڑھاپے میں ذبح کرنا چاہتا ہے پیچھے پیچھے مالک آ گیا آپ نے مالک کو اونٹ کی قیمت ادا کروا کر اس بوڑھے اونٹ کو آزاد کر دیا۔ جانور بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب جانتے تھے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بھیڑیے نے ایک ریوڑ سے بکری شکار کی مگر چرواہے نے چھڑالی بھیڑیا بولا آج کا کھانا تو نے مجھ سے چھین لیا، چرواہے نے کہا کیسی عجیب بات ہے کہ بھیڑیا بول رہا ہے، بھیڑیا بولا اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ کا رسول غیب کی خبریں بتا رہا ہے، چرواہے نے مدینہ منورہ میں آ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سارا قصہ سنایا، آپ نے فرمایا کہ بھیڑیا سچ کہتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے منیٰ میں اونٹ ذبح کرنا شروع کیئے تو ہراونٹ آگے بڑھ بڑھ کر اپنی گردن پیش کرنے لگا۔ (مترجم)

ایک انسان جو جانوروں کو مارتا ہے لازماً اخلاقی طور پر ایک اچھا انسان ہونا چاہئے ایک اچھا مسلمان، نہ دیوانہ اور نہ شراب میں مست، ظلم سے بچنے کیلئے قصائی کو ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہئے، ذبح کرتے وقت جانور کو بالکل تکلیف نہ ہونا چاہئے، ایک مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص نے جانور کو زمین پر پٹخ کر سر پر پیر رکھا ہوا ہے اور اس دہشت زدہ جانور کے سامنے چھری تیز کر رہا ہے آپ نے فرمایا یہ آدمی جانور کو دو مرتبہ کیوں ذبح کر رہا ہے۔ جانوروں کو مرنے سے پہلے کسی طرح بھی خوفزدہ نہ کرنا چاہئے دوسرے جانوروں کی موجودگی میں اس کو ذبح نہ کیا جائے کہ دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو جائیں دو درجہ میں ذبح کرنے والے جانوروں کو قطار میں کھڑا کیا جاتا ہے جبکہ آگے والا جانور ذبح کیا جاتا ہے..... ذبح کرنے سے پہلے جانور کو خوب کھلایا پلایا جائے کوئی تکلیف نہ دی جائے آرام پہنچایا جائے اکثر ہم نے دیکھا ہے ذبح ہونے والے جانور بھوک و پیاس سے مر رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے سامنے ذبح کیئے جاتے ہیں، اسلام نے ذبح کا جو نفیس طریقہ بتایا ہے ان طریقوں سے ذبح ہونے سے جانوروں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ وہ ذبح کیئے جائیں گے۔

اصل ذبیحہ یہ ہے کہ گلے کی شریانیں اس طرح کاٹی جائیں کہ خوب خون بہہ جائے اور چھری اتنی تیز ہو کہ جانور کو کچھ محسوس نہ ہو اور خون کا بہاؤ اتنا تیز ہو کہ ذبیحہ فوراً مر جائے اس طرح دم بھی بالکل آسانی سے نکل جائے گا اور کوئی تکلیف بھی نہ ہوگی، کسی حالت میں بھی جانور ذبح کرنے میں جلدی نہ کرنی چاہئے، اسی طرح اسلام صنعتی قصاب خانوں کے طریقوں کو جائز قرار نہیں دیتا جو جانوروں کیلئے بہت ہی ہیبت ناک ہیں، اسلام بیٹری فارمنگ اور دوسرے خوفناک طریقوں کو منع کرتا ہے کیونکہ تکنیکی طریقوں کا واحد مقصد نفع حاصل کرنا ہے، (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قصابیوں کا وجود تھا نہ گوشت کی دکانیں، یہ گھریلو ماحول تھا۔ مترجم)۔ ذبح کا وہ طریقہ جس سے جانور کو تکلیف

ہو اسلام میں منع ہے۔ اگر ہم اسلامی طریقے سے جانوروں کو ذبح کریں تو یہ اخلاقی طور پر برا عمل نہ ہوگا کیونکہ اس میں جانور کی پوری پوری تکریم کا خیال رکھا جاتا ہے، اسلام کہتا ہے اگر آپ کو اسلامی طریقے سے ذبح کیا ہوا گوشت نہ ملے تو نہ کھائیے جو حلال کھانا ملے وہی کھائیے جب تک حد سے زیادہ ضروری نہ ہو حرام گوشت نہیں کھا سکتے، وہ بھی اتنا کہ بھوک کی شدت ختم ہو جائے (نہ کہ مزے لے کر کھایا جائے، اسلام کا حکم یہ ہے کہ جب کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ یعنی اللہ کا نام لے کر، مترجم)۔

انسان کو جانوروں پر اتنا مہربان ہونا چاہئے جتنا اللہ مہربان ہے، اسلام میں تو کیتڑے مکوڑوں کے بھی حقوق ہیں آپ صرف ان چوٹیوں کو مار سکتے ہیں جو کہ آپ کو ایزادیں یا کھانا خراب کرتی ہیں، مکھیوں کو بھی ایزادہ دی جائے نہ پانی میں ڈالیں، اگر جلانے والی لکڑی میں چوٹیاں ہیں تو جلانے سے پہلے جھٹک کر چوٹیاں گرائی جائیں پھر لکڑیاں جلائیں، آپ ٹڈیاں مار سکتے ہیں مگر ان کو بھی زندہ نہ جلائیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ کو جانوروں کو مارنے پینے کی کبھی اجازت نہیں جانوروں کی عقل نہیں ہوتی اس لئے مار پیٹ کر ان کو سبق نہیں سکھایا جاسکتا، آپ کو تیز دھار چھری سے یا شوٹ کر کے جنگلی درندے مارنے کی اجازت ہے آپ موزی جانوروں کو صرف اس وقت جلا سکتے ہیں جب مارنے کا دوسرا راستہ نہ ہو۔ حج اسلام کا اہم رکن ہے لیکن دوران حج کوئی حاجی نہ پودوں کو اکھاڑ سکتا ہے (نہ جانوروں کو مار سکتا ہے حتیٰ کہ معمولی جوں بھی نہیں کر سکتا، مترجم) اسلام میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانوروں کے ساتھ حسن سلوک اور بدسلوکی پر جزا اور سزا ملے گی اس لئے بار بردار جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے کی ممانعت ہے قیامت کے دن تمام جانوروں کو زندہ کیا جائے گا اور ان پر زیادتیوں کا بدلہ دیا جائے گا۔ بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ حساب کتاب کے بعد جانوروں کو نابود کر دیا جائے گا۔

جانوروں کے بارے میں اسلام کی تعلیمات تمام مذاہب سے بہتر ہیں جو انسان جانوروں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے اس کے نزدیک قوت ہی قانون ہے، اسلام میں قوت قانون نہیں بلکہ اللہ کی طاقت سب قوتوں پر حکومت کرتی ہے۔ سرمایہ داروں کے نزدیک اصل مقصد نفع ہے لیکن اسلام خود غرضیوں اور لالچ کے خلاف جنگ کرتا ہے اور صرف پیسہ کمانے کی غرض سے جانوروں کے ساتھ بدسلوکی کو روا نہیں رکھتا۔ اسلام اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ سائنس کی پرستش نہ کی جائے سائنس کی اپنی حدود ہیں، اللہ کا رحم و کرم ہمیشہ سائنس سے بلند تر ہونا چاہئے ہمیں اس سے غرض نہیں کہ سائنس کتنی کامیاب ہے۔ عیسائیت (ازمنہ وسطیٰ) میں جانوروں کی بے رحمی کے ساتھ ایزارسانی ان کو آزمائش میں ڈالنا، ان کو جان سے مار ڈالنا یہ اسلام کیلئے اجنبی ہے۔

اسلام اٹھارہویں صدی کے مصلحین سے اتفاق کرتا ہے کہ جانوروں پر ظلم و ستم وحشی زندگی کا حصہ ہے، جانوروں سے وحشیانہ سلوک اخلاقی آلودگی ہے لیکن اسلام بنی نوع انسان کو فساد کی جڑ اور جانوروں سے کم تر قرار نہیں دیتا جیسا کہ بدھ مت کے لوگ اور دوسرے سمجھتے ہیں، بنی نوع انسان جانوروں سے برتر ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ جانوروں سے پیار کیا جائے اور نوع انسانی سے نفرت کی جائے جس طرح ہٹلر قسم کے لوگ جانوروں سے پیار کرتے ہیں..... اسلام سوشلسٹوں سے بہتر ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ جانوروں پر مہربانی امیروں کی ذہنیت اور جذباتیت کی غماز ہے..... اسلام موجودہ دور کی جانوروں کے حقوق سے متعلق تحریکوں کے نظریات سے بھی بلند تر ہے انھوں نے جانوروں کو حقوق دینے کیلئے جانوروں کی تفریق و تقسیم کی ہے لیکن اسلام جانتا ہے کہ جانور اللہ کی مخلوق و عیال ہونے کی وجہ سے حقوق رکھتے ہیں، اسلام نے جانوروں کی تکالیف کو دور کرنے کیلئے بہت کچھ کیا ہے اور اس کا منہجائے مقصد یہ ہے کہ جانوروں پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کی جائے۔ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ جانوروں کو صرف اللہ کیلئے مارا جائے اور اسلام کا یہ بھی نظریہ ہے کہ جو جانور مارے

گئے قیامت کے دن وہ سب زندہ کیئے جائیں گے۔

لیکن اسلام کی برتری صرف ان باتوں سے نہیں ہے..... جانوروں کو حقوق دینے والوں سے پوچھا جائے کہ وہ حقوق کی باتیں کیوں کرتے ہیں تو اس کا جواب وہ یہی دیتے ہیں کیونکہ جانور مجبور اور کمزور ہیں یعنی جو کچھ یہ کر رہے ہیں ضمیر کی آواز پر کر رہے ہیں لیکن اس صورت میں کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ میں ضمیر کی آواز کیوں سنوں اور کیوں نہ اپنا نفع دیکھوں خصوصاً ملحدوں کی سوچ یہی ہے کیونکہ نہ وہ اللہ کو مانتے ہیں نہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ان کو آخرت کے عذاب کا ڈر ہے لیکن مسلمان جانتا ہے جانوروں کو تکلیف دی تو قبر کے عذاب اور آخرت کے حساب کتاب سے وہ بچ نہیں سکتا، یہی اسلام کی برتری ہے۔

اسلام جانوروں پر مہربانی کی حقیقی دلیل پیش کرتا ہے اور ہر قسم کے جانوروں کو حقوق دیتا ہے حتیٰ کہ پودوں کو بھی حقوق دیتا ہے (چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کی طرف جو ہم روانہ کی اس میں مجاہدین کو جو ہدایات کیں ان میں بچوں، بوڑھوں، عورتوں، پرامن شہریوں، عبادت گاہوں میں عبادت گزاروں کو ہلاک کرنے کی ممانعت کے ساتھ ساتھ درخت کاٹنے اور عمارتیں ڈھانے کی بھی ممانعت فرمائی، آج کے ترقی یافتہ دور میں ترقی اور شائستگی کی دعویٰ دار قوموں کی جنگیں آپ کے سامنے ہیں جنہوں نے وحشیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک واقعہ سے نباتات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے آپ نے عذاب قبر میں تخفیف کیلئے ایک قبر پر کھجور کی ہری بھری شاخ رکھ دی اور انسانی فکر کیلئے ایک نیا باب کھول دیا، آپ نے اپنے ہاتھوں سے خود کھجور کے پودے لگائے، آپ نے دل کے مریضوں کیلئے عجوہ کھجور تجویز فرمائی، آپ نے صحت و تندرستی کی خاطر دانتوں کی صفائی کیلئے پیلو کی خوشبودار جڑ کی مسواک تجویز فرمائی، ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نباتات سے اسلام کو کتنا گہرا تعلق ہے، مترجم) بہر حال اسلام کے اس تصور سے کہ جس نے جانوروں کو تکلیف دی اس کو عذاب دیا جائے گا اور آخرت میں

حساب کتاب کیا جائے گا نیز اسلام نے جانوروں کے آرام اور حفاظت کیلئے جو تعلیم دی ہے اس کو پڑھ کر ان سب لوگوں کو مسلمان ہو جانا چاہئے جو جانوروں سے پیار کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی یہ احساس ہونا چاہئے کہ ان کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کتنا اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ (کیونکہ وہ بے حسی اور بے عملی کا شکار ہیں، مترجم)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اس کے مظہر ہو جائیں، اس کی طرح مخلوق پر حکومت کریں اور اس کے حکم کے مطابق اس کی مخلوق کو استعمال کریں، ہمارا اللہ کی مخلوق سے فائدہ اٹھانا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق ہونا چاہئے اگر ہم غذا سے لطف اٹھاتے ہیں اور گوشت کھا کر مزا لیتے ہیں تو ہم کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کھانے کا ہمارا یہ حق اس یقین سے جنم لیتا ہے کہ ہم زمین پر اللہ کے کامل و مکمل نائب اور خلیفہ ہیں اور ہمارا خیال اور ہمارا عمل خالص ہے (اسی لئے کھانے کے بعد دعا کی جاتی ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے جس نے ہم کو کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔ اسلام نہیں چاہتا کہ ہم غفلت سے کھائیں اور کسی لمحہ بھی اللہ کو بھول جائیں، اسلام ہر آن ہم کو بیدار رکھنا چاہتا ہے، ہر مسلمان جانوروں کے حقوق کا پاسدار اور محافظ اور ایک بیدار نگہبان ہے اس کو ایسا ہی ثابت کرنا چاہئے۔ مترجم)



حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

- — زندہ جانور کا گوشت کاٹنے سے منع فرمایا۔
- — کسی بھی جانور کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا۔
- — جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا۔
- — کسی بھی جانور کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارنے کی سخت ممانعت فرمائی۔

—believing it wholly, fronting Time with it, and Eternity with it. This night the watchman on the streets of Cairo when he cries, 'Who goes?' will hear from the passenger, along with his answer, 'There is no God but God.' *Allah akbar, Islam*, sounds through the souls, and whole daily existence, of these dusky millions. Zealous missionaries preach it abroad among Malays, black Papuans, brutal Idolaters;—displacing what is worse, nothing that is better or good.

To the Arab Nation it was as a birth from darkness into light; Arabia first became alive by means of it. A poor shepherd people, roaming unnoticed in its deserts since the creation of the world: a Hero-Prophet was sent down to them with a word they could believe: see, the unnoticed becomes world-notable, the small has grown world-great; within one century afterwards, Arabia is at Grenada on this hand, at Delhi on that;—glancing in valour and splendour and the light of genius, Arabia shines through long ages over a great section of the world. Belief is great, live-giving. The history of a Nation becomes fruitful, soul-elevating, great, so soon as it believes. These Arabs, the man Mahomet, and that one century,—is it not as if a spark had fallen, one spark, on a world of what seemed black unnoticeable sand; but lo, the sand proves explosive powder, blazes heaven-high from Delhi to Grenada! I said, the Great Man was always as lightning out of Heaven; the rest of men waited for him like fuel, and then they too would flame.

(Thomas Carlyle : On Heroes And

Hero-Worship, London, 1963)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

گیارہواں باب

## دین فطرت..... صلائے عام

قرآن کریم کا خطاب جہاں ماننے والوں اور نہ ماننے والوں سے ہے وہاں اس کا خطاب سارے انسانوں سے ہے جس میں اس کائنات میں رہنے والے کبھی انسان آگئے..... اللہ کی ذات اور وجود کی بات آئی تو کہیں فرمایا..... اے لوگو اپنے پالنے والوں کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا..... کہیں فرمایا ”اللہ لوگوں پر مہربان ہے“..... کہیں فرمایا ”بیشک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے“..... کہیں فرمایا۔ ”اے لوگو! اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا“..... کہیں فرمایا ”لوگوں کا پالنے والوں کا بادشاہ لوگوں کا خدا“..... کہیں فرمایا۔ ”اے انسانو! اللہ کی نعمتیں یاد کرو“..... کہیں فرمایا۔ ”اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو“۔“

اور جب حضرت آدم اور حضرت محمد ﷺ کا ذکر آیا تو حضرت آدم سے فرمایا میں نے تم کو انسانوں کا امام بنایا۔ اور حضرت محمد ﷺ کے لئے فرمایا۔ ”اور ہم نے انسانوں کے لئے رسول بھیجا“..... کہیں فرمایا۔ ”اے انسانو! بیشک تمہارے پاس اللہ کا رسول وحی لے کر آیا“.....“

- |                                      |  |
|--------------------------------------|--|
| ۱۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۱ | ۲۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۴۳    |
| ۳۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت ۲۴۲     | ۴۔ قرآن کریم، سورہ النساء، آیت ۱         |
| ۵۔ قرآن کریم، سورہ ناس، آیت ۱-۳      | ۶۔ قرآن کریم، سورہ فاطر، آیت ۳           |
| ۷۔ قرآن کریم، سورہ لقمان، آیت ۳۳     | ۸۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت ۱۲۲         |
| ۹۔ قرآن کریم، سورہ نساء، آیت نمبر ۷۹ | ۱۰۔ قرآن کریم، سورہ النساء، آیت نمبر ۱۷۰ |

کہیں فرمایا۔ ”اے انسانو! تمہارے پاس تمہارے پالنہار کی طرف سے دلیل آگئی!.....“ کہیں حکم دیا۔ ”آپ فرمادیجئے میں تم سب انسانوں کے پاس اللہ کا رسول آیا ہوں!.....“ کہیں فرمایا۔ ”انسانوں کو اس دن سے ڈراؤ جب عذاب آئیگا!.....“ کہیں حکم دیا۔ ”فرماؤ کہ اے انسانو! میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا آیا ہوں!.....“ کہیں فرمایا۔ ”اے انسانو! میں تم سب کے پاس اللہ کا رسول آیا ہوں!.....“ کہیں فرمایا۔ ”آپ سب انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے آئے ہیں!.....“

جب قرآن کی بات آئی تو فرمایا۔ ”یہ انسانوں کے لئے بیان ہے اور ہدایت و نصیحت!.....“ کہیں فرمایا۔ ”ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی حق کے ساتھ تاکہ انسان کے درمیان فیصلے کیا کریں!.....“ کہیں فرمایا، ”یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اسلئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں۔ (ابراہیم: ۵۲) کہیں فرمایا، ”تمہارے پالنہار کی طرف سے حق آیا!.....“ کہیں فرمایا۔ ”ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں (کہف: ۵۳).....“ کہیں فرمایا۔ ”ہم نے تجھ پر کتاب اتاری انسانوں کے لئے حق کے ساتھ!.....“ کہیں فرمایا۔ ”اے انسانو! اللہ کی طرف سے نصیحت آئی اور جو تمہارے دلوں میں روگ ہے اس کا علاج!.....“

جب کعبۃ اللہ کا ذکر کیا تو فرمایا۔ ”پیشک انسانوں کے لئے سب سے پہلے اللہ کا گھر جو بنایا گیا وہ مکہ میں ہے!.....“ اور جب حج بیت اللہ کی بات آئی تو فرمایا۔ ”لوگوں پر حسب

- |  |                                       |
|--|---------------------------------------|
| ۱۔ قرآن کریم سورہ نساء آیت نمبر ۱۷۴      | ۲۔ قرآن کریم، سورہ اعراف، آیت ۱۵۸     |
| ۳۔ قرآن کریم، سورہ ابراہیم، آیت نمبر ۴۳  | ۴۔ قرآن کریم، سورہ حج، آیت ۴۹         |
| ۵۔ قرآن کریم، سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۸    | ۶۔ قرآن کریم، سورہ سبا آیت نمبر ۲۸    |
| ۷۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۳۸ | ۸۔ قرآن کریم، سورہ نساء، آیت نمبر ۱۰۵ |
| ۹۔ قرآن کریم، سورہ یونس، آیت ۱۰۸         | ۱۰۔ قرآن کریم، سورہ زمر، آیت نمبر ۳۱  |
| ۱۱۔ قرآن کریم، سورہ یونس، آیت ۵۷         | ۱۲۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت ۹۶  |

استطاعت اللہ کے گھر کا حج فرض ہے.....“ جب انسانوں کی وحدت کی بات آئی تو فرمایا۔ ”سب انسان ایک قوم تھے“.....“ اور جب امت مسلمہ کی بات آئی تو فرمایا۔ ”تم اچھی قوم ہو جو انسانوں کی ہدایت کے لئے نکالی گئی ہو“.....“ جب آپس میں حسن سلوک کی بات کی تو فرمایا۔ ”انسانوں سے اچھی اچھی باتیں کرو“..... اور جب کھانے پینے کی بات آئی تو فرمایا۔ ”اے انسانو! زمین میں جو حلال اور پاک (چیزیں) ہیں وہ کھایا کرو“.....“ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ”قرآن کریم کا خطاب دنیا کے سارے انسانوں سے ہے یعنی مختلف زبانوں، مختلف رنگوں، مختلف نسلوں اور مختلف خیالوں کے انسان۔ اور بار بار یہ باور کرایا کہ اللہ سارے انسانوں کے لئے مہربان ہے اللہ کے رسول سارے انسانوں کے لئے آئے اور سارے انسانوں کے خیر خواہ ہیں۔ اللہ کی کتاب قرآن سارے انسانوں کے لئے نازل ہوا اور یہ سارے انسانوں کے لئے ہدایت و نصیحت اور شفا ہے۔ اللہ کا گھر کعبہ اللہ سارے انسانوں کے لئے بنایا گیا اللہ کا دین بھی سارے انسانوں کے لئے ہے۔ دین فطرت اسلام کے اس ہمہ گیر اور عالمگیر تصور پر غور کریں اور اپنے اصل دین کی طرف لوٹیں جو یقیناً اسلام ہے۔

سچا مذہب دین فطرت اسلام انسانوں ہی کے لئے ہے اور جو انسانوں کے لئے ہو وہ انسانوں کو دشمنی کی تعلیم نہیں دے سکتا اسی لئے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی

اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی

یہ بات قابل افسوس ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کو جنگ اور خونریزی کے حوالے سے

۱۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۹۔ ۲۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۳

۳۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران آیت ۱۱۰۔ ۴۔ قرآن کریم، سورہ النساء آیت ۸۳

۵۔ قرآن کریم، سورہ بقرہ آیت ۱۶۸

پہچانا جاتا ہے..... اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جن کے ہاتھ میں قلم ہے انہوں نے عمداً مسلمانوں کا اسی حوالے سے تعارف کرایا ہے..... دوسری بات یہ ہے کہ جنگ اور خونریزی انسان کی فطرت ہے، جن مسلمان بادشاہوں اور فرمانرواؤں نے جنگ و خونریزی کی وہ اسلام سے منسوب کی گئی حالانکہ وہ مسلمانوں کی تاریخ نہیں بلکہ وہ انسانوں کی تاریخ ہے اور انسانوں کی تاریخ میں آپ کو اس قسم کی خونریزیاں ملیں گی..... حضرت محمد ﷺ ان خونریزیوں کو ختم کرنے آئے..... ذرا غور کریں حضرت محمد ﷺ نے مکہ معظمہ میں دین فطرت اسلام کا پیغام سنایا۔ آپ کے ہم وطن آپ کے دشمن ہو گئے مگر آپ نے تلوار نہیں اٹھائی بلکہ وطن کو چھوڑ کر چار پانچ سو کلومیٹر دور مدینہ منورہ تشریف لے گئے، آپ نے قیام مکہ معظمہ کے تیرہ سالہ طویل دور میں کبھی کسی کو مارنے کے لئے ہاتھ تک نہ اٹھایا مگر آپ کے دشمن آپ کے پیچھے لگے رہے اور آپ کے تعاقب میں کئی بار مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے چنانچہ آپ کی ہجرت کے دوسرے ہی سال ۲ھ مطابق ۶۲۳ء سے غزوات کا آغاز ہوا اور مسلسل کئی غزوات ہوئے مثلاً غزوہ بدر، غزوہ خندق اور غزوہ احد وغیرہ ۹ھ مطابق ۶۳۰ء یہ سلسلہ ختم ہوا اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اہل مکہ کے مدینہ منورہ پر پے در پے حملوں کے باوجود حضرت محمد ﷺ نے ۶ھ / مطابق ۶۲۷ء حج کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے اپنے وطن مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور اپنے عمل سے یہ بتا دیا کہ ہم جنگ نہیں چاہتے ہم تو محبت چاہتے ہیں..... اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ دس سال کے عرصے میں دونوں طرف سے جتنے لوگ شہید و ہلاک ہوئے اور جتنے زخمی ہوئے وہ تعداد حیران کن ہے..... گیارہ سال کی مدت میں دونوں طرف کے تقریباً ایک ہزار افراد شہید اور قتل ہوئے اور اتنا بڑا انقلاب آیا کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی خونریزی بھی اتنا بڑا انقلاب برپا نہ کر سکی..... حضرت محمد ﷺ نے انسانیت کے جسم کی صحت کی بقا کے لئے نوع انسانی کے جسم کا اتنا ہی آپریشن کیا جتنی ضرورت تھی آپ نے خونی قاتلوں کی طرح

انسانی جانوں کو بے دریغ ضائع نہیں کیا، آپ نے مقتول انسانوں کے جسم کی تکریم کا بھی سبق سکھایا اور ان کے ہاتھ پیر اور ناک کان وغیرہ کاٹنے سے منع فرمادیا اور دوست و دشمن سب کے ساتھ بعض معاملات میں یکساں حکم فرمایا اور بتایا کہ انسان انسان ہے خواہ وہ دوست ہو یا دشمن..... وہ زمانے بیت گئے جب دین فطرت اسلام کو تلوار سے پہچانا جاتا تھا..... ایک فرانسیسی فاضل نے لکھا ہے۔

”یہ بات کہ مذہبی جنونی انسانوں نے تلوار کی نوک پر فتوحات کیں

نہایت ہی بے ہودہ افسانہ ہے!.....

اور اے ایس ٹرائن لکھتا ہے۔

”ایک مجاہد کی وہ تصویر جس کے ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے ہاتھ

میں تلوار بالکل جھوٹی ہے!.....“

سب کو معلوم ہے کہ یہودی مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں حضرت محمد ﷺ کے بھی بدترین دشمن رہے آپ نے مدینہ منورہ سے ان کو نکالا نہیں بلکہ یہ اپنے کرتوتوں سے نکلے، مسلم خواتین کی بے حرمتی کی آپ کو زہر بھی دیا اور آپ کو شہید کرنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن ان کے ساتھ آپ کا سلوک ہمیشہ اچھا رہا کیونکہ آپ سارے انسانوں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے..... مدینہ منورہ کے ایک مشہور منافق نو مسلم عبداللہ بن ابی جس نے اسلام کا صرف لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور یہ بات حضرت محمد ﷺ کے علم میں تھی، ایک جنگ کے موقع پر آپ نے اس کی سفارش سے کئی سو یہودی قیدیوں کو رہا کر دیا..... اسی طرح ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔

”ایک دن لوگ بیٹھے ہوئے تھے، کچھ لوگ ایک جنازہ لے کر ادھر

سے گزرے، ہم لوگ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے، اس پر کچھ لوگوں

۱- Leopold Asad: Islam At the Crossroads, London, 1923 p. 8.

نے کہا کہ جنازہ غیر مسلم کا ہے، ہم نے انہیں جواب دیا کہ ایک دن حضرت محمد ﷺ کے سامنے سے یہودی کا جنازہ گزرا آپ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے، کسی نے کہا، حضور ﷺ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔..... آپ نے فرمایا۔ ”کیا وہ جان نہیں ہے!.....“

اسی لئے قرآن کریم من کی صفائی کی بات کرتا ہے تن و من صاف ہوں تو پھر انسان انسان ہے..... ہمیں انسانوں کی ضرورت ہے..... علامہ اقبال نے سچ کہا۔

خدا کے بندے ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا بندگی کی نسبت سے خدا کے بندوں سے پیار عبادت ہے اسی لئے قرآن کریم نے بدخواہوں اور دشمنوں سے پیار کرنا سکھایا، ہاں جو دشمن پیار و محبت کو خاطر میں نہیں لایا اس کا علاج تلوار سے ضرور کیا گیا مگر بے دریغ خون نہیں بہایا گیا اگر کسی نے بہایا تو قرآن کے خلاف کیا، قرآن نہ خونریزی کی تحریک کرتا ہے نہ تائید وہ تو یہ کہتا ہے ”جس نے ایک جان کو چھڑایا اس نے ایک جہان کو بچایا۔“ اور ”جس نے ایک جان کو قتل کیا اس نے سارے جہاں کو قتل کیا۔“

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ  
النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ۚ

ترجمہ: ”جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو چلایا اس نے گویا سب لوگوں کو چلایا۔“

اور یہ جو قرآن کریم میں جگہ جگہ کافروں کو مارنے کی بات کی ہے تو یہ حکم اس وقت

۱۔ محمد انوار اللہ حیدر آبادی: انوار احمدی، مطبوعہ دہلی، ملخصہ علامہ ارشد القادری، ص ۱۱۸

۲۔ قرآن کریم، سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲

ہے جب کافر مسلمانوں کے مقابلے پر ہوں، یہ حکم ہمیشہ کے لئے نہیں اور نہ اس کو کسی خوزیزی کے لئے دلیل بنایا جاسکتا ہے..... اور یہ بھی خیال رہے کہ انسانوں کا انسانیت کے حوالے سے درد دکھ رکھنا منافقت اور صلح کلیت نہیں ہے، منافقت یہ ہے کہ سب کو صحیح سمجھنا اور صحیح سمجھ کر سب سے محبت اور تعلق رکھنا..... کیونکہ سب سیدھے راستے پر نہیں ہو سکتے، سیدھے راستے پر تو ایک ہی ہوگا، سب راستے سیدھے راستے کیسے ہو سکتے ہیں! ہاں! سیدھے راستے سے بھٹکنے والا ٹیڑھے راستے پر ضرور ہے..... انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ان ٹیڑھے راستوں پر چلنے والوں کو سیدھے راستے کی طرف بلایا جائے اور سیدھے راستے پر چلایا جائے اور وہ سیدھا راستہ دین فطرت ”اسلام“ ہی ہے..... ہم نے رنگوں اور زبانوں کے ساتھ نفرتیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ زبانیں تو معافی کے ساغر و پیمانے ہیں، قیمتی جام ہیں کوئی اسے توڑتا نہیں..... اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ انسانوں کے رنگ برنگ کے رنگ اور رنگ برنگ کی زبانیں تو ہماری نشانیاں ہیں..... ارشاد ہوتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ

وَالْوَاوَانِكُمْ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش

اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بیشک اس میں

نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے

نظر اس طرف کیوں نہیں جاتی کہ اس پردے میں وہ کون سی ہستی ہے جس کی قوت

تخلیق کی یہ شان ہے..... حضرت محمد ﷺ نے یہی سکھایا کہ جب جام میں زہر بھر جائے تو

زہر انڈیل کر آب حیات سے جام بھر دو اور انسان کو اللہ کی محبت میں مست کر دو..... آپ

نے فرمایا۔ ”انسان انسان کا بھائی ہے۔“ الانسان اخ الانسان۔

اللہ تعالیٰ سارے عالم کا رب ہے اور حضرت محمد ﷺ سارے عالم کے لئے رحمت ہیں اس لئے دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم دین فطرت کے بارے میں خوب غور و فکر کریں..... اصل میں انسان کو وضع داری اسلام میں آنے سے روکتی ہے کہ اسلام قبول کر لیا تو مذہب والے کیا کہیں گے، مگر جب ہم اپنی نجی زندگی میں غیر معقول باتوں کو اپنانے میں شرم محسوس نہیں کرتے تو پھر زندگی کی تعمیر کے لئے معقول باتوں کو اپنانے میں کیا شرم..... پھر وہ اصول بھی وہ ہیں جو کسی مخلوق کے نہیں بلکہ انسانوں کے رب نے انسانوں کے لئے بنائے ہیں..... یہ دور عقل و خرد اور تجربے اور مشاہدے کا دور ہے، حرکت کا دور ہے، جمود کا دور نہیں، اس میں وضع داری کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے، آپ خود سوچیں اور فیصلہ کریں..... میں یہاں ایک نو مسلم عبدالواحد شیخ کی دین فطرت اسلام کے لئے دعوت پیش کرتا ہوں وہ لکھتا ہے۔

”میں ہر ایک کو نہیں کہتا کہ مسلمان ہو جاؤ مگر انسانیت کے ناطے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو دعوت دوں کہ مذہب اسلام کا مطالعہ کریں!.....“

قرآن کریم میں یہی دعوت تو دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْاۤ اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ  
اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْۡئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا  
بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاِن تَوَلَّوۡا فُقُوۡا الشُّهَدَآءَ  
بَاِنَّا مُسْلِمُوۡنَ ۝۲۰

۱۔ عبدالواحد شیخ: میں کیوں مسلمان ہوا؟ ص ۱۱۲۔

۲۔ قرآن کریم، سورہ آل عمران آیت نمبر ۶۴۔

ترجمہ: ”تم فرماؤ اے کتا بیو! ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں.....“

عبدالواحد شیخ اپنے اسلام لانے کی وجوہات لکھتا ہے۔

”میری چوتھی اور آخری وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ اسلام دور حاضر کی تمام ضروریات کے عین مطابق ہے اس عہد کے مسائل کا حل کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں ہے!.....“

پھر آگے چل کر لکھتا ہے۔

”دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو اسلام کی مانند اقوام عالم کی اقتصادی اور اخلاقی مسائل کا تسلی بخش حل پیش کر سکے.....“

ہنٹر نے بھی اسلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔

”اسلام کے شاندار کارناموں میں یہ عظیم کارنامہ ہے کہ یہاں عبادت کے لئے عبادت خانہ ضروری نہیں بلکہ اللہ کی زمین پر جہاں چاہے اس آسمان کے تحت عبادت کر سکتے ہیں.....“

دین فطرت اسلام کی حقانیت اور سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ غیر مسلم کسی لالچ کے بغیر مسلمان ہوتے ہیں جب کہ دور جدید کی یہ زندہ حقیقت ہے کہ اسلام کے علاوہ

۱۔ عبدالواحد شیخ، میں کیوں مسلمان ہوا؟ بیت المکرّم ٹرسٹ گج، سندھ ۱۹۹۲ء، ص ۷۴

۲۔ ایضاً، ص ۷۵

دوسرے مذاہب میں جو لوگ جاتے ہیں وہ زن، زرزین کے لالچ میں جاتے ہیں تو صحیح معنوں میں یہ مذہب قبول کرنا نہ ہوا بلکہ اپنی مادی خواہش کو پورا کرنا ہوا..... جس طرح سیاست میں ایک سیاسی پارٹی کے لوگ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک پارٹی کو چھوڑ کر دوسری پارٹی میں چلے جاتے ہیں اور تبدیلی کا یہ عمل ان کی زندگی کے ساتھ جاری رہتا ہے..... قرآن کریم نے مذہب کو ایک اٹل حقیقت قرار دیا تاکہ زندگی ہچکولے کھاتی نہ پھرے اس میں ایسا ٹھہراؤ ہو جو خود بھی بنے اور دوسروں کو بھی بنائے..... جو لوگ اسلام لاتے ہیں وہ زن، زرزین دیکھ کر نہیں آتے کچھ اور دیکھ کر آتے ہیں وہ وہ دیکھ کر آتے ہیں جو ان کو کہیں نظر نہیں آتا، ہزاروں لاکھوں انسان اسلام لاپکے ہیں اور منسلل اسلام لارہے ہیں..... دین فطرت اسلام دور جدید کے لئے ایک بڑا چیلنج بن گیا ہے اس چیلنج کا اسلام قبول کر کے ہی مقابلہ کیا جاسکتا ہے..... اسلام قبول کرنے والوں کی ہزاروں داستانیں چھپ چکی ہیں اور برابر چھپ رہی ہیں چنانچہ ایسی ہی کتابوں کا مطالعہ کر کے ہندو دانشور عبدالواحد شیخ مسلمان ہوا۔ وہ لکھتا ہے۔

”دوسری کتابیں بھی پڑھی ہیں جن میں لوگ دلی محبت و رغبت کے سبب دین اسلام پر ایمان لائے..... ان میں سے ایک کتاب ”ہم کیوں مسلمان ہوئے۔“ پڑھی جس میں چھیا سٹھ تعلیمیافتہ لوگ نہ صرف تعلیم یافتہ بلکہ مختلف شعبوں کے ماہر..... جن لوگوں نے کئی سال عیسائیت بدھ مت، ہندومت کو نہ صرف پڑھا بلکہ عمل کرتے رہے۔ مگر یہ مذاہب ان کی روحانی، سماجی، معاشرتی ضروریات پوری نہ کر سکے، پھر دین اسلام کے اصولوں پر عمل کرتے رہے یہ مذہب ان کی روحانی، سماجی، معاشرتی ضروریات پوری کرتا تھا۔“

بنگال کے ایک ہندو راجا کی بیٹی راج کمار کی جس کا اسلامی نام جاوید بانور کھا گیا، وہ لکھتی ہے۔

”آخر کار میں نے سچائی کو تسلیم کر لیا میں بہت خوش ہوں اور میری روح مطمئن ہے.....“ صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو روزمرہ زندگی کا سچا رہنما ہے!.....“

دین فطرت اسلام مردوں میں تو پھیل ہی رہا ہے لیکن خواتین میں بھی بڑے زور شور سے پھیل رہا ہے، اخبار جنگ کراچی کی ایک خبر ہے کہ صرف برطانیہ میں چالیس ہزار خواتین مشرف بہ اسلام ہو چکی ہیں جن کو اسلام سے بہت ہی محبت ہے<sup>۱</sup>۔

حقیقت یہ ہے کہ طمانیت اور سکون اسلام ہی میں ہے اور یہ بات جب پیدا ہو سکتی ہے کہ جب دل سے پورے اسلام کو قبول کر لیا جائے..... اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السَّلَامِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا  
اِخْطَوَاتِ الشَّيْطَانِ<sup>۲</sup>

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔“

جو انسان دل سے اسلام لائے۔ جو پورے اسلام میں داخل ہوئے ان کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔

اسلام امن چاہتا ہے امن۔ اس کی ساری تگ و دو امن کیلئے ہے۔ ماضی میں اس نے

۱۔ عبدالواحد شیخ، میں کیوں مسلمان ہوا؟ بیت المکرم ٹرسٹ گجو، سندھ ۱۹۹۲ء، ص ۷۵

۲۔ روزنامہ جنگ (کراچی، شمارہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء، کالم ص ۵)

۳۔ قرآن کریم، سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۲۰۸

عرب کے وحشی معاشرے میں امن قائم کر کے دکھایا جو سخت حیرت ناک ہے..... جدید دنیا عیاشیوں اور بے حیائیوں کے ساتھ ساتھ امن چاہتی ہے۔ اس طرح امن قائم ہو ہی نہیں سکتا..... اس وقت ساری جنگیں.....

○ عیاشوں، بے حیادوں اور امن پسندوں کے درمیان ہیں۔

○ ظالموں اور مظلوموں کے درمیان ہیں۔

○ مجبوروں، مقہوروں اور جابروں اور قاہروں کے درمیان ہیں۔

○ سادگی پسندوں اور فضول خرچوں کے درمیان ہیں۔

○ بلند ہمتوں اور پست ہمتوں کے درمیان ہیں۔

اگر ہم نے دین فطرت کو اپنے معاشرے اور خود اپنے وجود پر حاکم نہ بنایا تو ان جنگوں کا دائرہ اور وسیع ہوتا جائے گا..... اسلام انسانیت کے لئے امن کا پیغام ہے۔ یہ سارے انسانوں کیلئے ہے، صرف مسلمانوں کے لئے نہیں..... اس لئے ہم سب کو اس کی آغوش میں پناہ لینے چاہئے۔ اس کی صداقت و سچائی کو تاریخ نے ثابت کر دیا ہے.....



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## حرف آخر

کسی چیز کو ہم یا تو اس لئے چاہتے ہیں کہ وہ اچھی اور پاکیزہ ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ ہماری عادت ہوتی ہے جیسے سگریٹ، چائے، شراب، ہیروئن، افیون، تمباکو وغیرہ..... وہ چیز جو عادتاً کھائی جائے بالعموم نقصان دہ ہوتی ہے ایسی چیزیں استعمال کرنے والوں کے لئے معقول طریقہ یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کے نقصان پر نظر رکھیں، اگر نقصان ہو تو پھر ان کو چھوڑ کر ایسی اچھی اور پاکیزہ چیزیں استعمال کریں جو صحت کے لئے مضر نہ ہوں بلکہ فائدہ مند ہوں..... یہی انداز فکر زندگی کے لئے کسی دستور العمل کو اختیار کرتے وقت اپنانا چاہئے، اگر اس سے قومی انفرادی یا اجتماعی فائدہ نہیں، محض عادت ہے اس کو ہماری نظروں نے محبوب بنا رکھا ہے تو پھر ایسے دستور العمل کا تنقیدی جائزہ لے کر اس سے بہتر دستور العمل اختیار کر لینا چاہئے جو مفید بھی ہو اور دائمی بھی ہو جس پر عمل کرنے والے کبھی نقصان میں نہ رہے ہوں.....

دین فطرت اسلام ایک ایسا ہی دستور العمل ہے۔ اس کی سچائی کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی کتاب یعنی قرآن ڈیڑھ ہزار برس گزر جانے کے باوجود اب تک موجود ہے، اس میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں ہوئی جب کہ دوسری کتابوں کا نام و نشان بھی نہ رہا اور جو کتابیں ہیں وہ بھی ملاوٹ سے خالی نہیں..... دوسری بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی زندگی ڈیڑھ ہزار برس گزر جانے کے باوجود آج بھی ایسی روشن ہے جیسے آپ کے عہد میں تھی۔ نظری حیثیت سے سیرت کی کتابوں

میں موجود ہے، عملی حیثیت سے نیک مسلمانوں اور اللہ کے محبوب بندوں کی سیرتوں میں موجود ہے..... اتنی قدیم کوئی شخصیت ایسی نہیں ملتی جس کی زندگی کا مکمل خاکہ ہی ہمارے سامنے ہو..... تاریخ کی یہ واحد قدیم شخصیت ہے جس کی زندگی زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اور روشن ہوتی جاتی ہے..... اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ دین فطرت اسلام کے دستور العمل کو اختیار کرنا انسان کی بڑی سعادت ہے لیکن آج اسلام میں تو بہت سے فرقے ہیں جب کوئی اسلام لاتا ہے تو حیران رہ جاتا ہے کہاں جائے اور کس فرقے میں شامل ہو جو مسلمان کہلائے..... ایک انگریز نو مسلم فاضل ڈاکٹر محمد ہارون مرحوم نے اس گھمبیر مسئلے کا بڑا آسان حل نکالا اور وہ سچے اسلام میں داخل ہو گئے..... انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے اسلام لانے کے بعد یہ جائزہ لیا کہ مسلمانوں کے دشمن کس مسلمان فرقے کے دشمن ہیں تو میں نے دیکھا کہ سب اہل سنت و جماعت کے دشمن ہیں مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ۔

”سنی اسلام ہی سچا اسلام ہے.....“

دین فطرت اسلام اصل میں دین محبت ہے، دنیا کے بادشاہ اور حکمراں اپنی رعایا سے اطاعت چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اطاعت کے ساتھ ساتھ حضرت محمد ﷺ کی محبت بھی چاہتا ہے، نہ صرف آپ کی محبت بلکہ آپ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کی محبت..... یعنی اہل بیت کی محبت، ازواج مطہرات کی محبت، مجتہدین کرام کی محبت، محدثین عظام کی محبت، فقہائے اعلام کی محبت، علمائے حق کی محبت، صلحاء اور اولیاء اللہ کی محبت، الغرض ہر اس چیز کی محبت جو آپ سے تعلق رکھتی ہو۔ مسلمانوں میں صرف اہل سنت و جماعت ہی اس معیار محبت پر پورے اترتے ہیں۔ اب ہم اسلام کے دوسرے دعوے دار فرقوں کو دیکھتے ہیں تو۔

☆..... کوئی حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا

☆..... کوئی آپ کی محبت اور عظمت کا تقاضا نہیں

- ☆..... کوئی اہل بیت ۱ کا گستاخ ہے ان کی تعظیم کا قائل نہیں
- ☆..... کوئی صحابہ کرام ۲ میں سے چند صحابہ کو نہیں مانتا
- ☆..... کوئی تابعین ۳ تبع تابعین ۴ کو نہیں مانتا
- ☆..... کوئی ائمہ مجتہدین ۵ کو نہیں مانتا
- ☆..... کوئی محدثین ۶ کو نہیں مانتا
- ☆..... کوئی علمائے حق ۷ کو نہیں مانتا
- ☆..... کوئی اولیاء اللہ ۸ کو نہیں مانتا

الغرض ہر اسلام کے دعوے دار فرقے نے محبت کی زنجیر کی کوئی نہ کوئی کڑی توڑ کر خود کو اسلام سے الگ کر رکھا ہے، مگر نام مسلمانوں کا سا ہے جس سے ہر نو مسلم غلط فہمی میں مبتلا ہو کر حیران پریشان ہوتا ہے۔ اہل سنت و جماعت ہی وہ واحد جماعت ہے جس کی زنجیر

- ۱۔ حضرت محمد ﷺ کے اہل بیت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت فاطمہ، حضرت حسین، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں اور ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔
- ۲۔ جس نے حالت اسلام میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی اس کو صحابی کہتے ہیں۔
- ۳۔ جس مسلمان نے صحابی کی زیارت کی اس کو تابعین کہتے ہیں۔
- ۴۔ جس نے تابعین کی زیارت کی ان کو تبع تابعین کہتے ہیں۔
- ۵۔ جن مسلمان علماء نے حضرت محمد ﷺ کی احادیث (باتوں) سے فقہ (اسلامی قانون) مرتب کیا ان کو مجتہدین کہتے ہیں۔
- ۶۔ جن مسلمان علماء نے باقاعدہ حضرت محمد ﷺ کی حدیثیں (باتیں) جمع کیں اور کتابیں مرتب کیں اور احادیث حافظہ میں محفوظ کیں ان کو محدثین کہتے ہیں۔
- ۷۔ علماء حق ان کو کہا جاتا ہے کہ حق اور سچائی کے اظہار کرنے میں کسی کی رو رعایت نہیں کرتے، وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے۔
- ۸۔ اولیاء اللہ ان کو کہتے ہیں جو اللہ و رسول کے احکام پر پابندی سے عمل کر کے اللہ کے دوست اور محبوب ہو جاتے ہیں۔

محبت کی تمام کڑیاں جڑی ہوئی ہیں، کوئی کڑی ٹوٹی ہوئی نہیں..... اہل سنت و جماعت نے اسی رسی کو تھام رکھا ہے جس کی قرآن پاک میں اس طرح ہدایت کی گئی ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

(آل عمران، ۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو لے کر اور آپس میں بٹ نہ جانا

اس لئے انگریز فاضل ڈاکٹر محمد ہارون مرحوم کا یہ کہنا برحق ہے۔

”سنی اسلام ہی سچا اسلام ہے۔“

اسلام..... جو محبت سکھاتا ہے، خونریزی نہیں سکھاتا، جو کھرا اور کھوٹا الگ کرتا ہے، جو معاشرے میں فساد برپا نہیں کرتا، فساد سے بچاتا ہے، جس کی نفرت و محبت کا معیار اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اور نفرت ہے، وہ اسی سے محبت کرتا ہے جن سے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ نے محبت کی، وہ اسی سے نفرت کرتا ہے اللہ اور رسول نے جس سے نفرت کی.....

اہل سنت و جماعت مسلمانوں میں سب سے بڑی جماعت ہے اور حضرت محمد ﷺ نے بڑی جماعت کی پیروی کا سب سے پہلے جمہوری حکم دیا اور فرمایا۔

”جس طرح بکری کے لئے بھیڑیا ہے اسی طرح شیطان انسان کے

لئے بھیڑیا ہے (بھیڑیے کی عادت ہے کہ وہ) گلے سے بھاگنے

والی..... اور..... دور چلے جانے والی..... اور ایک جانب رہ جانے

والی بکریوں کو پکڑتا ہے۔ تم اپنے آپ کو گھاٹیوں سے بچاؤ اور ہر حال

میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔“

جمہوریت کے اس دور میں کثرت رائے پر ہم اہم قومی فیصلے کرتے ہیں، پہلے ایسا نہ

ہوتا تھا، قوت و طاقت پر فیصلے ہوا کرتے تھے..... دین فطرت اسلام نے ہمیں یہ  
 جمہوری تصور دیا تو ہم کو دین فطرت اسلام کا مرہون منت ہونا چاہئے کہ اُس نے  
 انسانوں کو وہ کچھ دیا جس کی ان کو ضرورت تھی.....

☆..... اُن کو جمہوریت دی

☆..... اُن کو اخوت دی

☆..... اُن کو محبت دی

☆..... اُن کو اتحاد دیا

☆..... اُن کو اتفاق دیا

☆..... اُن کو علم دیا

☆..... اُن کو عرفان دیا

☆..... اُن کو تہذیب دی

☆..... اُن کو تمدن دیا

☆..... اُن کو جینا سکھایا

☆..... اُن کو مرنا سکھایا

☆..... اُن کو قیادت دی

☆..... اُن کو امامت دی

احقر محمد مسعود احمد

کراچی (سندھ)

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

۲۵ مارچ ۲۰۰۲ء

بروز پیر

### چیمبرز انسائیکلو پیڈیا

”مذہب اسلام کا نہایت کامل اور روشن رکن قرآن مجید ہے۔ اس کی اخلاقی تعلیم میں ناصافی، کذب، غرور، انتقام، غیبت، استہزا، طمع، اسراف، عیاشی، بدگمانی، نہایت قتل، مذمت، قرار دی گئی ہے۔ اس کے برعکس نیک نیتی، فیاضی، حیاء، تحمل، صبر، بردباری، کفایت، شعار، سچائی، راست بازی، ادب، صلح، سچی محبت اور سب سے مقدم اور اہم خدا پر ایمان لانا اور اس کی رضا پر توکل کرنا سچی ایمانداری کی اہم شرط ہے اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے“

(ماہنامہ پیشوا، دہلی ”رسول نمبر“ مطبوعہ ۱۹۷۷ء)

इदं जना उप श्रुत नराशंस स्तविष्यते ।

षष्टिं सहस्रा नवतिं च कौशम आरुशामेषु ददाहे

अथर्व-वेद-संहिता काराड २०॥२२७॥१॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त १२८, मंत्र १

एष ऋषये मामहे शतं निष्कान् दश स्रजः ।

त्रीणि शतान्यर्वतां सहस्रा दश गोनाम् ॥

अथर्व-वेद-संहिता काराड २०॥२२७॥३॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त १२८, मंत्र ३

त्वमेतान्न जनरज्ञो दिर्दशावन्धुना सुश्रवसोपज्जमुषः ।

षष्टिं सहस्रा नवतिं नव मुर्तानि चक्रेण रथ्या दुष्यदवृषावू ॥

अथर्व-वेद-काराड २०॥२२१॥९॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त २१, मंत्र ९

वच्यस्व ईभं वच्यस्व वृक्षेन पक्वे शकुनः ।  
 ओष्ठे जिह्वा चर्चरीति क्षुरो न भुरिजोरिव ॥  
 अथर्व-वेद-संहिता काराड २० ॥ २२७ ॥ ४ ॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त १२८, मंत्र ५०

प्ररेभासो मनीषा वृषा गाव इवेरते ।  
 अमोत पुत्रका एषाममोत गा इवासते ॥  
 अथर्व-वेद-संहिता काराड २० ॥ २२७ ॥ ५ ॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त १२८, मंत्र ५०

प्ररेभधिषं भरस्व गोविदं वसुविदमू ।  
 देवत्रेमां वाचं कृधीषुं न वीरो अस्ता ॥  
 अथर्व-वेद-संहिता काराड २० ॥ २२७ ॥ ६ ॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त १२८, मंत्र ११

इन्द्रः कारुमबू बुधदुत्तिष्ठ विचरा जम् ।  
ममेदुग्रस्य चकृधि सर्व इत ते पूणादरिः ॥

अथर्व-वेद संहिता कारगड १० ॥ १२७ ॥ ११ ॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त २१, मंत्र ६

ते त्वामदा अमदन् तानि वृषाया ते सोमासो वृत्रहृत्पु रू  
यत कास्ते दश वृत्रारायप्रति वर्द्धिष्मते नि स्हस्त्रानि वर्हयः ॥

अथर्व-वेद - कारगड १० ॥ ११ ॥ ६ ॥

अथर्ववेद, काण्ड २०, सूक्त १२, मंत्र ८

परिक्षिन्नः क्षेममकरुत्तम आसनमाचरन् ।  
कुठार्ये कृशवन् कौरव्यः पतिर्वदति जायया ॥

अथर्व-वेद - संहिता कारगड १० ॥ १२७ ॥ ८ ॥

अथर्ववेद

येमानवा विगतशग परावरख्याः मोहम्मद धर्मगुरु सतत  
स्मरंति ध्यानेन तेन हत कल्मषं चेतना स्तेमातु पयो  
धरस्ससू न पुनः पिवंती। ( व्यासपिनीशद )

دیاس اپنشد

त्वया स्वतु पुराणानी स्मेतिहासानी क्वघआख्याता  
नप्यधीतानी धर्म शास्त्रानि योन्भूत ॥

سوت جی کا سوال دیاس اپنشد

इदं जगतः जतः जतयामी तव मोहम्मद्वेती प्रसिपादयतं  
( व्यासो पनीशद )

دیاس اپنشد

तस्मिन्नन्तरे मलेच्छ आचार्य्येण समन्वितः ।  
महामव इति ख्यातः शिष्यशाखासमन्वितः ॥ ५ ॥

بھوشیہ پراش، پرتی سرگ پرودا، کھنڈ ۳، ادھیایا ۳، شلوک ۵

असस्वन्ता सतपतिर्महि मेगावा चैतिष्ठो असुरो मघोनः ।  
त्रैवृष्णो अग्ने दशभिः सहस्रतैश्चानरः त्रयंरुशाश्चकते ॥

ऋग्वेद म० ५ ॥ सू० २७।२ ॥

रग्वेद, मंडल ५, सूक्त २७, मंत्र १

अयोनिः स वशो मत्तः प्राप्तवान्द्वै त्ववर्द्धनः ।  
महामद इति ख्यातः पैशाचकृतितत्परः ॥ २२ ॥

बहोशिवे प्राण, प्रती सर्ग प्रो. कण्ड ३, अध्या २, श्लोक १२

अहमिधि पितुः परिमेधामृतस्य जग्रह ।

अहं सूर्य इवाजनि ॥

सामवेद ० । प्र० २।६०.६ सं० ८ ॥

सामवेद प्रपाठक २, दशमि ६, मंत्र ८



## کتابیات

قرآن حکیم	۱
ابن جوزی، امام، کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ	۲
ابوریحان، البیرونی، کتاب الہند	۳
ابن کثیر	۴
اتحاد سادات المتقین شرح احیاء علوم الدین	۵
اتھروید	۶
احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، (مترجم) مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء	۷
احمد قسطلانی، امام، مواہب اللدنیہ	۸
احمد رضا خان مولانا، صلوة الصفا فی نور المصطفیٰ، مطبوعہ لاہور	۹
احمد بن محمد بن الصدیق الغماری، شیخ، مطابقت الاختراعات العصریہ	۱۰
لما خبرہ سید البریہ (مترجم، مفتی احمد میاں برکاتی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء	
اسماعیل بن محمد العمونی، شیخ، کشف الخفاء	۱۱
اشرف علی تھانوی، نشر الطیب	۱۲
السیرة الخلیفہ	۱۳
المستدرک امام حاکم	۱۴
المستدرک امام محمد	۱۵
الاتحادات الربانیہ	۱۶
السنجد، مطبوعہ کراچی	۱۷
النبی الخاتم، مطبوعہ کراچی	۱۸

امام رازی، تفسیر کبیر، جلد ششم	۱۹
انجیل برنا باس	۲۰
انوار اللہ حیدر آبادی، انوار احمد، مطبوعہ دہلی	۲۱
ایم زمان، کھوکھر، گجرات میں نوگزرے مزارات، مطبوعہ گجرات	۲۲
اے۔ کے۔ پاٹولی، آدم سے پہلے آدم کے بعد، مطبوعہ حیدر آباد	۲۳
بانگ درا، مطبوعہ دہلی	۲۴
بخاری شریف	۲۵
بھوشیہ پران	۲۶
تارا چند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات (مترجم، ڈاکٹر محمد مسعود احمد)	۲۷
مطبوعہ لاہور ۱۹۶۳ء	
تاریخ اکامل لاہن اشیر، مطبوعہ بیروت	۲۸
ترندی شریف، مطبوعہ بیروت	۲۹
تفسیر روح البیان	۳۰
تفسیر عرائس البیان	۳۱
جان ولیم ڈریپر، ڈاکٹر، معرکہ مذہب و سائنس (مترجم، ظفر علی خاں)	۳۲
مطبوعہ لاہور ۱۹۲۲ء	
جلال الدین سیوطی، الخصائص الکبریٰ	۳۳
جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر	۳۴
جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن	۳۵
خورشید عالم گوہر رقم، عجائب القرآن	۳۶
رشید احمد، تاریخ مذاہب	۳۷
رگ وید	۳۸
زرقاتی شرح مواہب اللدینہ	۳۹

زید فاروقی، ابوالحسن، ہندوستانی قدیم مذاہب	۴۰
رگ دید	۴۱
سام دید	۴۲
سنن ابن ماجہ شریف	۴۳
شبیر احمد، ڈاکٹر، دستک "ضیائے قرآن" مطبوعہ فلوریڈا، امریکہ	۴۴
شعب الایمان	۴۵
طبرانی کبیر	۴۶
طبرانی اوسط	۴۷
عبدالحق محدث دہلوی، شیخ، مدارج النبوة، مطبوعہ سکھر	۴۸
عبدالعزیز دباغ، ابریز	۴۹
عبدالحق حقانی، البیان	۵۰
عبدالسنان، بابر، مسجد آئینہ حق نما میں، مطبوعہ ہالینڈ	۵۱
عبدالقیوم، خطبات نبوی، مطبوعہ لاہور	۵۲
عبدالواحد شیخ، میں کیوں مسلمان ہوا؟	۵۳
عہد نامہ قدیم، کتاب سلاطین	۵۴
فاسی، علامہ، مطالع المسرات	۵۵
فرید بھکری، شیخ، ذخیرۃ الخوانین، مطبوعہ کراچی	۵۶
کرم شاہ ازہری، پیر، ضیاء النبی، مطبوعہ لاہور	۵۷
کلیات اقبال، مطبوعہ دہلی	۵۸
گرونجی، جی، کالان بھائی بال	۵۹
گستاخی بان، ڈاکٹر، تمدن عرب، مطبوعہ حیدرآباد (دکن)	۶۰
بیہقی، مطبوعہ بیروت	۶۱
مجمع الزوائد	۶۲

محمد ریاض الرحیم، اگنی کاراز، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۸ء	۶۳
محمد ریاض الرحیم، چندن کی خوشبو والے، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰ء	۶۴
محمد بن یوسف، بسیل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد	۶۵
محمد بن یوسف نبہانی، مسائل والوصول الی شاکل الرسول	۶۶
محمد عربی نمبر، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء	۶۷
محمد رضا، الفاروق عمر بن الخطاب، مطبوعہ مکہ المکتبہ	۶۸
محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر، (مقالہ و ڈاکٹریٹ	۶۹
سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد سندھ، ۱۹۷۰ء) غیر مطبوعہ	
محمد مسرور احمد، ابوالسرور، جانا پہچانا، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۹ء	۷۰
مسند امام احمد، مطبوعہ بیروت	۷۱
مسند ابویعلیٰ موصلی	۷۲
مسلم بن حجاج، امام، مسلم شریف، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۰ھ	۷۳
مشکوٰۃ شریف	۷۴
مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ بیروت	۷۵
مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم	۷۶
معین الدین داعظ کاشفی، ملا، معارج النبوۃ	۷۷
مورس بکائے، بائبیل، قرآن اور سائنس (ترجمہ، شاء الحق صدیقی)	۷۸
نظام الدین حسن نیشاپوری، تفسیر نیشاپوری	۷۹
نواب علی، پروفیسر، تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء	۸۰
نور محمد ربانی، ڈاکٹر، کشف العرفان، مطبوعہ کراچی	۸۱
نیاز فتح پوری، صحابیات	۸۲
یاسین اختر، مصباحی، سواد اعظم، لاہور ۱۹۹۷ء	۸۳
بجروید	۸۴



scholars;1939.

- 4 \_\_\_\_\_ Anwar Ali, Syed, Religion the Seince of Life.
- 5 \_\_\_\_\_ Anwar Ali, Syed. Islam the Religion, Lahore,2002.
- 6 \_\_\_\_\_ Bosworth Smith. Muhammad & Muhammadanism.
- 7 \_\_\_\_\_ Collection of writings of some Eminent Scholars, 1935 -
- 8 \_\_\_\_\_ Dunean Green Lees, The Gospal of Islam.1948 -
- 9 \_\_\_\_\_ Encyclopaedia of Religion and Ethics-
- 10 \_\_\_\_\_ E.S.Brightman, A Philospoy of Religion -
- 11 \_\_\_\_\_ George foot moors,History of Religion 1950
- 12 \_\_\_\_\_ Islam the Religion About Prophet, Karachi 1982
- 13 \_\_\_\_\_ Islam the Religion of All Prophet,Karachi
- 14 \_\_\_\_\_ J.Huxley, Religion with out Revelation -
- 15 \_\_\_\_\_ Leopold Asad, Islam at the Crossroads, London, 1923
- 16 \_\_\_\_\_ Mauric Bucaille, The Bibile, The Qura'n And Seince.
- 17 \_\_\_\_\_ Millian Mur, Life of Muhammad.
- 18 \_\_\_\_\_ Michael H.Hart,The 100 A.Ranking of the

(most) Influential Persons in the History,  
N-Y, 1978

- 19 \_\_\_\_\_ Philip K. Hitti, History of Arabs.
- 20 \_\_\_\_\_ Palmer, The Quran, English Translation  
(Introduction)
- 21 \_\_\_\_\_ Paul Carus :The Gospel of Buddha.
- 22 \_\_\_\_\_ Radha Krishan, Indian Philosophy. 1966
- 23 \_\_\_\_\_ Romer A.S, Vertebrate Paleontology,  
Chicago, 1966
- 24 \_\_\_\_\_ Snock Hurgongi, Muhammedenism,
- 25 \_\_\_\_\_ Social Contact, Every man Library,  
Cale's edition.
- 26 \_\_\_\_\_ Srendranath Dasgupta, A History of  
Indian Philosophy-
- 27 \_\_\_\_\_ Sacred Books of the East, Vol.35
- 28 \_\_\_\_\_ Sawami Viva Kananod, Hero of the world-
- 29 \_\_\_\_\_ The World great Religion-
- 30 \_\_\_\_\_ The spaise, London, 1928 -
- 31 \_\_\_\_\_ The Foundation of International Islamic  
Jurisprudenc, Karachi
- 32 \_\_\_\_\_ Thomas carlyle. Heroes and Hero-  
Worship, London, 1963
- 33 \_\_\_\_\_ Torrey Jenish, Foundation of Islam -
- 34 \_\_\_\_\_ T.R.Sethna, The Teaching of Zarathutara

1966 -

- 35 \_\_\_\_\_ T.W Arnold, The Preaching of Islam,  
Lahore- 1950
- 36 \_\_\_\_\_ T.W.Whys: Davids Buddhism-
- 37 \_\_\_\_\_ Wherey, Cammentry of the Kuran -
- 38 \_\_\_\_\_ Wither Islam , London - 1932.

(مرتبہ: ڈاکٹر اقبال احمد قادری)

☆☆☆



## صحت نامہ

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	نمبر شمار
نذہب کی ضرورت	ہب کی ضرورت	۴	۱۵	۱
محدث دہلوی	محدث پانولی دہلوی	آخری	۳۲	۲
امت میں ایک رسول ہوا	امت میں ایک سوال ہوا	۱۲	۳۹	۳
قلیح خاں کے عابدوزاہد	قلیح خاں عابدوزاہد	۱۰	۴۷	۴
مکتوب نمبر ۲۵۹	مکتوب نمبر	حاشیہ نمبر ۱	۵۲	۵
ہند کے سرداران کفار	ہند کے سردارانہ کفار	۵	۵۳	۶
صائبون، صائین	صائبون، صائین	حاشیہ نمبر ۱	۵۸	۷
آیات قرآنیہ	قرآنیہ	۱۹	۶۰	۸
تصدیق کرتی ہے	تصدیق کرتی ہی	۲۰	۶۰	۹
Sriptures, vol. III. Lahore	Sripture, svol, III, ahore	حاشیہ نمبر ۵	۶۳	۱۰
قرآن کریم، سورۃ البقرہ آیت نمبر ۸۹	کشف العرفان، ص ۳۲۳	حاشیہ نمبر ۲	۶۵	۱۱
۳	۱	حاشیہ نمبر ۳	۶۵	۱۲
اپنشدوں اور پرائوں	وہنشدوں اور پرائوں	۹	۶۷	۱۳
پرائوں میں	پرائوں میں	۱۰-۳	۶۷	۱۴
پران میں ہے	پران میں ہے	۱۰	۶۷	۱۵
رحمۃ للعالمین	رحمۃ للعالمین	۱۳	۶۷	۱۶
ایضاً، ص ۷۸-۷۹	ایضاً ص ۷۸-۷۹ علامہ ظفر الدین	حاشیہ نمبر ۳	۶۷	۱۷
علامہ ظفر الدین رضوی، معراج النبی	معراج النبی	حاشیہ نمبر ۱	۶۸	۱۸
I have ranked these 100 persons	I Hare ranked these 100 person	۱۷	۶۹	۱۹
feel entitles	feel enties	۱۶	۷۰	۲۰
figure in human	figure human	۱۸	۷۰	۲۱
p.40	p.33	حاشیہ نمبر ۳	۷۰	۲۲

طیبا	علیہ	۹	۷۳	۲۳
سریندر ناتھ واس گپتا	شریندر ناتھ واس گپتا	۱۷	۷۳	۲۴
ہندوستان میں دس گیارہ بجے ہونگے	ہندوستان میں کہیں صبح ہوگی	حاشیہ نمبر ۱	۷۹	۲۵
باقی ملکوں میں کہیں صبح ہوگی کہیں دوپہر	اسی قرآن کی روشنی سے	حاشیہ نمبر ۱	۸۹	۲۶
اسی قرآن کی روشنی سے	الٹی طباعت	حاشیہ	۹۵	۲۷
1-Wither Islam.London,1935.				
2- A Collection of Writings of Some Eminent Scholars, 1939,p.77				
دین فطرت کا داعی کہا	دین فطرت کا باپ کہا	۳	۱۰۴	۲۸
اس لئے اگر کوئی	اس لئے کوئی	۳	۱۲۵	۲۹
بلکہ محبت و مودت	بلکہ محبت و قدرت	۱۰	۱۲۷	۳۰
وہ معاشرہ	وہ معاشرہ	۸	۱۲۸	۳۱
یہ عصمت دریاں	یہ عصمت دریاں	۹	۱۲۸	۳۲
مال و دولت ہوتے	مال و دولت کے ہونے سے	۱۸-۱۷	۱۲۹	۳۳
زیادہ بچ رہے	زیادہ بچ گئے	۳	۱۳۰	۳۴
گزارا کیا	گزارا گیا	۱۹	۱۳۷	۳۵
چوٹیوں..... ایذا	چوٹیوں..... ایذا	۸	۱۴۰	۳۶
مار سکتا	کر سکتا	۱۷	۱۴۰	۳۷
ایذا	ایذا	۸	۱۴۱	۳۸
اَلْسِنَتِكُمْ..... لِلْعَالَمِينَ	اَلْسِنَتِكُمْ..... لِلْعَالَمِينَ	۱۳	۱۵۱	۳۹
Lahore	London	۲۱	۱۷۳	۴۰
Duncan Green	Duncan Green	۱۰	۱۷۴	۴۱
Srendernath	Srendranath	۱۳	۱۷۵	۴۲

